اُمّتِ مُسلمہ کی عُمر

اور

مستقبل قریب میں مہدی کے ظہور کا اِمکان

امین محمد جمال الدّین

کی معرکۃ الآراء کتاب

عُمر اُمّۃ الاسلام وقُرب ظہورِ المہدی

کا اردو ترجمہ

مترجم: پروفیسر خورشید عالم

مکتبہ خُدّامُ القُرآن لاھور

36 کے، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون: 3-35869501

maktaba@tanzeem.org

نام کتاب ــــــــــــــــــ اُمتِ مسلمہ کی عمر

پہلا ایڈیشن:

طبع اوّل تا نہم (ستمبر 2001ء تا اکتوبر 2013ء) ــــــــ 11,000

دوسرا ایڈیشن (جنوری 2017ء) ــــــــــــ 1100

ناشر ـــــــــ ناظم نشرو اشاعت، مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

مقامِ اشاعت ـــــــــ 36۔ کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور

فون: 3-35869501

مطبع ـــــــــ شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور

قیمت ـــــــــ 100 روپے

ISBN: 978-969-606-044-4

email:publications@tanzeem.org
website:www.tanzeem.org

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

عرضِ ناشر

''اُمتِ مسلمہ کی عمر اور مستقبل قریب میں مہدی کے ظہور کا امکان'' کے عنوان سے جامعہ الازہر کے پروفیسر امین محمد جمال الدین کی کتاب کا اردو ترجمہ ماہنامہ میثاق میں بالاقساط شائع کرنے کے بعد اب یکجا کتابی شکل میں پیش کیا جا رہا ہے۔

پیشِ نظر موضوع مرکزی انجمن کے صدرِ مؤسس اور امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد ؒ کی خصوصی دلچسپی کا موضوع ہے۔ چنانچہ وہ گزشتہ سالوں کے دوران متعدد مواقع پر اس موضوع پر اظہارِ خیال فرما چکے ہیں۔ اس ضمن میں محترم ڈاکٹر صاحب کا نقطہ نظر یہ ہے کہ احادیث کے مطالعہ سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس دنیا کا خاتمہ یعنی قیامِ قیامت اب زیادہ دور نہیں ہے۔ احادیث میں بیان کی گئی علاماتِ قیامت میں سے بہت سی علامات' جنہیں علاماتِ صغریٰ سے تعبیر کیا جاتا ہے' آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں' جبکہ قیامت کی علاماتِ کبریٰ' مثلاً مہدی کی آمد' خروجِ دجال' نزولِ مسیح' المَلحَمة العُظمٰی (Armageddon)' اور پوری دنیا پر اسلام کا غلبہ' ایسی عظیم علامات ہیں کہ "Coming events cast their shadows before" کے مصداق ان کے عکوس وظلال عالمی حالات وواقعات کے آئینے میں صاف دکھائی دے رہے ہیں اور یوں لگتا ہے گویا اس سب کے لیے سٹیج تیار کیا جا رہا ہے۔

احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قیامت سے قبل اسلام کے عالمی غلبے یا خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے دورِ ثانی کے ضمن میں ''خراسان'' کے خطے کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ یہودیوں کے خلاف جنگوں میں حضرت مہدی کی مدد کے لیے فوجیں یہیں سے نکلیں گی۔ واضح رہے کہ احادیث میں جس ''خراسان'' کا ذکر ہے اسے موجودہ خراسان پر قیاس نہ کیا جائے کہ جو ایران کا ایک چھوٹا سا صوبہ ہے' بلکہ آنحضور ﷺ کے دور کا خراسان ایک بہت بڑے علاقے پر محیط تھا' جس میں نہ صرف یہ کہ موجودہ پورا افغانستان بھی شامل تھا بلکہ پاکستان کا شمال مغربی علاقہ بالخصوص موجودہ مالاکنڈ ڈویژن بھی خراسانِ قدیم ہی کا حصہ سمجھا جاتا تھا۔ یہ بات قابل

تحسین ہے کہ افغان قوم نے عظیم قربانیوں کے بعد آخر کار افغانستان میں شریعتِ اسلامی کا نفاذ کر دیا ہے اور اسے امارتِ اسلامی کی شکل دے دی ہے' جبکہ اسلام کے نام پر قائم ہونے والا ملک عزیز پاکستان دستوری و آئینی سطح پر نفاذِ اسلام کے حوالے سے ایک قابلِ لحاظ حد تک پیش رفت کرنے کے باوجود ابھی تک عملی اعتبار سے اپنی منزل کی طرف خاطر خواہ پیش رفت نہیں کر سکا۔ گویا ۔

یارانِ تیز گام نے محمل کو جا لیا
ہم محو نالۂ جرسِ کارواں رہے!

بہرکیف' یوں محسوس ہوتا ہے کہ عالمی غلبۂ اسلام کے دورِ ثانی میں پاکستان کو بھی افغانستان کی طرح ایک اہم کردار ادا کرنا ہے جس کے اشارات برعظیم پاک و ہند کی چار سو سالہ تاریخ سے بھی ہویدا ہیں۔

پیش نظر کتاب اس اعتبار سے بہت اہم ہے کہ اس میں قربِ قیامت کی علاماتِ صُغریٰ اور علاماتِ کُبریٰ کے بارے میں احادیثِ نبویہؐ کو جمع کر دیا گیا ہے اور قاری کو دعوتِ فکر و عمل دی گئی ہے۔

ناظم نشر و اشاعت
مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور
۲۷/اگست ۲۰۰۱ء

ترتیب

مقدمہ 7

باب اوّل : قیامت کی چھوٹی نشانیاں 11

فصل اوّل : لفظ علامات کے معنی و مراد اور خاص تنبیہ 12

فصل دوم : قیامت کی اہم چھوٹی علامتیں 14

فصل سوم : ہرمجدّون (ARMAGEDDON) 21

ہرمجدّون —— مسلمانوں اور اہل کتاب کے مابین 22

باب دوم : اُمتِ مُسلمہ کی عمر 29

فصل اوّل : تشریحات 30

فصل دوم : اُمتوں کی عمر کے بارے میں احادیث اور اُن کے آسان معانی 32

فصل سوم : اُمتوں کی عمر کا حساب 34

فصل چہارم : قربِ قیامت سے متعلق اہلِ کتاب کے اقوال 36

باب سوم : مہدی 41

فصل اوّل : مہدی: قیامت کی علامتِ صُغریٰ اور کُبریٰ کی درمیانی کڑی 42

فصل دوم : مہدی کون ہے؟ 43

فصل سوم : ظہورِ مہدی کا وقت 46

فصل چہارم : ظہورِ مہدی کی علامت اور اس کی بیعت 51

فصل پنجم : مہدی کے زمانے میں ہونے والی خونی جنگیں 55

مہدی کی بڑی بڑی جنگوں کی زمانی ترتیب 55

مہدی کی جنگوں کی تفصیل 56

باب چہارم	**: المَسِیحُ الدَّجّال**	**71**
فصل اوّل	: مسیح دجال: علاماتِ کبریٰ میں سے پہلی علامت	72
فصل دوم	: مسیح دجال کی تعریف	75
فصل سوم	: دجال کا ٹھکانہ	77
فصل چہارم	: دجال کے خروج کا وقت' اس کا سبب اور علامت	81
فصل پنجم	: فتنۂ دجال اور اس سے نجات کا راستہ	83
	دجال کا ذکر قرآن کریم میں کیوں نہیں؟	90
فصل ششم	: دجال کی ہلاکت اور اس کے پیروکاروں کی ہزیمت	92
باب پنجم	**: قیامت کی بڑی نشانیاں**	**97**
فصل اوّل	: وہ علامتیں جو مؤمنوں کو نظر آئیں گی	99
فصل دوم	: وہ علامات جن کو مؤمن دیکھ نہ سکیں گے	112
فصل سوم	: کائنات کا انقلاب اور اس کا خاتمہ	114
باب ششم	**: راستے کی جھلکیاں**	**121**
فصل اوّل	: عام واجبات	122
فصل دوم	: خاص انتباہ اور خاتمہ	126

مُقدمة

☆ اس کتاب میں خونریز جنگوں کی قربت اور اُن آخری فتنوں کا بیان ہے جو اس بات کا پتہ دیتے ہیں کہ اس دنیا کی زندگی ختم ہونے کو ہے اور قیامت آنے ہی والی ہے۔

☆ اس کتاب میں کتاب وسنت کے صحیح دلائل' ٹھوس اور واضح آثار کو بطورِ سند پیش کیا گیا ہے۔

☆ یہ کتاب' اہلِ کتاب یعنی یہود ونصاریٰ کے کلام کو مانوس بنا کر اُس کو بطور دلیل پیش کرتی ہے' کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ان سے روایت کی اجازت دی ہے۔ آپ نے فرمایا:

((حَدِّثُوْا عَنْ بَنِیْ اِسْرَاءِیْلَ وَلَا حَرَجَ))(۱)

''بنی اسرائیل سے روایت کرو' اس میں کوئی حرج نہیں۔''

☆ موجودہ واقعات بھی اِس کی تائید کرتے ہیں اور ان میں عجیب یگانگت پائی جاتی ہے۔

☆ مجھے یہ دیکھ کر دکھ ہوا کہ بہت سے لوگ اس موضوع سے ناآشنا ہیں' حالانکہ اہلِ کتاب کے عوام بھی اس کا علم رکھتے ہیں۔ وہ تو ایک گانا گاتے رہتے ہیں جس کا عنوان ہے: ''O 'Jesus Come!'' (اے مسیح آجاؤ!) یعنی وہ مسیح کے منتظر ہیں' بلکہ پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ جلدی آجاؤ! مگر ہم بے خبر ہیں۔ چنانچہ میں نے کتاب لکھنے کا ارادہ باندھا۔ پیش نظر یہ تھا کہ جس قدر ممکن ہو مختصر لکھا جائے' تاکہ اسے سمجھنے میں بھی آسانی ہو اور اس کی اشاعت بھی آسانی سے ہو جائے۔ تمنا یہی تھی کہ اس کا نفع عام ہو جائے۔ کتاب کاہے کو ہے' بے خبروں کو خبردار کرنے کے لیے' سوئے ہوؤں کو جگانے کے لیے اور بے راہروؤں کو راہ پر لانے کے لیے ایک پیغام ہے۔ لوگ خواہ دنیادار ہوں یا دین دار' اللہ اُن پر رحم کرے' سب غافل ہیں۔ دنیا دار تو اپنی گمراہی میں بھٹک رہے ہیں اور باطل پر قائم ہیں' دین داروں میں اکثریت (کا حال یہ ہے کہ) بری طرح غفلت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ وہ فروعی اختلافات میں اُلجھے ہوئے ہیں' حالانکہ یہ اختلافات مدت ہوئی ختم ہو چکے ہیں۔ کاش وہ سلف صالحین کے نقش قدم پر چلتے اور اختلافِ رائے ان کی باہمی محبت پر کوئی آنچ نہ آنے دیتا۔ کاش وہ نہ ایک دوسرے سے جھگڑتے' نہ ایک دوسرے کی

عیب جوئی کرتے' نہ ایک دوسرے کے دشمن بنتے اور نہ ایک دوسرے سے الجھتے' بلکہ ایک دوسرے سے محبت کرتے' ایک دوسرے کے قریب آتے اور اختلاف کے لیے ان کے سینے کھلے ہوتے۔

علمی اور اجتماعی اعتبار سے یہ کتاب انتہائی اہم ہے' کیونکہ یہ سب کو خبردار کرے گی اور ان کو بتائے گی کہ آخری زمانوں میں ہونے والی خونریز جنگیں قریب ہیں' وہ ہمارے سر پر کھڑی ہیں' ہمارے دروازوں پر دستک دے رہی ہیں' وہ اپنے سینے سے سب کو کچل کر رکھ دیں گی اور اپنے ظلم سے سب کو پارہ پارہ کر دیں گی' اس لیے یہ کتاب سب اہلِ دانش سے مخاطب ہے اور اُن کو پکار پکار کر کہہ رہی ہے:

اے دُنیا والو! عصیاں کاری سے باز آ جاؤ' اپنے آپ کو نفسانی شہوات سے چھڑا لو' اپنے ربّ کی طرف لوٹ جاؤ' اُس کی شریعت سے وابستہ ہو جاؤ' کیونکہ اس اُمت کے آخری زمانہ میں وہ قوم زمین میں دھنس جائے گی' اس کی صورت مسخ ہو جائے جو اپنے شب و روز لہو ولعب' مے نوشی اور راگ ورنگ میں گزار رہی ہوگی۔ اُس دن اللہ کی رحمت کے سوا قضائے الٰہی سے بچانے والا کوئی نہیں ہوگا۔

اے دین دارو! اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ میں نہ پڑو۔ اختلافات کو دور پھینک دو' شیر وشکر ہو جاؤ اور محض اللہ کی رضا کی خاطر آپس میں محبت کے رشتوں کو استوار کرو۔ آپس میں مت اُلجھو' وگرنہ کمزور پڑ جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی' تاکہ تم آنے والی بڑی بڑی جنگوں میں صف واحد بن جاؤ۔ یہ جنگیں قریب تر ہیں۔ گنے چنے کم کوش لوگوں کو اس بات کی اجازت ہرگز نہ دو کہ وہ مل جل کر تمہاری جمعیت کو پراگندہ اور تمہاری کاوشوں کو منتشر کر کے تمہیں اجتہادی فروعی اختلافات کے بھنور میں بہا لے جائیں' وہ اختلافات جو اُمت میں تفرقہ ڈال کر اسے کمزور کر رہے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

((سَيَكُونُ فِي آخِرِ أُمَّتِي أُنَاسٌ يُحَدِّثُونَكُمْ مَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ ، فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ)) (۲)

''میری اُمت کے آخری زمانے میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو تمہارے سامنے ایسی باتیں کریں گے (روایات بیان کریں گے) جن کو نہ تم نے سنا ہوگا اور نہ تمہارے باپ دادا نے' پس ان سے بچنا۔''

اے اللہ کے بندو! بڑی باتوں کی فکر کرو۔ چھوٹی چھوٹی باتوں میں اس قدر مشغول نہ ہو جاؤ کہ ذمہ داری کے اونچے معیار تک پہنچ نہ پاؤ، اور ان دشمنوں کا سامنا نہ کر پاؤ جو ہر طرف سے تمہیں گھیرے ہوئے ہیں۔

مسلمان اہلِ علم کو حکم ہے کہ وہ ہر چیز کو صحیح مقام پر رکھیں۔ شریعت کے احکام میں، اس کے مقررہ قوانین میں سب سے مقدم اُس چیز کو سمجھیں جو زیادہ ضروری ہو، پھر اس کو جو نسبتاً کم ضروری ہو—— مثلاً فرضِ عین، فرضِ کفایہ، واجبات، نوافل اور مستحبات۔ شریعتِ الٰہی کا یہ معروف قاعدہ ہے جو کسی اہلِ علم پر مخفی نہیں کہ ان سب احکام کا شریعت میں لگا بندھا مقام ہے اور اہمیت واوّلیت کے اعتبار سے ان کی درجہ بندی کی گئی ہے۔ جب ہم دیکھیں کہ ایک آدمی ان لگے بندھے قواعد میں رخنہ ڈال کر اُن کو آپس میں گڈمڈ کر رہا ہے اور جن کاموں کو پہلے کرنا ہے اُن کو بعد میں کر رہا ہے یا جن کاموں کو بعد میں کرنا ہے اُن کو پہلے کر رہا ہے تو اُسے نصیحت کرنا اور تنبیہ کرنا لازم ہے، اور اُس پر واجب ہے کہ وہ نصیحت پر عمل کرے اور کہا مانے، کیونکہ دین تو نام ہی نصیحت و خیر خواہی کا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ ایک بزرگ کا قول ہے:

''جو فرض میں مشغول ہو کر نفل سے غافل ہو جاتا ہے وہ معذور ہوتا ہے اور جو نفل میں مشغول ہو کر فرض سے غافل ہو جاتا ہے وہ مغرور (فریب خوردہ) ہوتا ہے''۔ (۳)

اے سیاستدانو! لکھاریو اور مفکرو! ایک قطعی معرکہ (پیش آنے والا) ہے جسے اہلِ کتاب اپنی مقدس کتابوں میں ''ہرمجدون'' (٤) کا نام دیتے ہیں۔

ہمارے رسول کریم ﷺ نے بھی اس معرکے کی خبر دی ہے۔ آپ نے فرمایا:

''عنقریب رومی (٥) تمہارے ساتھ قابل اعتماد صلح کریں گے، پھر تم ان سے مل کر ایک دشمن پر چڑھائی کرو گے، تمہیں کامیابی ہو گی، مالِ غنیمت ملے گا اور تم محفوظ ہو جاؤ گے۔'' (٦)

یہ فیصلہ کن اور تباہ کن معرکہ بہت جلد عالمی سطح پر ہو گا۔ انہی دنوں اس معرکہ کا تانا بانا بنا جائے گا اور اس کی تیاری مکمل ہو جائے گی (یقینی طور پر جنگی حکمت عملی پر مبنی ایک بڑے مقابلہ کا سٹیج حال ہی میں مشرق وسطیٰ میں تیار کیا جا رہا ہے جس میں ٹھیک طرح سے یہ واضح نہیں کہ وہ دشمن کون ہوں گے جن کو لازمی طور پر خسارہ اٹھانا پڑے گا۔) (۷)

ڈاکٹر مصطفیٰ محمود کہتے ہیں:

''اپنی گھڑیوں کو درست کر لو اسرائیل تیزی سے اپنے عروج کی طرف بڑھ رہا ہے، جس

کے بعد انجام تک پہنچنے کے لیے نیچے کی طرف گنتی شروع ہو جائے گی۔ آنے والے چار سال ہی اس کی عمر کا بقیہ حصہ ہیں۔ یہ مدت کم بھی ہو سکتی ہے اور بڑھ بھی سکتی ہے۔ اللہ بہتر جانتا ہے۔"(۸)

بے شک ہمارے رسولِ امین ﷺ نے' جو خود بھی سچے ہیں اور لوگ بھی ان کو سچا سمجھتے ہیں' صحیح احادیث (آثار) کے ذریعے ہمیں بتایا ہے کہ جنگی حکمت عملی والا ایک بہت بڑا معرکہ جلد ہوگا۔ یہ اتحاد کی شکل میں عالمی سطح پر ہوگا جس میں ہم اور رومی (امریکہ اور یورپ) ایک کیمپ میں ہوں گے۔ کامیابی ہمارا ساتھ دے گی اور مالِ غنیمت میں ہمیں حصہ ملے گا۔ لیکن ہم یہ نہیں جانتے کہ فریق ثانی کون ہوگا جس کو لازمی طور پر نقصان اٹھانا پڑے گا۔ آیا وہ کمیونسٹ کیمپ (چین' روس اور اُن کے چیلے) ہوگا یا کوئی اور......؟ اللہ بہتر جانتا ہے کہ کون ہوگا!

ہمارے نبی ﷺ نے ایک واقعہ کی اطلاع دی ہے جو اُس بہت بڑے قریب الوقوع مقابلہ کے بعد رونما ہوگا۔ یہ واقعہ اکثر لوگوں کی نگاہوں سے مخفی ہے۔ یہی وہ بات ہے جس کا اضافہ اس کتاب نے اُن اہل دانش کے علمی اور ثقافتی سرمائے میں کیا ہے جو سیاسی اور عسکری تجزیوں میں ہمہ تن مصروف رہتے ہیں اور جن کی نظر دورِ حاضر کے واقعات پر ہے۔ وہ بات یہ ہے کہ اس بڑے مقابلے سے لوٹتے وقت رومی ہم سے بے وفائی کریں گے۔ ہماری مڈبھیڑ ایک خوفناک' قاتل اور بے رحم جنگ میں ہوگی ——— ایک ایسی جنگ جس میں آنکھیں انگارہ بن جائیں گی' تلواریں آب دار ہوں گی' گھمسان کا رن پڑے گا' گھوڑے مقتولین کے خون سے تر بتر ہو کر اونچی آواز سے ہنہنائیں گے اور یہ المَلحَمة الكُبریٰ (بڑی خون ریز جنگ) ہوگا۔

اللہ نے چاہا تو اس کتاب کے تیسرے باب میں اس جنگ کی وہ تفصیل بیان ہوگی جس کی خبر اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں دی ہے۔ ہم اللہ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ظاہری اور باطنی فتنوں سے بچائے رکھے۔ آمین!

بابِ اوّل

قیامت کی چھوٹی نشانیاں

فصل اوّل

لفظ ''علامات'' کے معنی ومراد اور خاص تنبیہ

قیامت کی چھوٹی علامتوں سے مراد وہ واقعات اور حادثات ہیں جن سے متعلق نبی اکرم ﷺ نے بتایا کہ وہ آخری زمانے میں رونما ہوں گے اور وہ بمنزلہ ان علامتوں کے ہوں گے جو قیامت کی بڑی نشانیوں کے ظہور پر دلالت کریں گی' بلکہ یوں کہیے کہ ان کا راستہ ہموار کریں گی۔

''قیامت کی علامات'' کا لفظ قرآن وسنت سے ماخوذ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

﴿فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً ۚ فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا ۚ﴾

(محمد:۱۸)

''اب تو یہ لوگ قیامت ہی کو دیکھ رہے ہیں کہ ناگہاں ان پر آن واقع ہو۔ اس کی نشانیاں تو آچکی ہیں۔''

کتب احادیث میں نبی کریم ﷺ کا وہ قول موجود ہے جو آپؐ نے قیامِ قیامت کے سوال کے جواب میں جبرائیل سے کہا۔ آپؐ نے فرمایا: ''جس سے پوچھا جا رہا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا''۔ جبرائیل نے کہا: ''مجھے اس کی نشانیاں بتایئے''۔ آپؐ نے فرمایا: ''یہ کہ لونڈی اپنی مالکن کو جنم دے گی اور تو دیکھے گا کہ برہنہ پا' ننگ دھڑنگ' محتاج' بکریاں چرانے والے' اونچی اونچی عمارتیں بنائیں گے۔''(۹)

قیامت کی چھوٹی علامات سے مراد یہ ہے کہ وہ نشانیاں آچکی ہیں اور وقوع پذیر ہو چکی ہیں۔ اب کوئی وجہ نہیں کہ قیامت کی بڑی علامتیں تاخیر سے نمودار ہوں۔ اگر ان علاماتِ صغریٰ کے آنے سے یہ بات ثابت نہ ہو کہ ان کے فوراً بعد بڑی علامتیں ظہور پذیر ہوں گی تو ان کو علامات کے نام سے پکارنا بے معنی ہو جائے گا۔ بعض علماء نے ان چھوٹی علامتوں کا شمار کیا ہے' وہ نوے سے کچھ اوپر ہیں۔ وہ احادیث جو ان علامات کا ماخذ ہیں' صحت اور ضعف کے اعتبار سے تعداد میں مختلف ہیں' اس لیے گننے والوں کی گنتی میں بھی فرق ہے۔ جو علماء حدیث میں تساہل سے کام لیتے ہیں انہوں نے تعداد زیادہ بتائی ہے' مگر جو علماء حدیث میں زیادہ احتیاط برتتے ہیں انہوں نے تعداد کم بتائی ہے۔ لیکن بہرحال قیامت جلد آنے والی ہے۔ ان علامات

کا شمار کرنے سے پہلے ہم لوگوں کو چند اہم چیزوں سے آگاہ کرنا چاہتے ہیں۔

۱) جیسا کہ ہم اس باب کی فصل دوم میں دیکھ لیں گے کہ چھوٹی علامتیں سب کی سب بتمامہ اسی طرح ظاہر اور وقوع پذیر ہو چکی ہیں جیسا کہ ہمیں نبی معصوم ﷺ نے بتایا ہے۔

۲) چھوٹی علامتوں کے ظہور اور نبی ﷺ کی احادیث کے مطابق ان کے وقوع پذیر ہونے کی وجہ سے مناسب یہی ہے کہ ہر مسلمان کے اپنے نبی ﷺ پر ایمان اور ان کی رسالت کی تصدیق میں اضافہ ہو' کیونکہ انہوں نے ان غیبی اُمور کی اطلاع دی جو آخری زمانے میں ہونے والے تھے اور وہ ایسے ہی ہو کر رہے جیسا کہ آپ نے بتایا تھا......

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ③﴾ (النجم)

''نہ وہ خواہش نفس سے منہ سے بات نکالتے ہیں۔''

۳) بعض اہلِ علم غلط طور پر ان واقعات کو بھی علاماتِ صغریٰ میں خلط ملط کر دیتے ہیں جو علاماتِ کبریٰ کے ظہور کے بعد واقع ہونے والے ہیں۔ مثلاً:

i) یہودیوں کا مسلمانوں کے ہاتھوں قتلِ عام۔ یہاں تک کہ اگر کوئی یہودی کسی پتھر یا درخت کے پیچھے چھپ جائے گا تو وہ پتھر یا درخت پکار اٹھے گا: ''اے مسلمان! اے اللہ کے بندے! یہ یہودی میرے پیچھے ہے' آؤ اسے قتل کرو''(۱۰)۔ یہودیوں کا یہ قتل عام مہدی کے ظہور اور مسیح دجال کے خروج کے بعد ہوگا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا' وہ دجال کو قتل کریں گے اور اس کے پیروکار یہودیوں کو شکست دیں گے۔ اللہ نے چاہا تو ہم چوتھے باب میں اس واقعہ کو بیان کریں گے۔ اس مقام پر یہودی پتھروں اور درختوں کے پیچھے چھپ جائیں گے تو وہ اللہ کے حکم سے مسلمانوں کے مددگار بن کر ان کمینوں کو قتل کرنے کے لیے بول پڑیں گے۔ آخری زمانہ تو عجیب وغریب خلاف عادت واقعات کا زمانہ ہوگا۔ اس زمانہ میں یہ کوئی اچنبھے کی بات نہیں ہوگی۔

ii) مسلمانوں کی ترکوں سے لڑائی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی جب تک تم ان ترکوں سے جنگ نہ کرلو گے جن کی آنکھیں چھوٹی' چہرے سرخ' ناک چپٹی ہوگی۔ ان کے چہرے یوں دکھائی دیں گے جیسے کسی سخت چیز کو ہتھوڑے سے کوٹا ہو' یعنی چہرے چوڑے اور گول ہوں گے۔''(۱۱)

iii) دریائے فرات کے پانی کا نیچے اترنا اور سونے کے ایک پہاڑ کا ظہور، جس پر لوگ ایک دوسرے سے لڑیں گے۔ یہ واقعہ مہدی کے زمانے میں ہوگا۔ اسی لیے امام بخاریؒ نے اس حدیث کو ''خروج النار'' کے باب میں بیان کیا ہے اور ابن ماجہؒ نے اسی قسم کی حدیث کا تذکرہ ''المہدی'' کے باب میں کیا ہے۔ ابن حجرؒ کہتے ہیں کہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ واقعہ مہدی کے زمانے میں ہوگا۔(۱۲)

iv) درندوں کی لوگوں سے ہم کلامی اور آدمی کی اپنے کوڑے کے ڈنڈے کے ساتھ ہم کلامی۔ یہ واقعہ علاماتِ کبریٰ کے ظہور کے بعد کا ہے۔

v) دو چھوٹی چھوٹی پنڈلیوں والے حبشی کے ہاتھوں کعبۃ اللہ کی بربادی۔ یہ واقعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کے بعد کا ہے، کیونکہ یہ ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ بیت اللہ کا حج کریں گے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے عیسیٰ حج یا عمرہ کی غرض سے یا دونوں کو ایک ساتھ ادا کرنے کی غرض سے روخاء کی گھاٹی میں ضرور داخل ہوں گے۔''(۱۳)

اس کے علاوہ بھی بہت سی علامتیں ایسی ہیں جن کو شمار کرنے والوں نے علاماتِ صغریٰ میں شمار کیا ہے۔ مثلاً یہ کہ جزیرۃ العرب کی سرزمین چراگاہوں اور نہروں میں بدل جائے گی۔ اس بات کو ذہن میں رکھنا چاہیے کہ یہ سب عیسیٰؑ کے نزول کے بعد ہوگا۔

فصل دوم

قیامت کی اہم چھوٹی علامتیں

اس فصل میں ہم نے قیامت کی اہم چھوٹی چھوٹی علامتوں کو جمع کر دیا ہے۔ طوالت کے خوف سے ان علامات کے مجرد تذکرہ پر اکتفا کیا ہے۔ حاشیہ آرائی صرف وہاں کی گئی ہے جہاں اس کی ضرورت محسوس ہوئی۔ ہر علامت کے ساتھ اس کی دلیل کی طرف بھی اشارہ کر دیا ہے جو نبی کریم ﷺ کی صحیح سنت میں موجود ہے۔ اہم علامات آپ کے پیش خاطر ہیں:

۱) یہ کہ لونڈی اپنی مالکن کو جنم دے گی۔(۱۴) یہ اسلامی فتوحات کی کثرت کے لیے کنایہ ہے۔ ان فتوحات میں کثرت سے لونڈیاں جنگی قیدی کے طور پر ہاتھ لگیں گی۔ لونڈی

بچے کو جنم دے گی جو اس کا مالک ہوگا' کیونکہ وہ اس کے مالک کا بچہ ہوگا۔ یا یہ والدین کی نافرمانی کے لیے کنایہ ہے' یعنی بچہ اپنی ماں سے ایسی سختی سے پیش آئے گا جیسے وہ اس کا آقا ہو۔ دونوں باتیں وجود میں آچکی ہیں۔

۲) یہ کہ برہنہ پا' ننگ دھڑنگ اور محتاج' بکریوں کے چرواہے اونچی اونچی عمارتیں بنائیں گے۔(۱۵) [جیسا کہ جزیرۃ العرب (سعودی عرب) والے کر رہے ہیں۔]

۳) معاملات کو نااہل لوگوں کے سپرد کرنا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے: ''جب معاملات نااہل لوگوں کے حوالے ہونے لگیں تو قیامت کا انتظار کرو۔''(۱۶)

۴) کم علمی اور جہالت کا ظہور۔

۵) قتل و غارت کی کثرت۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''بے شک قیامت سے پہلے وہ زمانہ بھی آئے گا جب جہالت ڈیرے ڈال دے گی' علم اٹھ جائے گا۔ جب حرج (اضطراب) کثرت سے ہوگا''۔ اور حرج سے مراد قتل ہے۔(۱۷)

۶) مے نوشی اور اس کے لیے دوسرے نام استعمال کرنا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میری اُمت کے لوگ شراب پئیں گے مگر اس کا نام بدل دیں گے۔''(۱۸)

۷) زنا اور بدزبانی (بدعہدی) کی کثرت۔

۸) آدمی ریشم پہنیں گے۔

۹) گانے بجانے کو جائز سمجھنا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میری اُمت میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو ریشم' مے نوشی اور گانے بجانے کو حلال سمجھیں گے۔''(۱۹)

۱۰) گانے والیوں کا ساتھ۔

۱۱) فحش کاری اور فحش گوئی کا ظہور۔

۱۲) قطع تعلق۔

۱۳) امین کو خائن سمجھ کر اس پر تہمت لگانا۔

۱۴) خائن کو امین سمجھ کر مقرب بنانا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کی نشانیوں میں فحش کاری' فحش گوئی' قطع تعلقی' امین کو خائن اور خائن کو امین سمجھنا ہے۔''(۲۰)

۱۵) لوگوں میں مرگ ناگہانی کا ظہور۔

۱۶) مسجدوں کو بطور راستہ استعمال کرنا۔ یعنی آدمی مسجد میں سے گزر جائے اور نماز نہ

پڑھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کہ مسجدوں کو راستے کے طور پر استعمال کیا جائے اور مرگِ ناگہانی عام ہو جائے۔''(۲۱)

۱۷) ایک ہی دعوت دینے والی دو بڑی مسلمان جماعتوں کی باہم جنگ۔ یہ وہ مشہور جنگ ہے جو حضرت علی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان ہوئی۔

۱۸) زمانوں کا تقارب۔ یعنی وقت سے برکت کا اٹھ جانا۔

۱۹) زلزلوں کی کثرت۔ مصر کے موسمی تحقیقاتی ادارے کے ایک کارکن کا قول ہے کہ زمین تو اب مستقل طور پر لرزتی رہتی ہے۔

۲۰) فتنوں کا ظہور اور ان کے شر کا عام ہونا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت اس وقت آئے گی جب علم سمیٹ لیا جائے گا' زلزلے کثرت سے آنے لگیں گے' فتنوں کا ظہور ہوگا اور حرج (اضطراب) یعنی قتل بڑھ جائے گا۔'' (۲۲)

۲۱) جب تمام قومیں متفقہ طور پر اُمتِ مسلمہ پر پل پڑیں گی جیسے کھانے والے ایک پیالے پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ (۲۳)

۲۲) علم کو کم عمر لوگوں کے پاس تلاش کرنا۔ اس سے مراد وہ طالبانِ علم ہیں جن کو علم پر قدرت حاصل نہیں ہوتی اور جن کا علم پختہ نہیں ہوتا۔ ان سے مسائل دریافت کیے جائیں گے اور وہ فتویٰ دیں گے۔ خود بھی گمراہ ہوں گے' اوروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کی علامتوں میں کم عمر لوگوں کے یہاں علم کی تلاش ہے۔''(۲٤)

۲۳) ایسی عورتوں کا ظہور جو لباس پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی۔ انہوں نے جسم کے کچھ حصوں کو ڈھانپ رکھا ہوگا اور کچھ کو کھول رکھا ہوگا۔ ایسی عورتیں جو اپنے آپ کو تنگ اور شفاف لباس سے ڈھانپتی ہیں' حقیقت میں وہ کچھ بھی نہیں ڈھانپتیں۔

۲۴) احمقوں کا مجلس میں سینہ تان کر بیٹھنا (صدرِ مجلس ہونا) اور عام لوگوں کے معاملات کے بارے میں گفتگو کرنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت سے پہلے مکر و فریب کے سال گزریں گے جن میں امین لوگوں پر تہمت لگائی جائے گی اور تہمت زدہ لوگوں کو امین سمجھا جائے گا۔ ان سالوں میں رویبضہ گفتگو کریں گے''۔ پوچھا گیا: یہ رویبضہ کیا ہے؟ جواب دیا: ''وہ احمق جو عام لوگوں کے معاملات پر گفتگو کرتا ہے۔''(۲۵)

۲۵) سلام روشناسی کے لیے ہوگا۔ آدمی اسی کو سلام کرے گا جس سے اس کی جان پہچان ہو۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کو صرف جان پہچان کی بنا پر سلام کرے گا۔'' (۲۶)

۲۶) رزقِ حلال کی عدم جستجو۔ آپؐ نے فرمایا: ''لوگوں پر ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ آدمی اس کی پرواہ نہیں کرے گا کہ آیا وہ حلال مال لے رہا ہے یا حرام۔'' (۲۷)

۲۷) جھوٹ کثرت سے بولا جائے گا اور عام ہوگا۔

۲۸) بازار قریب قریب ہوں گے جس سے تجارت کی کثرت اور اُس کی وسعت کا پتہ چلے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جھوٹ کثرت سے بولا جائے گا۔ وقت تیزی سے گزرے گا اور بازار ساتھ ساتھ ہوں گے۔'' (۲۸)

۲۹) شیطانوں کے لیے اونٹ بھی ہوں گے اور گھر بھی۔ وہ اس طرح کہ ایک آدمی اونٹنی پر سوار ہوگا اور ایک اور اونٹنی ساتھ لے جائے گا۔ وہ نہ تو اس اونٹنی پر خود سوار ہوگا اور نہ کسی ضرورت مند کی اس اونٹنی سے مدد کرے گا بلکہ شیطان اس پر سواری کریں گے۔ اسی طرح ایک آدمی گھر خریدے گا' اس لیے نہیں کہ اس میں خود رہائش اختیار کرلے بلکہ اسے کئی برس تک بچائے رکھے گا تاکہ بوقت ضرورت کام آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''شیطانوں کے لیے سواری بھی ہوگی اور گھر بھی۔'' (۲۹)

۳۰) مسجدوں کے بارے میں' ان کے ساز و سامان اور ان کی ٹیپ ٹاپ کے بارے میں لوگ ایک دوسرے پر فخر کریں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت اس وقت قائم ہوگی جب لوگ مسجدوں کے بارے میں ایک دوسرے پر فخر کرنے لگیں گے۔'' (۳۰)

۳۱) لوگ اپنے سروں کو سیاہ خضاب لگائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آخری زمانے میں لوگ کبوتر کے پوٹے کی طرح سیاہ خضاب لگائیں گے۔ وہ جنت کی خوشبو نہ سونگھ سکیں گے۔'' (۳۱)

۳۲) رسول اللہ ﷺ کے دیدار کی تمنا۔ یہ اُس وقت ہوگی جب فتنے عام ہو جائیں گے' جب دین غریب الدیار ہو جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کسی پر ایسا وقت آکر رہے گا جب وہ مجھے اپنے مال و عیال سے بڑھ کر چاہے گا۔'' (۳۲)

۳۳) طاعت گزاری اور آخرت کے لیے عمل پر لوگوں کی توجہ کم ہو جائے گی۔

۳۴) بخل کو دلوں میں ڈال دیا جائے گا۔ وہ لوگوں کے درمیان پھیل جائے گا۔ جس کے پاس

جو کچھ ہے اس میں بخل کرے گا۔ مال والا مال میں بخل کرے گا' علم والا علم میں بخل کرے گا اور کاریگر اپنی کاریگری اور مہارت میں بخل سے کام لے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عمل کم ہو جائے گا اور بخل کو لوگوں کے دلوں میں ڈال دیا جائے گا۔''(۳۳)

۳۵) لوگ ایک دوسرے کو بغیر کسی مقصد کے قتل کریں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' لوگوں پر وہ وقت آ کر رہے گا جب نہ قاتل کو پتہ ہوگا کہ وہ کیوں قتل کر رہا ہے اور نہ مقتول کو علم ہوگا کہ اسے کیوں قتل کیا گیا۔''(۳۴)

۳۶) سب لوگ مالِ عام کی لوٹ کھسوٹ کریں گے۔ وہ اسے لوٹنے اور اس میں دھوکہ و فریب سے پرہیز نہیں کریں گے۔

۳۷) امانت نایاب ہو جائے گی۔

۳۸) احکامِ شریعت نفس پر گراں گزریں گے۔

۳۹) آدمی اپنی بیوی کا کہا مانے گا اور ماں کی نافرمانی کرے گا۔

۴۰) آدمی اپنے باپ سے بدسلوکی سے پیش آئے گا اور اپنے دوست کو اپنے نزدیک کرے گا۔

۴۱) مسجدوں میں شور بلند ہوگا۔

۴۲) سب سے کمینہ قوم کا لیڈر اور فاسق قبیلے کا سردار بن جائے گا۔

۴۳) آدمی کا احترام اس کی بُرائی کے ڈر سے نہ کہ فضل و کرم کی بنا پر کیا جائے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مالِ غنیمت گردش کرنے لگے گا' جب امانت کو مالِ غنیمت سمجھا جائے گا اور زکوٰۃ کو تاوان' جب آدمی اپنی بیوی کا کہا مانے گا اور ماں کی نافرمانی کرے گا' جب اپنے دوست سے حسنِ سلوک کرے گا اور باپ سے بدسلوکی' جب مسجدوں میں شور بلند ہوگا' جب قوم کا لیڈر رذیل ترین آدمی ہوگا اور بدکار قبیلے کا سردار بن جائے گا' انسان کی عزت اُس کے شر کے ڈر سے ہوگی' جب شراب پی جائے گی' ریشم پہنا جائے گا' جب گانے والیوں اور آلاتِ موسیقی کو اپنایا جائے گا' جب اس اُمت کے آخری لوگ پہلوں پر لعنت بھیجیں گے...... تو اُس وقت سرخ آندھی یا زمین میں دھنسنے کا یا شکلوں کے مسخ ہونے کا انتظار کرنا۔ علامات کا پے بہ پے اس طرح ظہور ہوگا جیسے کہ موتیوں کی پرانی لڑی کا دھاگا ٹوٹ چکا ہو اور موتی پے بہ پے گر رہے ہوں۔'' (۳۵)

۴۴) فتنہ وفساد کی زیادتی کے باعث پولیس کی نفری بڑھ جائے گی۔

۴۵) لوگ امامت کے لیے ایسے آدمی کو آگے کریں گے جس کی آواز زیادہ خوبصورت ہو خواہ فقہ اور فضیلت میں سب سے کم ہو۔

۴۶) حکومت کی خریداری۔ یعنی رشوت دے کر مناصب حاصل کیے جائیں گے۔

۴۷) خون کی ارزانی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''چھ باتوں سے پہلے پہلے نیک عمل کر لو۔ (۱) احمقوں کی حکومت (۲) پولیس کی کثرت (۳) حکومت کی خریداری (۴) خون کی ارزانی (۵) قطع تعلقی (۶) قرآن کو گیت سمجھ کر کسی کو امامت کے لیے آگے کھڑا کرنا تاکہ وہ ان کو گانا سنائے خواہ وہ احکامِ شریعت سمجھنے میں سب سے کمتر ہو۔''(۳۶)

۴۸) یہ کہ عورت کام اور تجارت میں مرد کا ہاتھ بٹائے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت سے پہلے خاص لوگ سپر ڈال دیں گے' تجارت پھیل جائے گی یہاں تک کہ عورت تجارت میں اپنے خاوند کی مدد کرے گی۔''(۳۷)

۴۹) قلم میں وسعت اور تصنیف و تالیف کا کام زیادہ ہو جائے گا۔

۵۰) یہ کہ لڑکا غضب ناک ہوگا۔

۵۱) بارش گرمی میں ہوگی۔

۵۲) دین کو چھوڑ کر منصب' نوکری یا مال کے حصول کے لیے علم حاصل کیا جائے گا۔

۵۳) موٹر گاڑی کا ظہور۔ یہ نبی ﷺ کی عجیب پیشین گوئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آخری زمانہ میں میری اُمت کے کچھ لوگ پالانوں سے ملتی جلتی زینوں پر سوار ہو کر مسجدوں کے دروازوں پر اُتریں گے۔ ان کی عورتیں لباس پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی۔'' (۳۸)

۵۴) اُمتِ مسلمہ میں خوشحالی اور آسائش کی زندگی کا ظہور۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب میری اُمت کے لوگ مغرورانہ چال چلیں گے اور فارس و روم کے شہزادے ان کے خدمت گزار ہوں گے' ان کے بدکار نیکوکاروں پر مسلّط ہو جائیں گے۔''(۳۹)

۵۵) کمینوں کو اونچا کیا جائے گا اور شریفوں کو پست۔ یعنی فاسقوں کی عزت ہوگی اور باعزت لوگوں کی اہانت۔

۵۶) ایک آدمی کے متعلق کہا جائے گا کہ وہ کتنا دلیر ہے' وہ کتنا دانا ہے' وہ کتنا عقلمند ہے' حالانکہ اس کے دل میں رتی بھر ایمان نہ ہوگا۔ (۴۰)

۵۷) فتنوں کی کثرت کی وجہ سے موت کی تمنّا کی جائے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت

اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک ایک آدمی دوسرے کی قبر کے پاس سے گزرتے ہوئے یہ نہ کہے گا کہ کاش میں اس کی جگہ ہوتا۔''(۴۱)

۵۸) عراق کا محاصرہ ہوگا' اس سے کھانے پینے کی چیزیں اور دوسری امداد روک دی جائے گی۔

۵۹) پھر شام (سوریا' لبنان' اردن اور فلسطین) کا محاصرہ ہوگا۔ اس سے بھی کھانے پینے کی چیزیں اور دوسری امداد روک دی جائے گی۔ یہ علامتیں آپ ﷺ کی پیشین گوئیوں میں سب سے بڑھ کر حیران کن ہیں۔ پچھلے دنوں واقعتاً ایسا ہوا ہے کہ پہلے عراق کا محاصرہ ہوا اور پھر فلسطین کا۔ اس طرح ہمارے معصوم نبی ﷺ کا قول صحیح ثابت ہو چکا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''قریب ہے کہ اہلِ عراق کی طرف نہ قفیر (اہلِ عراق کا پیمانہ) بھیجی جائے اور نہ ہی درہم''۔ ہم نے پوچھا کون ایسا کرے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ عجمی ان چیزوں کو روک لیں گے۔ پھر فرمایا: ''قریب ہے کہ اہلِ شام کی طرف نہ دینار بھیجا جائے اور نہ مدی (اہلِ شام کا پیمانہ)۔''(۴۲)

۶۰) اللہ کے رسول ﷺ کی وفات۔

۶۱) بیت المقدس کی فتح۔ یہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہوئی۔

۶۲) وباؤں اور طاعون کی وجہ سے اجتماعی موت —— جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں طاعون عمواس —— اور عالمی جنگیں۔

۶۳) مہنگائی کا ظہور اور قیمتوں کا بڑھنا' حتیٰ کہ کسی کو سو یا تین سو دینار دیے جائیں گے اور وہ پھر بھی ناراض ہوگا۔

۶۴) ٹیلی ویژن اور گانوں کا فتنہ جو عربوں کے گھر گھر میں داخل ہوگا۔ یہ دونوں فتنے واقعتاً ہر گھر میں گھس گئے ہیں۔

۶۵) صلح صفائی ہمارے اور اہلِ روم (یورپ اور امریکا) کے درمیان ہوگی۔

یہ علاماتِ صغریٰ میں سے آخری نشانی ہے' کیونکہ اس کے بعد آخری خونریز معرکہ (المَلحَمة الکُبریٰ) بپا ہوگا۔ یہ صلح ہو چکی ہے اور اس آخری علامت کے خدوخال نظر آنے لگے ہیں۔

اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے: ''قیامت سے پہلے چھ نشانیوں کو گن لو: میری وفات'

بیت المقدس کی فتح' پھر جانوروں جیسی موت جو تم پر ایسے اثر انداز ہو گی جیسے قعاص کی گردن توڑ بیماری اثر انداز ہوتی ہے' مال کا پھیلاؤ یہاں تک کہ ایک آدمی کو سو دینار دیے جائیں گے پھر بھی وہ ناراض ہو گا' پھر ایک فتنہ کھڑا ہو گا جو عربوں کے گھر گھر میں داخل ہو گا' پھر تمہارے اور بنو اصفر (اہلِ روم کے) کے درمیان صلح ہو گی' پھر وہ بے وفائی کریں گے' پھر وہ اسّی (۸۰) جھنڈے لے کر تم پر چڑھائی کریں گے' ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار کا لشکر ہو گا۔[٤٣]

وہ صلح جو ہمارے اور اہل روم یا بنوالاصفر یا امریکہ اور یورپ کے مابین ہو گی وہ قیامت کی علاماتِ صغریٰ کی آخری علامت ہے۔ کتاب کے موضوع میں اس علامت کو وہی اہمیت حاصل ہے جو چولہے کے دو پتھروں کے مقابلہ میں تیسرے پتھر کو حاصل ہوتی ہے۔[٤٤] بالفاظِ دیگر اسے کونے کا پتھر کہا جا سکتا ہے' کیونکہ بڑی خونریز جنگ ''المَلحَمة الکُبریٰ'' جس میں مہدی مسلمانوں کی قیادت کریں گے' آنے والی اس اتحادی عالمی جنگ (ہرمجدون) کے بعد ہی ہو گی۔ اس جنگ کے خاتمہ پر اہل روم غداری کریں گے اور بڑی خونریز جنگ (المَلحَمة الکُبریٰ) کے لیے ہماری طرف آئیں گے۔ آنے والی جنگ کا سٹیج اتحادات اور معاہدات کی صورت میں تیار کیا جا رہا ہے۔ اسے سب جانتے ہیں' اس کے منتظر ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ آ کر رہے گی۔ مسلمان اور اہل کتاب تجزیہ نگاروں کے درمیان فراہم شدہ معلومات کے مطابق اس جنگ کے قریبی وقت کی حد بندی کے سلسلہ میں معمولی سا فرق ہے۔ ہم بالتحدید یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ یہ جنگ کب ہو گی' مگر ہم یہ ضرور کہیں گے کہ جنگ بہت قریب ہے' جلد ہی آپ کو اس کی خبر مل جائے گی۔ سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو جہانوں کا پالنہار ہے۔

فصل سوم

ہرمجدّون (ARMAGEDDON)

آپ کو خبر ہے کہ ہرمجدون کیا ہے؟ — یہ بہت بڑی دھکم پیل اور تباہ کن جنگ ہے — یہ منتظر ہے ہونے والی بہت بڑی strategic لڑائی ہے — یہ ایک اتحادی عالمی ہونے والی لڑائی ہے جس کا انتظار صفحۂ ہستی کے سب لوگ کر رہے ہیں — یہ ایک دینی اور سیاسی جنگ ہے — یہ مختلف سروں والے اژدہا (Dragon War) کی مانند ایک لڑائی ہے — یہ تاریخ کی سب سے بڑی بدترین لڑائی ہے — یہ انجام کا آغاز ہے — یہ ایسی جنگ ہے جس سے

پہلے غیر یقینی امن قائم ہوگا۔لوگ کہتے پھریں گے سلامتی آ گئی' امن قائم ہو گیا — یہ ہرمجدون کا معرکہ ہے۔

''ہرمجدون'' عبرانی لفظ ہے جو دو مقطعوں سے مل کر بنا ہے۔عبرانی زبان میں ''ہر'' کا معنی پہاڑ ہے اور ''مجیدو'' فلسطین کی ایک وادی (۴۵) کا نام ہے۔آنے والی جنگ کا یہی میدان ہوگا جو شمال میں ''مجیدو'' سے لے کر جنوب میں ایدوم تک ۲۰۰ میل کے فاصلے پر پھیلا ہوا ہے۔ مغرب میں یہ میدان بحرابیض متوسط سے اور مشرق میں موہاب کے ٹیلوں تک ۱۰۰ میل کے فاصلہ تک چلا گیا ہے (۴۶)۔فوجی ماہرین خاص طور پر پرانے حملہ آور اس علاقے کو اسٹریٹیجیکل موقع محل کے لحاظ سے بڑی اہمیت دیتے ہیں۔جو کمانڈر اس پر قبضہ کر لیتا ہے وہ کسی بھی حملہ آور کو روک سکتا ہے (۴۷)۔ ہرمجدون کے لفظ سے اہل کتاب متعارف ہیں' کیونکہ یہ لفظ ان کی مقدس کتابوں میں اور علماء اور محققین کی بحثوں میں ملتا ہے۔آئندہ صفحات میں ہم اس کی وضاحت کریں گے۔

اہل کتاب سے ہماری مراد صرف یہود و نصاریٰ ہیں۔اہل کتاب کے اقوال کو نقل کر کے ہم نے کوئی انوکھی بات نہیں کی' کیونکہ رسول کریم ﷺ نے ہمیں اس بات کی اجازت دی ہے کہ ہم ان سے روایت کریں۔آپ نے فرمایا: ''میری طرف سے لوگوں کو بات پہنچاؤ خواہ وہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو' اور بنی اسرائیل سے روایت کرو' اس میں کوئی حرج نہیں'' (۴۸)۔شرط یہ ہے کہ ہم پوری احتیاط سے ان کی بات سنیں اور اور صرف وہی بات قبول کریں جو ہماری شریعت کے مطابق ہو اور ہماری شریعت اس کی شہادت دے۔اگر ان کی بات ہماری شریعت کے کسی حکم سے ٹکراتی ہو تو رد کر دیں۔آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب اہل کتاب تمہیں کوئی روایت بتائیں تو نہ ان کی تصدیق کرو نہ تکذیب۔'' (۴۹)

''ہرمجدّون'' ...... مسلمانوں اور اہلِ کتاب کے مابین

ا) اہلِ کتاب کے اقوال

۱) سفر الرویا (۱۶:۱۶) میں بیان ہوا ہے: ''سب شیطانی روحیں اور دُنیا جہان کی فوج سب کی سب ہرمجدون نامی جگہ میں جمع ہوں گی۔'' (انجیل' ص ۳۸۸' مطبعه دار الثقافة)

۲) ''البُعد الدّینی فی السّیاسة الامریکیة'' نامی کتاب میں ہے کہ سات امریکی صدر

ہرمجدون کے معرکہ پر یقین رکھتے تھے۔(۵۰)

۳) امریکہ کے سابق صدر رونالڈ ریگن کا قول ہے کہ موجودہ نسل بالتحدید ہرمجدون کا معرکہ دیکھے گی۔(۵۱)

۴) ...... کچھ ہی سالوں میں ہر چیز اپنے انجام تک پہنچ جائے گا۔ عنقریب بہت بڑا عالمی معرکہ ہوگا یعنی ہرمجدون یا مجیدو کے میدان کا معرکہ ہوگا۔(۵۲)

۵) جمی سواگرٹ کہتا ہے: ''میں چاہتا تھا کہ یہ کہہ سکوں ہماری صلح ہونے والی ہے مگر میں آنے والے ہرمجدون کے معرکہ پر ایمان رکھتا ہوں' بے شک ہرمجدون آکر رہے گا' وادی مجیدو میں گھمسان کا رن پڑے گا۔ وہ آکر رہے گا۔ صلح کے جس معاہدہ پر وہ دستخط کرنا چاہتے ہیں کرلیں' معاہدہ کبھی بھی پورا نہیں ہوگا۔ تاریک دن آنے والے ہیں۔'' (۵۳)

۶) اصول پرست عیسائیوں کے لیڈر جیری فال ویل کا قول ہے'' بے شک ہرمجدون ایک حقیقت ہے اور حقیقت بھی اصلی' مگر اللہ کا شکر ہے کہ زمانے کے خاتمہ پر واقع ہوگی۔''(۵۴)

۷) سکوفیلڈ کا قول ہے: ''مخلص عیسائیوں پر واجب ہے کہ وہ اس واقعہ کو خوش آمدید کہیں' کیونکہ ہرمجدون کے آخری معرکہ کے شروع ہوتے ہی مسیحؑ ان کو اٹھا کر بادلوں میں لے جائیں گے (اس طرح) وہ بچ جائیں گے اور ان کو ان تکالیف کا ہرگز سامنا نہیں کرنا پڑے گا جو روئے ارضی پر جاری ہوں گی۔''(۵۵)

۸) امریکہ کی ادیب گریس ہال سل کا کہنا ہے: ''عیسائیوں کی طرح ہمارا ایمان ہے کہ کچھ عرصہ کے بعد تاریخ انسانی ہرمجدون نامی معرکہ کے ساتھ ہی ختم ہو جائے گی۔ اس معرکہ کے سر پر مسیحؑ کی واپسی کا تاج ہوگا۔ مسیحؑ واپس آکر زندوں اور مُردوں پر ایک ساتھ حکومت کریں گے۔''(۵۶)

یہ ہیں اہلِ کتاب کے کچھ اقوال۔ مزید معلومات کے لیے (حواشی میں) مذکور کتابوں کی طرف رجوع کیجیے۔

ب) مسلمان اور ہرمجدون

عجیب بات ہے' ہرمجدون' کے ثبوت کے لیے اہل کتاب کے اقوال تو تواتر کے ساتھ کثرت سے وارد ہوئے ہیں مگر بہت سے مسلمان تو جانتے ہی نہیں کہ یہ' ہرمجدون' کیا ہے اور اس خطرناک لفظ کے اہل کتاب کی ڈکشنری میں کیا معنی ہیں۔' ہرمجدون' بطور لفظ اتنا اہم نہیں

بلکہ بطور مدلول اور رمز اس میں بہت سے معانی چھپے ہوئے ہیں۔ مسلمانوں کے بعض لکھاریوں نے اس معرکہ کی طرف توجہ دینی شروع کی ہے اور ان کے قلم سے ایسے اہم مقالات نکلے ہیں جو تجزیاتی فراست' تاریخی حس اور سیاسی سوجھ بوجھ کے زور پر لکھے گئے ہیں۔ ان مقالات نے طے کیا ہے کہ یہ فیصلہ کن معرکہ جلد ہونے والا ہے' اب اس کا سٹیج تیار کیا جا رہا ہے۔ یہ حکمت عملی کی جنگ ہوگی۔ ایٹمی اور عالمی ہوگی۔ یہودیوں کو اس میں نقصان اٹھانا پڑے گا اور ان کا زور ٹوٹ جائے گا۔ (۵۷)

ہم ان تمام سابقہ اقوال سے متفق ہیں۔ ہاں اس معرکہ کی تفصیل اور نتائج سے اختلاف ہے۔ ہمارا کہنا یہ ہے کہ یہ معرکہ اتحادی ہوگا اور عالمی سطح پر ہوگا۔ مسلمان اور اہل روم (یورپ اور امریکا) اس معرکہ کے لازماً ایک فریق ہوں گے۔ وہ مل کر ایک مشترکہ دشمن سے لڑیں گے۔ اس دشمن کو ہم نہیں جانتے۔ رسول اللہ ﷺ کا قول ہے: ''ایک دشمن سے جو ان کے ورے ہوگا''......کامیابی ہمارے کیمپ کا ساتھ دے گی۔

رہے یہودی تو ہمارے مصادر میں ایسی کوئی بات نہیں ملتی جو اس عالمی جنگ میں ان کے کردار کا پتہ دے' لیکن وہ اس جنگ میں ضرور اُلجھیں گے' بلکہ اہل کتاب کے قول کے مطابق ان کی دو تہائی تعداد تباہ ہو جائے گی (۵۸)۔ باقی ایک تہائی یہودیوں کے خاتمہ کا کام عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور دجال کے قتل کے بعد مسلمانوں کے ہاتھوں سرانجام پائے گا۔

اللہ کے رسول ﷺ کی جس حدیث میں اس معرکہ کا تذکرہ ہے اس کی عبارت (کا ترجمہ) پیش خدمت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

> ''عنقریب اہل روم امن کی خاطر صلح کر لیں گے' پھر تم ان کے ساتھ مل کر ایسے دشمن سے لڑو گے جو ان کے ورے ہے۔ تم سلامت رہو گے' مال غنیمت حاصل کرو گے۔ پھر تم ایک ٹیلوں والی چراگاہ میں قیام کرو گے' پھر رومیوں کا ایک آدمی کھڑا ہو کر صلیب بلند کرے گا اور کہے گا صلیب غالب آگئی۔ اس کے بعد ایک مسلمان کھڑا ہو کر اسے قتل کر دے گا۔ رومی عہد توڑ دیں گے۔ پھر خونریز جنگیں ہوں گی۔ وہ تمہارے خلاف اسی (۸۰) جھنڈوں تلے اکٹھے ہوں گے اور ہر جھنڈے تلے ۱۲ ہزار کا لشکر ہوگا''۔ (۵۹)

حدیث کی عبارت سے واضح ہے کہ دو جنگیں ہوں گی۔ پہلی ہرمجدون کی عالمی جنگ ہے۔ یہ وہی جنگ جسے سب جانتے ہیں اور سب اس کے منتظر ہیں۔ دوسرے معرکہ کو ''المَلاحم'' اور بعض روایات میں ''المَلحمَة الکُبریٰ'' سے تعبیر کیا گیا ہے' اسے بہت کم

لوگ جانتے ہیں۔ یہ وہی معرکہ ہے جو مسلمانوں اور اہلِ روم (یورپ اور امریکا) کے درمیان ہوگا۔ یہ ہرمجدون کے بعد اس وقت ہوگا جب اہلِ روم عہد شکنی کریں گے۔

حواشی

(۱) صحیح البخاری' کتاب احادیث الانبیاء' باب ما ذکر عن بنی اسراء یل۔ یہ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔ اس کے آغاز میں ہے: "بَلِّغُوا عَنِّيْ وَلَوْ آيَةً" یعنی میری بات اوروں تک پہنچاؤ خواہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو۔

(۲) صحیح مسلم' مقدمة' باب النهی عن الضعفاء والاحتیاط فی تحملها۔ راوی: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ۔

(۳) فتح الباری' کتاب الرقاق' باب التواضع' ج ۱۱' ص ۳۴۳' مطبعة دار الفکر۔

(٤) اس معرکہ سے متعلق تفصیلی حدیث ان شاء اللہ اپنے مقام پر پیش ہوگی۔

(٥) الروم' یعنی زرد رنگ والے یا عیسائی۔ ہمارے دور میں ان سے مراد امریکہ اور یورپ ہے۔

(٦) احمد اور ابوداؤد نے اس روایت کو ذو مخمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اسے ابن ماجہ اور ابنِ حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے' اسے سیوطی نے صحیح قرار دیا ہے اور ناصر الدین البانی نے بھی اسے صحیح الجامع میں صحیح قرار دیا ہے۔

(۷) یہ عبارت ایک مقالہ سے لی گئی ہے جس کا عنوان ہے: "واشنگٹن' انقرہ اور اسرائیل"۔ یہ مقالہ استاد محمد عبدالمنعم نے اخبار الاہرام' مورخہ ۹۶-۵-۱۲ میں لکھا۔

(۸) ایک مقالہ جس کا عنوان ہے "الولد المُطیع" جسے ڈاکٹر مصطفیٰ محمود نے اخبار الاہرام مورخہ ۹۶-۵-۲۵ میں لکھا۔

(۹) اُس صحیح حدیث کا ایک حصہ ہے جسے مسلم نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ احمد نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسے روایت کیا ہے اور البانی نے صحیح میں ۱۳۴۵ کے تحت اس کا ذکر کیا ہے۔

(۱۰) یہ صحیح اور متفق علیہ حدیث کا مضمون ہے جسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔

(۱۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی صحیح اور متفق علیہ حدیث ہے۔ الترک سے چینی' روسی اور اڑوس پڑوس کے لوگ مراد ہیں۔ زلف الانوف: چپٹی ناک والے۔ المجان المطرقة: چوڑے اور گول چہرے والے۔

(۱۲) دیکھئے فتح الباری' ج ۱۳' کتاب الفتن' باب خروج النار۔

(۱۳) احمد اور مسلم نے اسے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ یہ الصحیحه للالبانی میں نمبر ۲۴۵۷

کے تحت موجود ہے۔

(۱۴) حدیث کا ٹکڑا جس کی تخریج فصل اوّل کے آغاز میں گزر چکی ہے۔

(۱۵) حدیث کا ٹکڑا جس کی تخریج فصل اوّل کے آغاز میں گزر چکی ہے۔

(۱۶) اسے بخاری نے اپنی صحیح کے کتاب العلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(۱۷) ابن مسعود اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما کی روایت سے متفق علیہ حدیث ہے۔

(۱۸) احمد اور نسائی نے صحیح سند سے بیان کیا ہے' الصحیحہ میں نمبر ۱/۱۳۸ کے تحت موجود ہے۔

(۱۹) بخاری نے صحیح میں بطور معلق ابو عامر اور ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ الصحیحہ میں نمبر ۹۱ کے تحت موجود ہے۔

(۲۰) صحیح حدیث ہے جس کو احمد اور بزار نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ البانی نے سلسلة الاحادیث الصحیحہ نمبر ۲۳۹۰ کے تحت درج کیا ہے۔

(۲۱) طیالسی کے نزدیک حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی صحیح حدیث ہے' البانی نے الصحیحہ میں (نمبر ۲۲۹۲) کے تحت درج کیا ہے۔

(۲۲) بخاری نے اسے صحیح میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ احمد اور ابن ماجہ نے سنن میں روایت کیا ہے۔

(۲۳) یہ اس حدیث کا مضمون ہے جس کو ابو نعیم نے حلیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(۲۴) صحیح حدیث ہے جسے طبرانی نے ابواُمیہ جحمی سے روایت کیا ہے۔ ابن مبارک نے بھی روایت کیا ہے اور البانی نے الصحیحہ میں اسے نمبر ۶۹۵ کے تحت درج کیا ہے۔

(۲۵) صحیح حدیث ہے جسے احمد اور طبرانی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے' البانی نے الصحیحہ (نمبر ۱۸۸۸) میں اسے درج کیا ہے۔

(۲۶) احمد نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(۲۷) اسے بخاری اور نسائی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(۲۸) صحیح ہے جسے ابن حبان نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(۲۹) صحیح ہے جسے ابوداؤد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ الصحیحہ میں نمبر ۹۳ کے تحت درج ہے۔

(۳۰) صحیح ہے جسے احمد' نسائی' ابوداؤد اور ابن ماجہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(۳۱) صحیح ہے جسے ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

(۳۲) بخاری نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ مسلم اور احمد نے بھی اسے روایت کیا ہے۔

(۳۳) بخاری، مسلم اور ابوداؤد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(۳۴) مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

(۳۵) ترمذی نے اسے حضرت علی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۳۶) صحیح حدیث ہے جسے طبرانی نے عابس الغفاری سے روایت کیا ہے۔ البانی نے الصحیحہ میں نمبر ۹۷۹ کے تحت درج کیا ہے۔

(۳۷) احمد اور طیالسی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(۳۸) ابن حبان اور حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ہے۔

(۳۹) ترمذی نے صحیح سند کے ساتھ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور البانی نے الصحیحہ (نمبر ۹۵۶) میں درج کیا ہے۔

(۴۰) متفق علیہ حدیث ہے۔ بخاری، مسلم، احمد، ترمذی اور ابن ماجہ نے اسے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(۴۱) بخاری نے اپنی صحیح کے باب الفتن میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور مسلم نے کتاب الفتن میں۔

(۴۲) مسلم نے کتاب الفتن میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور احمد نے مسند میں۔ قفیز اہلِ عراق کا پیمانہ ہے اور مدی اہلِ شام کا۔

(۴۳) بخاری نے صحیح میں عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت سے اور احمد اور طبرانی نے معاذ رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا ہے۔ البانی نے الصحیحہ (نمبر ۱۸۸۳) میں اس کا ذکر کیا ہے۔

(۴۴) یعنی ان تین پتھروں میں سے تیسرا پتھر جس پر چولھا رکھا جاتا ہے اور جس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہوتا۔

(۴۵) دیکھئے مقالہ ''دیستوریس کے سفر دانیال پر ایک نظر'' اور دیکھئے ''الوعد الحق والوعد المفتری'' ڈاکٹر سفر الحوالی، صفحہ ۲۸۔ اور دیکھئے کتاب ''النبوة والسیاسة'' کے باب ''انجیلیون العسکریون فی الطریق الی الحرب النوویة'' (انجیل کے ماننے والے فوجی ایٹمی جنگ کے راستہ پر) تالیف جریس ہالک، ترجمہ محمد السماک، ص ۴۰۔

(۴۶) النبوة والسیاسة، ص ۵۲۔

(۴۷) مصدر سابق، ص ۴۰۔

(۴۸) بخاری نے صحیح (۳۶۱:۶) میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے نقل کیا ہے۔

(٤٩) بخاری نے صحیح کی فصل ''الاعتصام بالکتاب والسنة'' میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

(٥٠) الوعد الحق والوعد المفتری' ص ٣١۔

(٥١) النبوة والسیاسة' ص ٦٦۔ اس کتاب کو لکھنے والی نے ایک پوری فصل باندھی ہے جس کا عنوان ہے ''ریگن اور ہرمجدون کے حقیقی معرکہ کے لیے ہتھیار بندی'' اس میں ریگن کے ایسے بے شمار اقوال نقل کیے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ہرمجدون کے قریب الوقوع معرکہ پر یقین رکھتا ہے۔

(٥٢) اورل رابرٹسن کی کتاب ''در اما نهاية الزمن'' اور ہال لینڈز کی کتاب ''نهاية اعظم كرة ارضية''۔ امریکہ کے ان دو مشہور کتابوں کے مصنفین کا مفروضہ یہ ہے کہ ٢٠٠٠ء یا اس کے قریب قریب کرۂ ارض کا بالکل خاتمہ ہو جائے گا۔

(٥٣) الوعد الحق والوعد المفتری' ص ٦٢۔ النبوة والسیاسة' ص ٣٧۔

(٥٤) النبوة والسیاسة' ص ٥٢۔

(٥٥) النبوة والسیاسة' ص ٢٥۔

(٥٦) النبوة والسیاسة' ص ١٩۔

(٥٧) اس کتاب کے مقدمہ میں ہم نے استاد محمد عبدالمنعم اور ڈاکٹر مصطفیٰ محمود کے اقوال بیان کیے ہیں' ان کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

(٥٨) سفر زکریا (١٣:٨٩) اور سفر حزقیال (٣٩:١٢) میں اس کا تذکرہ ہے۔ عبارت یوں ہے:
''سات ماہ گزرنے کے بعد زمین صاف کرنے سے پہلے بنو اسرائیل ان کو دفن کر سکیں گے۔''

(٥٩) یہ صحیح حدیث ہے جسے احمد' ابوداؤد' ابن ماجہ اور ابن حبان نے ذو مخمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ البانی نے مشکوٰۃ کی احادیث پر تحقیق کے سلسلہ میں نمبر ٥٤٢٨ کے تحت اسے صحیح قرار دیا ہے۔ صحیح الجامع میں بھی یہ حدیث مختلف روایات سے آئی ہے۔

بابِ دوم

اُمّتِ مُسلمہ
کی
عمر

فصل اوّل

تشریحات

اُمتِ مسلمہ کی عمر کا حساب محمد ﷺ کی بعثت سے لے کر قیامِ قیامت تک لگایا جائے گا۔ اگر وقت کا تعین کیا جائے تو قیامت اُس وقت آئے گی جب یمن کی طرف سے نرم ہوا چلے گی اور ہر مؤمن کی جان قبض کر لے گی۔ یہ واقعہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی وفات کے بعد ظہور پذیر ہوگا۔ روئے ہستی پر کوئی مؤمن نہیں بچے گا۔ چنانچہ اُمتِ مسلمہ کی عمر ختم ہو جائے گی۔ روئے زمین پر صرف بدکار لوگ رہ جائیں گے اور ان ہی پر قیامت آئے گی۔

ہر اُمت کی عمر اس کے نبی کی بعثت سے شروع ہو کر بعد میں آنے والے نبی کی بعثت تک چلے گی۔ جو بھی بعد میں آنے والے نبی پر ایمان لائے گا وہ اس کی اُمت میں شمار ہوگا اور اسے دوہرا بدلہ ملے گا[۱] اور جو اس نبی کا انکار کرے گا اور کوتاہی کا مرتکب ہوگا اس کی حیثیت اس آدمی کی طرح ہوگی جو سب نبیوں کا منکر ہوتا ہے۔ پس یہودیوں کی عمر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعثت سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت تک شمار ہوگی اور عیسائیوں کی عمر حضرت عیسیٰؑ کی بعثت سے لے کر محمد ﷺ کی بعثت تک چلے گی۔

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا شرعِ حنیف میں کوئی ایسی دلیل ہے جو ان اُمتوں کی عمر کا تعین کر سکے؟ جواب ہے ہاں! قبل اس کے کہ ہم اس جواب کی تفصیل بیان کریں جو ان اُمتوں کی متعین عمر اور اس کے بدیہی نتیجہ کے طور پر علاماتِ کبریٰ کی طرف رہنمائی کرے، ہم کچھ باتوں کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ اس سے ہمارا مقصد یہ نہیں کہ ہم جلدی سے دُنیوی زندگی کا پہیہ روک کر سارے عالم کو برباد کر دیں۔ بالکل نہیں! ہم نے تو اپنے دین سے یہ سیکھ رکھا ہے کہ ہم دنیا کے لیے ایسے کوشاں رہیں گویا کہ ہمیں ہمیشہ یہیں رہنا ہے اور یہ کہ جب تک دنیا کی زندگی کا پہیہ از خود نہ رُکے ہم بھی نہ رکیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اگر قیامت آنے کے وقت کسی کے ہاتھ میں درخت کا قلم ہو اور اسے کھڑا ہو کر اس قلم کو لگانے کی مہلت ملے تو وہ ضرور لگا دے[۲]۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے: ''اپنی دنیا کے لیے یوں کام کرو گویا تمہیں ہمیشہ زندہ رہنا ہے اور اپنی آخرت کے لیے یوں کام کرو گویا تم کل ہی مرنے والے ہو''[۳]۔ قرب

قیامت کے موضوع سے ہماری مراد یہ ہرگز نہیں کہ لوگ ہاتھ توڑ کر بیٹھ جائیں اور کام کاج' طلبِ علم اور دعوت اِلی اللہ کو چھوڑ دیں' بلکہ اس کے برعکس ہماری مراد یہ ہے کہ لوگ آخری زمانے کے فتنوں اور جنگوں کے لیے پوری طرح لیس ہو کر مستعد ہو جائیں اور اپنے ساتھ علم' عمل اور تقویٰ کی زادِراہ لیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ مقصد لوگوں کو خوف زدہ کرنا نہیں بلکہ اس کا مقصد غفلت شعاروں کو آگاہ کرنا اور سونے والوں کو گہری نیند سے جگانا ہے' تاکہ وہ تیار ہو جائیں۔ ایسا نہ ہو کہ جلد آنے والی یقینی جنگیں ناگہانی طور پر ان کو آلیں۔ یہ جنگیں تو ان کے آنگن میں داخل ہو چکی ہیں' ان پر دھاوا بول چکی ہیں اور ان کے گھر میں نازل ہو چکی ہیں اور وہ غفلت میں پڑے پہلوتہی کر رہے ہیں۔

تیسری بات یہ ہے کہ ہم اس کتاب میں کوئی ایسا لفظ بھی بیان نہیں کریں گے جو ظن پر مبنی ہو یا اٹکل پچو ہو۔ کیونکہ حق بیان کرنے میں ظن بے فائدہ ہوتا ہے (ظن حق کا بدل نہیں ہوسکتا)۔ ہم نے کتاب وسنت کی طرف رجوع کیا ہے' پھر ائمہ کے ان اقوال کو پیش کیا ہے جو کتاب وسنت سے اخذ کیے گئے ہیں' پھر ہم نے ان اہل کتاب کی باتوں کی طرف کان دھرا ہے جن کی روایت بیان کرنے کی ہمیں اجازت ہے۔

چوتھی بات بہت ضروری ہے اور ہم اسے زور دے کر کہتے ہیں کہ ہم اُمت مسلمہ کی عمر کی تاریخ اور سن کا تعین نہیں کر سکتے اور کسی کے بس میں نہیں کہ وہ ایسا کر سکے۔ ہم نے تو صحیح آثار پر اعتماد کرتے ہوئے اندازے لگائے ہیں اور اس سلسلہ میں ان باتوں کو بھی پیش نظر رکھا ہے جن کی تصدیق بڑے بڑے علماء نے ان آثار کی شرح کرتے وقت کی ہے۔ پھر ہم نے تو خونریز جنگوں کے آغاز کی بات کی ہے۔ اس دنیا کی عمر کب ختم ہوگی' یہ علم تو اللہ کے پاس ہے' اسے نہ اس کا رسولؐ جانتا ہے اور نہ کوئی مقرب فرشتہ۔

یہ بات طے کرنے کے بعد اب ہم امتوں کی عمر کے بارے میں کھل کر بات کریں گے۔ اللہ تعالیٰ حق اور صواب کی طرف رہنمائی کرنے والا ہے۔

فصل دوم

اُمتوں کی عمر کے بارے میں احادیث اور ان کے آسان معانی

۱) صحیح بخاری میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی سند سے روایت ہے کہ انہوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ گزشتہ اُمتوں کے مقابلے میں تمہاری زندگی کا عرصہ اتنا ہے جتنا نمازِ عصر سے لے کر غروبِ آفتاب تک۔ اہلِ تورات کو تورات دی گئی' انہوں نے اس پر عمل کیا' یہاں تک کہ عین دو پہر کے وقت وہ عاجز آ گئے۔ ان کو ایک ایک قیراط (دینار کا ۶/۴' کسی چیز کا چوبیسواں حصہ) دیا گیا۔ پھر اہلِ انجیل کو انجیل دی گئی' انہوں نے نماز عصر تک اس پر عمل کیا پھر عاجز آ گئے۔ انہیں بھی ایک ایک قیراط عطا کیا گیا۔ پھر ہمیں قرآن عطا ہوا تو ہم نے غروبِ آفتاب تک اس پر عمل کیا۔ ہمیں دو قیراط ملے۔ اہل کتاب کہیں گے "اے ہمارے ربّ ان کو تو نے دو دو قیراط دیے مگر ہمیں ایک ایک' حالانکہ ہم نے ان سے بڑھ کر عمل کیا ہے۔ راوی کا قول ہے: اللہ عزوجل کہے گا کہ کیا میں نے تمہاری اجرت میں تم پر کوئی ظلم کیا ہے؟ وہ کہیں گے کہ نہیں۔ اللہ فرمائے گا یہ تو میرا فضل ہے میں جسے چاہوں عنایت کرتا ہوں۔" (٤)

۲) امام بخاری نے صحیح میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مسلمانوں اور یہود و نصاریٰ کی مثال اس آدمی کی سی ہے جس نے کچھ لوگوں کو اجرت پر اس لیے رکھا کہ وہ رات تک اس کا کام کریں۔ انہوں نے نصف النہار (دو پہر) تک کام کیا' پھر کہنے لگے: ہمیں تمہاری اجرت کی ضرورت نہیں۔ اس نے کچھ اور لوگ اجرت پر رکھ لیے اور ان سے کہا: دن کے بقیہ حصہ تک کام کرو' جو مزدوری مقرر ہوئی ہے وہ آپ کو مل جائے گی۔ وہ کام کرتے رہے' یہاں تک کہ عصر کی نماز کا وقت ہو گیا تو انہوں نے کہا: جو کام ہم نے کیا اس کی اجرت ہم نے چھوڑ دی۔ پھر اس نے کچھ اور لوگوں کو اجرت پر رکھا۔ دن کا بقیہ حصہ انہوں نے کام کیا' یہاں تک کہ سورج ڈوب

گیا تو انہوں نے دونوں پہلے گروہوں کی پوری اجرت لے لی۔(۵)

ان دو حدیثوں میں نبی اکرم ﷺ نے قریبی مدت کو مثالیں دے کر واضح کیا ہے اور ہمیں بتایا ہے کہ اس دُنیوی زندگی میں اُمت مسلمہ کی پہلے گزرنے والی یہود و نصاریٰ کی اُمتوں کے مقابلے میں کتنی عمر ہو گی۔ مسلمانوں کی مدتِ زمانی وہ وقفہ ہے جو نمازِ عصر سے لے کر غروبِ آفتاب تک کا ہے' یہودیوں کی مدت وہ وقفہ ہے جو فجر سے لے کر نمازِ ظہر تک کا ہے اور نصاریٰ کی زمانی مدت وہ وقفہ ہے جو نمازِ ظہر سے نمازِ عصر تک پھیلا ہوا ہے۔ یعنی مسلمانوں اور عیسائیوں کی مدت مل کر یہودیوں کی مدت کے برابر ہوتی ہے' کیونکہ یہودیوں نے آدھے دن تک کام کیا اور مسلمانوں اور عیسائیوں نے دن کے باقی نصف میں کام کیا۔ یہ حدیث یہ بھی بتلاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین محمد ﷺ کی آخری اُمت کو فضیلت بخشی ہے' مگر سابقہ اُمتوں کی اجرت میں نہ تو کمی کی ہے اور نہ ان پر ظلم کیا ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے ظلم اور عیب سے پاک ہے۔ اس نے انہیں بغیر کسی کمی کے پوری اُجرت دی ہے۔

حدیث میں جس قیراط کا ذکر ہے اس سے مراد جنت میں اس کا حصہ اور ملکیت ہے۔ جنت میں سب سے کم درجہ اور ملکیت والے شخص کو بھی اس کی خواہش سے دس گنا بڑھ کر اجر ملے گا۔ اس صورت میں قیراط سے مراد کامل و مکمل بہت بڑی اجرت ہے۔

اہلِ کتاب کو غصہ اس لیے نہیں آیا کہ ان کی حق تلفی ہوئی یا ان کو اجرت کم ملی بلکہ اس کا سبب وہ حسد تھا جو اُمتِ مسلمہ کی فضیلت کی وجہ سے ان کے دل میں موجود تھا۔ چنانچہ وہ کہیں گے اے ہمارے ربّ! تو نے ان کو ہم پر فضیلت کیوں دی؟ ان کو دوگنا اجر کیوں دیا؟ ان پر اتنی زیادہ عنایات کیوں کیں؟ حالانکہ ہم نے ان سے بڑھ کر عمل کیے۔ اس جملے ''ہم نے زیادہ عمل کیے'' کے دو معنی ہو سکتے ہیں:

(۱) ہم نے دُنیوی زندگی میں لمبا عرصہ اور لمبی عمر پائی۔ نتیجتاً ہم نے اعمال بھی زیادہ کیے۔

(۲) کثرتِ عمل سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ ہم ان سے بڑھ کر فرمانبردار تھے۔

پہلے معنی کے مطابق اس جملہ کے کہنے والے خاص طور پر یہودی تھے اور اس کی تائید اس حدیث کے الفاظ سے ہوتی ہے جو امام بخاری نے کتاب التوحید میں روایت کی ہے۔ الفاظ یوں ہیں: ''فَقَالَ اَهْلُ التَّوْرَاة'' (تورات والوں نے یہ بات کہی) کیونکہ اس بات میں تو کوئی اختلاف نہیں کہ یہودیوں کا زمانہ مسلمانوں کی نسبت طویل تر تھا۔ چنانچہ ''كُنَّا اَكْثَرُ عَمَلًا'' کا قول ان پر صادق آتا ہے۔ عیسائیوں کا قول ''كُنَّا اَكْثَرُ عَمَلًا'' (ہمارے اعمال زیادہ ہیں)

دوسرے معنوں کے اعتبار سے ہے۔ یعنی ہم زیادہ فرمانبردار ہیں۔ چونکہ وہ موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام دونوں پر ایمان لائے' اس لیے یہ قول ان پر صادق آتا ہے۔(٦)

جب اہل کتاب نے غصے میں آ کر جو کہنا تھا کہہ دیا' تو اللہ تعالیٰ نے ان پر واضح کر دیا کہ اس نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا اور بغیر کسی کمی کے ان کو پورا پورا اجر دیا۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کو فضیلت دے کر ان کو مزید فضل و کرم سے نوازا اور یہ اللہ کا فضل ہے' وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فعل کے لیے کسی کو جواب دہ نہیں جبکہ وہ جواب دہ ہیں۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ کیا وہ لوگ جنہوں نے ایک گونگے بچھڑے کے متعلق کہا: ''یہ تمہارا بھی معبود ہے اور موسیٰ کا بھی'' ان کے برابر ہو سکتے ہیں جنہوں نے یہ کہا کہ ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں''؟ کیا وہ لوگ جنہوں نے یہ کہا کہ ''عزیر اللہ کے بیٹے ہیں'' یا وہ لوگ جنہوں نے کہا 'عیسیٰ اللہ کے بیٹے ہیں' ان لوگوں کے برابر ہو سکتے ہیں جنہوں نے کہا ''اللہ ایک ہے' وہ بے نیاز ہے' اس نے نہ کسی کو جنا' نہ وہ جنا گیا اور اس کا کوئی ہمسر نہیں''؟ کیا وہ لوگ جنہوں نے کہا ''اللہ تنگ دست ہے اور ہم غنی'' یا جنہوں نے کہا ''کیا تمہارا ربّ ہمارے لیے آسمان سے دستر خوان نازل کر سکتا ہے؟'' ان لوگوں کی برابری کر سکتے ہیں جنہوں نے کہا ''تو غنی ہے اور ہم تیرے محتاج ہیں''؟ کیا وہ لوگ جنہوں نے کہا ''ہم نے سن لیا اور نافرمانی کی'' ان لوگوں کے برابر ہو سکتے ہیں جنہوں نے کہا ''ہم نے سن لیا اور اطاعت کی''؟ کیا وہ لوگ جنہوں نے کہا ''جاؤ تم اور تمہارا ربّ لڑو' ہم تو یہاں بیٹھیں گے''۔ ان جیسے ہو سکتے ہیں جنہوں نے کہا ''آپ ہمیں جس جگہ حکم دیں گے ہم وہاں جا کر لڑیں گے''؟ کیا یہ لوگ آپس میں برابر ہو سکتے ہیں؟ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کو سزاوار ہیں جو تمام جہانوں کا پالن ہار ہے۔

فصل سوم

اُمتوں کی عمر کا حساب

یہ فصل اس کتاب کی اہم ترین فصل ہے۔ یہ ایک نفیس بحث ہے' بہت سے لوگ اس سے ناواقف ہیں۔ ہم نے کوئی نئی بات نہیں کہی' ہم نے تو محض اس خزانے کو بڑی بڑی کتابوں سے نکال کر' جھاڑ پونچھ کر اسے اصلی اور صاف و شفاف شکل میں پیش کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں

ہوں ان مشاہیر علماء پر جنہوں نے سنتِ نبویؐ کی سوجھ بوجھ کے سلسلہ میں ایک بہت بڑا ورثہ چھوڑا ہے۔ اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں محمدؐ رسول اللہ ﷺ پر جنہوں نے ارض وسماء کی ہر چیز کو علمی سطح پر وضاحت سے بیان فرمایا ہے۔

حافظ ابن حجرؒ نے اپنی قیمتی کتاب 'فتح الباری' میں اُمتوں کی عمر کے بارے میں احادیث پر ان الفاظ میں حاشیہ آرائی کی ہے: ''حدیث مذکور سے یہ دلیل نکلتی ہے کہ اُمتِ مسلمہ کی عمر ایک ہزار برس سے بڑھ کر ہے' کیونکہ اس کے مطابق عیسائیوں اور مسلمانوں کی عمر ملا کر یہودیوں کی عمر کے برابر بنتی ہے اور اہل روایت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نبی ﷺ کی بعثت تک یہودیوں کی عمر دو ہزار برس سے زیادہ ہے اور نصاریٰ کی عمر اس وقت تک چھ سو برس بنتی ہے''(۷) اور انہوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ حدیث میں ضمنی طور پر اس بات کا اشارہ ملتا ہے کہ دنیا کی عمر تھوڑی رہ گئی ہے(۸)۔ ابن حجرؒ کے متذکرہ قول میں اجمالی طور پر مندرجہ ذیل مضامین شامل ہیں:

(۱) عیسائیوں اور مسلمانوں کی عمر کو اگر باہم ملایا جائے تو یہ عمر یہودیوں کی عمر کے برابر ہے' یعنی یہودیوں کی عمر = مسلمانوں کی عمر + عیسائیوں کی عمر

(۲) نصاریٰ کی عمر چھ سو برس ہے۔ اس کی تائید میں امام بخاری نے صحیح میں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے ایک اثر روایت کیا ہے۔ ان کا قول ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اور محمد ﷺ کے درمیان چھ سو برس کا عرصہ ہے۔(۹)

مذکورہ تصریحات کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ:

مسلمانوں کی عمر کی مدت = یہودیوں کی عمر - عیسائیوں کی عمر

چونکہ یہود ونصاریٰ کی مجموعی عمر ۲۰۰۰ برس سے زائد ہے اور نصاریٰ کی عمر چھ سو برس ہے تو تفریق سے نتیجہ نکلے گا کہ:

یہودیوں کی عمر = ۲۰۰۰-۶۰۰ = ۱۴۰۰ سال سے کچھ اوپر

اہل روایت اور تاریخ دانوں نے بتایا ہے کہ یہ بڑھوتری ۱۰۰ سال سے کچھ زیادہ ہے۔

اس صورت میں یہودیوں کی عمر = ۱۵۰۰ برس اور کچھ اوپر

چونکہ مسلمانوں کی عمر = یہودیوں کی عمر - عیسائیوں کی عمر

لہذا اس صورت میں اُمت مسلمہ کی عمر = ۱۵۰۰-۶۰۰ = ۹۰۰ برس سے کچھ اوپر + ۵۰۰ برس(۱۰)

چنانچہ اُمت مسلمہ کی عمر = ۱۴۰۰ برس سے، کچھ اوپر

امام سیوطیؒ نے اپنے کتابچے ''الکشف فی بیان خروج المهدی'' میں کہا ہے:

''آثار سے پتہ چلتا ہے کہ اس اُمت کی عمر ایک ہزار برس سے کچھ اوپر ہو گی اور یہ بڑھوتری ۵۰۰ برس سے قطعی طور پر زیادہ نہیں ہو گی(۱۱) اس بڑھوتری میں سے تیس برس تو گزر چکے' اب ۱۴۱۷ ہے۔ اس میں نبی ﷺ کی بعثت سے لے کر ہجرت تک (ہجری سال کے آغاز سے پہلے) کے تیرہ برس بھی شامل کر لیں۔ اب سن ہجری تو ۱۴۱۷ ہے مگر سن بعثت ۱۴۳۰ ہے۔ صحیح آثار پر مبنی مشاہیر علماء کے کلام کی روشنی میں جو حساب اب تک لگایا گیا ہے' اس کی بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ ہم اس دور سے گزر رہے ہیں جو قربِ قیامت کا دور ہے۔ یہ ان آخری فتنوں اور جنگوں کی تیاری کا مرحلہ ہے جو قیامت کی بڑی نشانیوں سے پہلے ظہور پذیر ہونے والی ہیں۔

موضوع کی تکمیل کے لیے ہم آئندہ فصل میں اہل کتاب کے وہ اقوال پیش کریں گے جو ہماری پیش کردہ گزارشات سے ہم آہنگ ہیں اور جو اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ (دنیا کا) خاتمہ قریب ہے۔

فصل چہارم

قربِ قیامت سے متعلق اہلِ کتاب کے اقوال

ہو سکتا ہے کہ کتاب کی یہ فصل معتدل اہل کتاب کو اس بات کی ہدایت دے دے کہ وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت پر ایمان لے آئیں اور ان کی تکذیب ترک کر دیں۔ کیونکہ وہ دیکھیں گے کہ ان کی مقدس کتابوں کی عبارات اور نبی محمد ﷺ کی احادیث میں عجیب و غریب مطابقت پائی جاتی ہے۔ بلکہ ہماری تو خواہش ہے کہ ان میں زیادہ سے زیادہ لوگ ایمان لے آئیں' کیونکہ احادیث نبویہؐ سے پتہ چلتا ہے کہ بہت سے اہل روم آخری زمانہ میں مسلمان ہو جائیں گے۔ یہی نہیں بلکہ ان کے ایک گروہ کے ہاتھوں قسطنطنیہ فتح ہو گا۔ حدیث تو ہمیں یہ بتاتی ہے کہ ۷۰ ہزار بنی اسحٰق (اہل روم) قسطنطنیہ پر چڑھائی کریں گے اور تہلیل (لا الٰہ الا اللہ) اور تکبیر (اللہ اکبر) پڑھتے ہوئے اسے فتح کر لیں گے۔(۱۲)

(۱) انجیل متی (۲۰:۱-۱۶) صفحہ ۳۱ پر لکھا ہے(۱۳)

(انگور کے باغ میں مزدوروں کی مثال)

''آسمانوں کی بادشاہت بالکل ایسے ہے جیسے کسی گھر کا مالک صبح سویرے نکل کر کچھ مزدور اپنے باغ کے لیے اجرت پر رکھ لے اور مزدوروں سے یہ طے کر لے کہ وہ ہر

ایک کو ایک دن کا ایک دینار دے گا۔ پھر ان کو باغ میں بھیج دے۔ صبح نو بجے وہ پھر نکلے اور شہر کے ایک کھلے میدان میں کچھ اور بے کار مزدوروں کو دیکھ کر ان سے کہے: تم بھی جاؤ اور میرے باغ میں کام کرو، تمہیں تمہارا حق دے دوں گا۔ پس وہ بھی چلے جائیں۔ بارہ بجے دوپہر وہ ایک بار پھر میدان کی طرف جائے۔ پھر تین بجے دوپہر کو بھی نکلے اور کچھ مزید مزدور باغ میں بھیج دے۔ ایک بار پھر وہ پانچ بجے بعد از دوپہر نکلے تو کچھ اور بے کار مزدور اسے ملیں تو وہ ان سے پوچھے: یہاں دن بھر بے کار کھڑے کیا کر رہے ہو؟ وہ جواب دیں کہ کسی نے ہمیں اجرت پر نہیں رکھا۔ وہ کہے تم بھی میرے باغ میں چلے جاؤ۔ جب شام ہو تو باغ کا مالک اپنے نائب وکیل سے کہے مزدوروں کو بلاؤ اور سب سے پہلے ان کو مزدوری دو جو سب سے بعد میں آئے ہیں، سب سے بعد ان کو دو جو سب سے پہلے آئے ہیں۔ پھر پانچ بجے آنے والے مزدور آئیں اور ہر ایک، ایک ایک دینار لے لے۔

جب پہلے آنے والے آئے، وہ سمجھے کہ ان کو زیادہ اجرت ملے گی لیکن ہر ایک کو ایک ایک دینار ملا۔ جب وہ دینار لے رہے تھے تو گھر کے مالک کے خلاف ناگواری کا اظہار کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے ان لوگوں نے صرف گھنٹہ بھر کام کیا، ہم نے تو دن بھر دھوپ کی تپش میں کام کیا مگر مزدوری آپ نے ایک جیسی دے دی۔ مالک نے ان میں سے ایک کو جواب دیا: اے دوست! کیا میں نے تم پر ظلم کیا ہے؟ کیا تو نے ایک دینار لینے پر اتفاق نہیں کیا تھا؟ یہ پکڑو اور اپنی راہ لو۔ میں چاہتا ہوں کہ آخر میں آنے والے کو بھی اتنی ہی اجرت دوں۔ کیا مجھے اتنا حق نہیں کہ اپنے مال میں اپنی مرضی سے تصرف کروں؟ یا میری شرافت کی وجہ سے تیری آنکھوں میں شرارت آ گئی ہے۔ اس طرح پچھلے پہلے اور پہلے پچھلے بن جائیں گے۔'' (۱۴)

(۴) انجیل میں سالونیکی کے مؤمنین کے لیے پہلا پیغام ص ۵ پر ہے۔ اس کی عبارت یوں ہے:

''جہاں تک زمانے اور وقت مقررہ کے مسئلے کا سوال ہے، آپ کو تو اس کی ضرورت نہیں کہ اس کے بارے میں آپ کو لکھا جائے، کیونکہ آپ تو یقیناً جانتے ہیں کہ یوم الرّب (رب کا دن) آ کر رہے گا، بالکل اسی طرح جیسے رات کو چور آتا ہے۔ جب لوگ یہ کہتے پھر رہے ہوں گے کہ امن وسلامتی کا زمانہ آ گیا ہے اچانک ہلاکت و بربادی ان پر نازل ہو گی، بالکل اسی طرح جیسے دردِ زہ حاملہ عورت کو اچانک آ لیتا ہے۔ چنانچہ وہ اس (ہلاکت) سے کبھی بھی چھٹکارا نہیں پا سکتے۔''

(۳) امریکہ کا سابق صدر نکسن اپنی کتاب "1999:Victory without War" میں لکھتا ہے:

"۱۹۹۹ء میں ہمیں پوری دنیا پر مکمل بالاتری حاصل ہو جائے گی اور اس کے بعد عیسیٰ کا کام شروع ہو جائے گا۔" (۱۵)

یعنی وہ اس بات کا تعین کر رہے ہیں کہ ۲۰۰۰ء سے پہلے پہلے وہ مسیح کی واپسی کے لیے فضا ہموار کر دیں گے۔

(۴) انجیل کے اصول پرستوں کا سردار بٹ روبرٹسن کہتا ہے:

"اسرائیل کا دوبارہ جنم صرف ایک بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ دنیا کے خاتمہ کی نیچے سے گنتی شروع ہو چکی ہے۔ اسی طرح اسرائیل کے جنم سے باقی بشارتیں بھی تیزی سے پوری ہو رہی ہیں۔" (۱۶)

(۵) انجیل کے پادریوں کے سابق رئیس بیلی گراہم نے ۱۹۷۰ء میں تنبیہ کے انداز میں کہا تھا:

"دنیا بڑی تیزی کے ساتھ ہرمجدون کی جنگ کی طرف بڑھ رہی ہے۔ نوجوانوں کی موجودہ نسل تاریخ کی آخری نسل ہوگی۔" (۱۷)

(۶) ہال لینڈز اپنی کتاب "سب سے بڑا اور آخری کرۂ ارضی" میں کہتا ہے:

"وہ نسل جو ۴۸ء میں پیدا ہوئی وہ عیسیٰ کی دوبارہ واپسی کا مشاہدہ کرے گی۔" (۱۸)

(۷) مسیحی اصول پرستوں کے لیڈر جیری فال ویل کا کہنا ہے:

"ہمارا عقیدہ ہے کہ ہم آخری زمانہ میں رب کی آمد (۱۹) سے پہلے تک زندہ رہیں گے۔ میں نہیں سمجھتا کہ ہمارے بچے پوری زندگی پا سکیں گے۔" (۲۰)

(۸) مینا جرجس اپنی کتاب "ربّ کی آمد کی علامات" میں لکھتا ہے:

"وہ علامات جن کا ذکر ربّ نے انجیل مقدس میں کیا ہے وہ ان دنوں پوری طرح واضح ہونے لگی ہیں اور ہم انہیں اپنی زندگی میں دیکھ رہے ہیں۔ ربّ نے جن علامات کا ذکر انجیل میں کیا ہے وہ ہم ان دنوں صاف صاف دیکھ رہے ہیں۔ یہ گویا اس بات کی دعوت ہے کہ بادلوں پر چل کر آنے والے ربّ کے استقبال کے لیے ہم پوری طرح تیار ہو جائیں۔" (۲۱)

(۹) بشپ (دیستورس) اپنی کتاب "سفرِ دانیال پر ایک نظر" میں کہتے ہیں کہ مسیح دجال کا ظہور ۱۹۹۸ء میں ہوگا اور عیسیٰ کا دوبارہ نزول ۲۰۰۰ء موسم خزاں میں ہوگا۔ یہ حساب اس نے

اپنی تحقیق میں پیش کیا ہے۔ (اس تحقیق کے کچھ صفحوں کا عکس اس کتاب میں بطور ضمیمہ شامل ہے) دیستورس موسم خزاں ۱۹۹۸ء میں مسیح دجال کے ظہور کی تاریخ پر حاشیہ آرائی کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''یہ عجیب اتفاق ہے کہ مذاہبِ ثلاثہ کی تین عیدیں جن کا تعلق قربانی سے ہے وہ اپریل کے پہلے پندرھواڑے میں منعقد ہوں گی۔ اور اسی زمانہ میں مسیح دجال کا خروج ہوگا اور وہ بڑے پادری کے ساتھ ہیکل کے قریب قربانی ذبح کرے گا۔ وہ یہ گمان کرے گا کہ اللہ آسمان سے آگ نازل کر کے قربانی کو جلا دے گا جو اس قربانی کی قبولیت کی علامت ہوگی' مگر اللہ تو اس قربانی کی طرف دھیان تک نہ دے گا اور وہ اللہ کے یہاں مردود ہوگی۔''(۲۲)

ہم نے تو اہل کتاب کے اقوال کی طرف محض اشارہ کیا ہے' وگرنہ وہ لاتعداد ہیں۔ ان سب اقوال سے یہی واضح ہوتا ہے کہ ان کا پکا عقیدہ ہے کہ دنیا ان دنوں اپنے آخری ایام گزار رہی ہے۔ یہ بات ان کو ان مقدس کتابوں نے بتائی ہے جن پر وہ ایمان رکھتے ہیں۔

حواشی

(۱) مثلاً سلمان فارسی' صہیب رومی' عبداللہ بن سلام اور نجاشی رضی اللہ عنہم۔

(۲) احمد نے اپنی مسند (۱۸۳:۳) میں' بخاری نے الادب المفرد (رقم۴۷۹) میں اور البانی نے الصحیحہ (رقم۹) میں روایت کیا ہے اور یہ حدیث صحیح ہے۔

(۳) مرفوعاً اس کی کوئی اصل نہیں' ابن قتیبہ اور ابن مبارک نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے موقوفاً روایت کیا ہے مگر الفاظ دوسرے ہیں۔ دیکھئے البانی کی ''سلسلة الاحادیث الضعیفه'' نمبر۱۸' ص۳۰۔

(۴) بخاری نے صحیح کے متعدد مقامات پر اسے روایت کیا ہے' مثلاً کتاب مواقیت الصلاة۔ فتح الباری' ج۱' ص ۳۸' مطبعه دارالفکر۔ کتاب الاجارة' ج۴' ص ٤٤٥۔ کتاب احادیث الانبیاء' ج٦' ص ٤٦٥۔ و کتاب فضائل القرآن' ج۹' ص ٦٦۔ کتاب التوحید' ج۱۳' ص ٤٦۔ سب مقامات کی اسناد مختلف ہیں۔

(۵) بخاری نے اسے بھی صحیح کے مختلف مقامات پر بیان کیا ہے کتاب مواقیت الصلاة' ج۲' ص۳۸۔ و کتاب الاجارة' ج٤' ص ٤٤٧۔ عجیب بات یہ ہے کہ یہ عبارت متی کی انجیل میں وارد ہوئی ہے' ہم اسے چوتھی فصل میں بیان کریں گے۔ یہ بالکل بخاری کی حدیث کے مطابق ہے۔

(۶) دیکھئے فتح الباری' کتاب الاجارة' ج٤' ص ٤٤٦۔

(۷) فتح الباری' کتاب الاجارة' ج٤' ص ٤٤٩۔

(۸) فتح الباری، کتاب الاجارة، ج٤، ص ٤٤٨۔

(۹) صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار۔

(۱۰) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت میں ہے: ''مجھے اُمید ہے کہ میری اُمت اپنے ربّ کے سامنے اتنی عاجز نہیں ہوگی کہ وہ اسے آدھے دن کی مہلت دے دے۔ سعدؓ سے پوچھا گیا یہ آدھا دن کتنا ہوگا؟ آپ نے فرمایا ۵۰۰ برس۔ یہ صحیح حدیث ہے جسے احمد، ابوداؤد، حاکم اور ابونعیم نے الحلیة میں روایت کیا ہے۔ علامہ البانی نے الصحیحہ میں اسے صحیح قرار دیا ہے (نمبر ۱۶۴۳) اور صحیح الجامع میں بھی متعدد مقامات پر اسے صحیح قرار دیا ہے۔

(۱۱) رسالة الکشف عن مجاوزة ھذہ الامة الالف (ص ۲۰٦)۔

(۱۲) دیکھئے، حافظ ابن کثیر کی الفتن والملاحم (باب ذکر الملحمة مع الروم، ص ٥١)۔

(۱۳) یہ عبارت اُمتوں کی عمر کے بارے میں صحیح بخاری کی سابقہ حدیث سے کافی مشابہت رکھتی ہے۔ اہل کتاب اس طرف متوجہ ہوں اور انصاف کی نگاہ سے محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پیغام کو دیکھیں جس پر ایمان لانا سب پر لازم ہے۔

(۱٤) یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے مطابق ہے کہ ہم قیامت کے دن ترتیب کے لحاظ سے سب سے آخر میں ہوں گے مگر مرتبہ کے لحاظ سے سب سے آگے۔ بخاری اور مسلم نے اسے ابوہریرہ اور حذیفہ رضی اللہ عنہما کی سند سے روایت کیا ہے۔

(۱٥) الوعد الحق والوعد المفتری، ص ۲۹۔

(۱٦) الوعد الحق والوعد المفتری، ص ٤٥۔ اللہ عزوجل نے اپنی کتاب عزیز میں بتایا ہے کہ یہودیوں کا اجتماع ان کی ہلاکت کا آغاز ہوگا: ''اس کے بعد بنی اسرائیل سے کہا کہ تم اس ملک میں رہو سہو۔ پھر جب آخرت کا وعدہ آ جائے گا تو ہم تم سب کو جمع کر کے لے آئیں گے۔'' (الاسراء:۱۰۴)

(۱۷) النبوة والسیاسة، ص ٤۹۔

(۱۸) النبوة والسیاسة، ص ٥۔

(۱۹) عیسائیوں کا دعویٰ ہے کہ مسیح بن مریم ہی رب ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ وہ اللہ کے بیٹے ہیں۔ اللہ ان باتوں سے جو وہ کہتے ہیں بلند تر ہے۔

(۲۰) النبوة والسیاسة، ص ٥٦۔

(۲۱) علامات مجیء الرب، ص ٦، ٧۔

(۲۲) نظرات فی سفرِ دانیال، ص ۳۲۔

بابِ سوم

مَهدی

مہدی

قیامت کی علاماتِ صغریٰ اور کبریٰ کی درمیانی کڑی

مہدی کے بارے میں اس کثرت سے احادیث وارد ہوئی ہیں کہ معنوی اعتبار سے وہ حدِ تواتر تک پہنچ گئی ہیں (۱)۔ شیخ محمد برزنجی (متوفی ۱۱۰۳ھ) اپنی کتاب ''الإشاعة لأشراط الساعة'' کے تیسرے باب میں کہتے ہیں کہ وہ بڑی بڑی علامتیں جن کے فوراً بعد قیامت آجائے گی کثرت سے ہیں' ان میں سب سے پہلی نشانی ظہورِ مہدی ہے۔ اس سلسلہ میں حدیث کی مختلف روایات اس قدر زیادہ ہیں کہ ان کو شمار نہیں کیا جا سکتا۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ مہدی کا وجود' آخر زمانہ میں ان کا ظہور' سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے ہونے کی وجہ سے آلِ رسولؐ سے ان کی نسبت' اس قدر تواتر سے حدیثوں میں ملتی ہے کہ اس سے انکار کی کوئی گنجائش نہیں۔ (۲)

محمد السقارینی (المتوفی ۱۱۸۸ھ) اپنی کتاب ''لوامع الأنوار البرية'' میں کہتے ہیں کہ ظہورِ مہدی کے بارے میں روایات اس قدر زیادہ ہیں کہ وہ معنوی طور پر تواتر تک پہنچ گئی ہیں۔ اہل سنت کے علماء میں ان کا چرچا ہے' حتیٰ کہ اس کا شمار ان کے عقائد میں ہوتا ہے۔ (۳)

امام شوکانی (المتوفی ۱۲۵۰ھ) اپنی کتاب ''نیل الأوطار'' میں لکھتے ہیں کہ مہدی کے سلسلہ میں وارد ہونے والی قابل اعتماد احادیث کی تعداد پچاس ہے۔ ان میں صحیح بھی ہیں' حسن بھی ہیں اور ضعیف بھی۔ یہ سب احادیث بلاشک وشبہ متواتر ہیں۔ (٤)

نواب صدیق حسن خان قنوجی (متوفی ۱۳۰۷ھ) نے کہا ہے کہ مہدی کے بارے میں مختلف طریقوں سے اس کثرت سے احادیث آئی ہیں کہ وہ حد تواتر تک پہنچ جاتی ہیں۔ (۵)

مہدی کی شان میں وارد ہونے والی احادیث متواتر ہیں اور ماضی وحال کے سب علماء کا (سوائے ابن خلدون کے) اس بات پر اجماع ہے کہ عقیدۃً اور تصدیقاً اس بات پر ایمان لانا واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ اُمتِ محمدیہ میں اہلِ بیت کا ایک آدمی تیار کرے گا جو فتنوں اور آخری

خونریز معرکوں میں مسلمانوں کی قیادت کرے گا۔ وہی مہدی ہوں گے۔ علماءِ اسلام نے مہدی کے سلسلہ میں مروی احادیث کی طرف خاصی توجہ دے کر ان کی تشریح اور توضیح کا حق ادا کیا ہے اور صرف اسی موضوع پر تیس سے زائد کتابیں لکھی ہیں(٦)۔ مہدی کا مسئلہ ہماری کتاب کے موضوع کا ایک بنیادی مسئلہ ہے کیونکہ ہر مجدون کے معرکہ کے فوراً بعد ان کا ظہور ہوگا۔ اس پہلو پر ان لوگوں کی نظر نہیں پڑی جنہوں نے اس معرکہ پر گفتگو کی ہے۔ اس لیے ہم اس موضوع پر اس انداز سے بحث کریں گے کہ اس کتاب کے لکھنے کا مقصد پورا ہو جائے' یعنی مہدی کا موجودہ حالات کے ساتھ تعلق کیا ہے اور وہ کس طرح قیامت کی چھوٹی بڑی نشانیوں کے درمیان ایک کڑی کی حیثیت رکھتے ہیں۔

ہم ان تمام احادیث کو بیان نہیں کریں گے جو مہدی کی شان میں وارد ہوئی ہیں بلکہ صرف ان احادیث پر اکتفا کریں گے جو مہدی کے اوصاف' ان کے ظہور کی علامات اور ان کے زمانے میں ہونے والے فتنوں اور جنگوں پر روشنی ڈالتی ہیں اور ان لمبی چوڑی تفاصیل سے صرف نظر کریں گے جو خاص اس موضوع پر لکھی جانے والی کتابوں میں موجود ہیں۔ جو تفاصیل جاننا چاہے وہ ان کی طرف رجوع کر سکتا ہے۔

فصل دوم

مہدی کون ہے؟

وہ مہدی جن کا انتظار ہو رہا ہے وہ حسن بن فاطمہ بنتِ رسول اللہ ﷺ کی اولاد سے اہل بیت کا ایک مسلمان نوجوان ہوگا جس کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا۔ اس کا نام نبی اکرم ﷺ کے نام جیسا اور اس کے والد کا نام آپ کے والد کے نام جیسا ہوگا۔ وہ ایک خلیفۂ راشد اور امامِ مہدی (ہدایت یافتہ) ہوگا۔ اس کا اُس ''امامِ منتظر'' سے کوئی تعلق نہیں جس کا انتظار رافضی (شیعہ) کر رہے ہیں اور یہ اُمید لگائے بیٹھے ہیں کہ وہ سامراء کے تہہ خانے سے ظاہر ہوں گے۔ اس کی کوئی حقیقت ہے نہ ہی کوئی دلیل۔ وہ سمجھتے ہیں کہ مہدی منتظر محمد بن الحسن عسکری اپنی پانچ برس کی عمر میں تہہ خانہ میں داخل ہوئے تھے۔ وہ تہہ خانہ سے ان کے خروج کے منتظر ہیں مگر وہ وہاں سے کبھی بھی نہیں نکلیں گے۔(٧)

مہدی کے اوصاف

محمد بن عبداللہ مہدی کی تعریف نبی ﷺ نے یوں کی ہے: ''اس کی ناک درمیان سے بلند ہوگی[۸] پیشانی کشادہ ہوگی وہ ظلم و جور سے بھرے ہوئے خطۂ ارضی کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ سات آٹھ یا نو برس تک حکومت کرے گا۔ اس کے دورِ حکومت میں عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد لوگ اس طرح ناز و نعمت سے زندگی بسر کریں گے جس کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ رات بھر میں مہدی کو تیار کر کے اس کی اصلاح کرے گا اور اس کی پشت پناہی کرے گا۔''

''اللہ اس کی اصلاح کرے گا'' اس تعبیر کے کیا معنی ہیں؟— اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں:

(۱) اس میں کچھ چھوٹے نقص (صغیرہ گناہ) ہوں گے۔ اللہ اس کی توبہ قبول کر کے اس کو توفیق بخشے گا اور رشد و ہدایت اس کے دل میں ڈال دے گا۔ یعنی پہلے سے اس کی یہ کیفیت نہ ہوگی۔[۹]

(۲) دوسرے معنی یہ ہیں کہ اللہ اسے خلافت اور آخری زمانے کے فتنوں اور جنگوں کے درمیان مسلمانوں کی قیادت کے لیے تیار کرے گا۔

دونوں معانی مراد ہو سکتے ہیں مگر دل دوسرے معنی کو قبول کرتا ہے۔ عرب یہ جملہ ''اصلحه الله'' تعریف اور دعا کے طور پر بھی استعمال کرتے ہیں۔ جو کوئی امیر کے ساتھ بات شروع کرتا ہے تو کہتا ہے'' اصلح الله الامیر '' (اللہ امیر کا بھلا کرے) یعنی اللہ اس کو توفیق بخشے سیدھے راستے پر لگائے اور اس کی حالت کو درست کرے۔

ہم بعض ایسی احادیث بیان کریں گے جن میں مجملاً مہدی کی صفات کا ذکر ہے۔ روایت کا اتنا ہی حصہ بیان کریں گے جس سے مقصد پورا ہو جائے اور سندِ روایت کی تحقیق بھی اتنی جس سے ہماری غرض و غایت پوری ہو۔

(۱) رسول اللہ ﷺ کا قول ہے: ''مہدی مجھ میں سے ہوگا (یعنی میری اولاد سے ہوگا) اس کی ناک درمیان سے بلند ہوگی پیشانی کشادہ ہوگی۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے اسی طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔ وہ سات برس تک حکمرانی کرے گا۔''[۱۰]

(۲) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زمین ظلم و جور سے بھر جائے گی۔ اللہ میری اولاد سے ایک

آدمی بھیجے گا جس کا نام وہی ہوگا جو میرا ہے۔ اس کے باپ کا نام بھی وہی ہوگا جو میرے باپ کا ہے۔ وہ زمین کو عدل وانصاف سے بالکل اسی طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔ نہ آسمان اپنی بوندیں ذرہ برابر بھی روکے گا اور نہ زمین اپنی نباتات ذرہ برابر روکے گی۔ وہ تمہارے درمیان سات یا آٹھ برس یا زیادہ سے زیادہ نو برس تک ٹھہرے گا۔"(۱۱)

(۳) اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "مہدی ہمارے اہل بیت میں سے ہوگا۔ اللہ ایک رات میں اس کی اصلاح کر دے گا۔" (۱۲) ["اللہ اس کی اصلاح کرے گا" کے معنی ماقبل بیان ہو گئے ہیں]

(۴) اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "مہدی میری اولاد یعنی اولادِ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہوگا۔"(۱۳)

(۵) اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "میری امت کے آخری وقت میں ایک خلیفہ ہوگا جو مال بکھیرتا پھرے گا مگر اس کو گنے گا نہیں۔"(۱۴)

مہدی کی آمد اور ان کے ظہور کی علامات کے بارے میں احادیث نقل کرنے سے پہلے ہم دو باتوں کی وضاحت کرنا چاہتے ہیں:

(۱) ظہورِ مہدی کسبی بات نہیں ہے جو مہدی محمد بن عبداللہ کی کاوشوں اور مطالبوں کا نتیجہ ہو۔ یہ بات بالکل غلط ہے۔ مہدی کو تو اس کا علم ہی نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ایک رات میں اس کی نوک پلک سنوار کر ایک ایسی قوم کو اس کے لیے تیار کرے گا جو کسی قطار وشمار میں نہ ہوگی۔ نہ اس قوم کے پاس طاقت ہوگی۔ وہ کعبہ کے نزدیک اس کی بیعت کریں گے اور وہ خود اس بیعت کو پسند نہیں کرے گا۔

(۲) آخری زمانہ میں مہدی کی آمد تقدیر کا فیصلہ ہے۔ اللہ نے اسے مقرر کیا ہے اور لوحِ محفوظ میں لکھ رکھا ہے۔ یہ بات تو ہو کر رہے گی بالکل اسی طرح جس طرح مسیح دجال کا ظہور، عیسیٰ علیہ السلام کا نزول، یاجوج ماجوج کا خروج اور قیامت کی باقی نشانیاں ہو کر رہیں گی۔

اسی بنا پر ہم کہتے ہیں کہ مہدی پر ایمان شرعاً واجب ہے۔ یہ مؤمن کے عقیدہ کا لازمی جزو ہے، کیونکہ اس بارے میں مروی احادیث متواتر ہیں، جیسا کہ پہلے باب میں ہم نے اس بات کی وضاحت کر دی ہے۔ جمہور علماء کے نزدیک متواتر احادیث علم قطعی کا ذریعہ ہیں۔ ان کا علم

واجب اور ان پر عمل فرض ہے۔ حدیث متواتر کو جھٹلانے والا اور اس کا منکر دائرۂ کفر میں داخل ہو جاتا ہے۔

فصل سوم

ظہورِ مہدی کا وقت

یہ فصل اس کتاب کی اہم ترین فصل ہے بلکہ یوں کہنا مناسب ہوگا کہ یہ اس پیغام کا مرکزی نقطہ ہے جسے میں لوگوں تک پہنچانا چاہتا ہوں۔ میری یہ خواہش ہے کہ سب مسلمان بلکہ اہلِ کتاب بھی اس پیغام کو خود بھی سمجھیں اور دوسروں کو بھی سمجھائیں۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو ہو کر رہے گی اور یہ تقدیر کے ان حقائق کا یقینی بیان ہے جو مستقبل قریب میں وقوع پذیر ہوں گے اور ان کے ذریعے اللہ حق کو حق اور باطل کو باطل ثابت کرے گا۔

ہم مہدی کی آمد کے انتظار میں یہ دن گزار رہے ہیں اور اس کے ظہور کے منتظر ہیں، جو ہر مجدون کی مشہور و معروف اور جلد ہونے والی حتمی جنگ کے بعد ہوگا۔ پہلے ہم ان حدیثوں کو بیان کریں گے جو مہدی کی آمد کے زمانہ پر دلالت کرتی ہیں، پھر ان کا باہمی ربط بتائیں گے جس سے تصویر واضح ہو جائے گی۔

پہلی حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اہلِ روم عنقریب امن کی غرض سے تمہارے ساتھ صلح کریں گے، پھر تم مل کر کسی دشمن پر حملہ کرو گے۔ تمہیں کامیابی ہوگی، مالِ غنیمت ملے گا، پھر تم صحیح سلامت لوٹ جاؤ گے۔ پھر تمہارا پڑاؤ اونچے اونچے ٹیلوں والی چراگاہ میں ہوگا۔ اہلِ صلیب میں سے ایک آدمی صلیب اٹھا کر کہے گا ''صلیب غالب آ گئی''۔ ایک مسلمان غصہ میں آ کر کھڑا ہوگا اور اسے دھکا دے گا۔ اس وقت اہل روم صلح توڑ دیں گے اور ایک خونریز معرکے کے لیے اکٹھے ہو جائیں گے۔ وہ اسّی (۸۰) جھنڈے لے کر آئیں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے ۱۲ ہزار فوج ہوگی۔'' (۱۵)

دوسری حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی جب تک رومیوں کی فوج اعماق یا دابق کے مقام پر پڑاؤ نہ ڈال لے۔ ان سے مقابلہ کے لیے روئے زمین کے بہترین افراد پر مشتمل ایک لشکر مدینہ سے روانہ ہوگا۔ جب وہ ایک دوسرے کے

سامنے صف بندی کریں گے تو روم والے کہیں گے کہ ہمیں ان لوگوں سے لڑنے دو جنہوں نے ہمارے آدمیوں کو قیدی بنا لیا ہے۔ مسلمان جواب دیں گے: نہیں اللہ کی قسم! ہم تمہیں اپنے بھائیوں سے نہیں لڑنے دیں گے۔ جب وہ (یعنی مہدی اور اس کے ساتھی) شام میں آئیں گے تو دجال کا خروج ہوگا۔ ابھی وہ صفیں درست کر کے لڑنے کی تیاری کر رہے ہوں گے کہ نماز کھڑی ہو جائے گی۔ اس وقت حضرت عیسیٰؑ کا نزول ہوگا۔'' (۱۶)

تیسری حدیث: اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: ''ایک خلیفہ کی موت کے وقت قوم اختلاف کا شکار ہو جائے گی۔ ایک آدمی بھاگ کر مدینہ سے مکہ چلا جائے گا۔ اس کے پاس مکہ کے کچھ لوگ آئیں گے، اسے زبردستی باہر نکال کر رکن اور مقامِ ابراہیم کے درمیان اس کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔'' (۱۷)

چوتھی حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بڑے خونریز معرکہ میں مسلمانوں کا کیمپ غوطہ نامی جگہ پر ہوگا۔ وہاں دِمشق نامی ایک شہر ہوگا جو اُن دنوں مسلمانوں کے لیے بہترین منزل ثابت ہوگا۔'' (۱۸)

ان احادیث میں غور وفکر کرنے سے ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ:

(۱) یہ ایک عالمی اتحادی جنگ ہوگی جس میں ہم اور اہلِ روم (امریکہ اور یورپ) حلیف ہوں گے اور مشترکہ دشمن کے خلاف لڑیں گے۔ جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ یہ دشمن کمیونسٹ ہوں یا کوئی اور ہوں...... کامیابی ہمارے قدم چومے گی۔

اس اتحادی عالمی جنگ کی تمہیدات کا آغاز ہو چکا ہے۔ آج ہمارے اور اہل روم کے درمیان پرامن صلح ہے۔ کمیونسٹ کیمپ (یعنی چین، روس اور ان کے ماننے والے) آپس میں معاہدے اور عہد و پیمان کر رہا ہے۔ انہوں نے ایک دوسرے کی مدد کا عہد کر لیا ہے، بلکہ اپریل ۱۹۹۶ء میں روس کے وزیر اعظم نے چین کا دورہ کیا۔ صورتِ حال میں یہ ایک ایسی مبہم تبدیلی ہے جس کی پہلے سے کوئی مثال نہیں ملتی۔ پوری دنیا اور مشرق وسطیٰ کے درمیان معاہدوں کی تیز دوڑ لگی ہوئی ہے۔ آخری چند مہینوں کے درمیان ایسے ایسے عہد و پیمان باندھے گئے ہیں جو کئی صدیوں سے وجود میں نہیں آئے۔ اس آخری مرحلے میں یہودیوں کا اپنی قیادت کے لیے نتن یاہو جیسے انتہا پسند کا انتخاب اور اس کے نتیجہ میں مسلمان عربوں کی غفلت کی نیند سے بیداری اور شیرازہ بندی کی کاوش، فیصلہ کن جنگ اور قریبی خاتمہ کی طرف بہت سے اشاروں میں سے

ایک اشارہ ہے۔ ٹکراؤ کی آواز بلند ہو چکی ہے اور کشیدگی میں مسلسل تیزی آ رہی ہے۔

ہم یہ عبارت سنتے رہتے ہیں ''چین اور امریکہ کے ٹکراؤ کا خطرہ''۔(۱۹) ہم یہ عبارت سنتے رہتے ہیں کہ ''روس اور امریکہ کے درمیان کشیدگی میں اضافہ ہو گیا ہے' کیونکہ امریکہ کو ایک بہت بڑے خفیہ کمپلیکس کا پتہ چل گیا ہے جس کی تعمیر روس کر رہا ہے اور جو ایٹمی قیادت کا مرکز ہوگا''۔(۲۰) ہم یہ بھی سنتے رہتے ہیں کہ ترکی اور اسرائیل نے اتحاد کر لیا ہے جس سے عرب مسلمان خطرہ محسوس کر رہے ہیں اور ترکی کے ساتھ معاملات میں بڑی احتیاط برت رہے ہیں۔ ہم یہ بھی سنتے رہتے ہیں کہ امریکہ اور جاپان کا اتحاد ہو گیا ہے۔ یہ اتحاد ان معاہدوں کے علاوہ ہے جو یہاں وہاں ہو رہے ہیں۔ (موجودہ عالمی نقشہ) خواہ کچھ بھی ہو' ہر کوئی حالت منتظرہ میں ہے' آس لگائے بیٹھا ہے۔ لیکن ہمیں یہ معلوم نہیں کہ کس کی انگلیاں آگے بڑھ کر تباہ کن جنگ کے سوئچ کو دبائیں گی۔ غالباً وہ کامیاب و کامران مسلمانوں اور رومیوں کا بلاک ہوگا۔

(۲) یہ جنگ ٹھیک کس وقت ہوگی؟ اس کا جواب اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ زیادہ تر اہلِ کتاب کی رائے یہی ہے کہ یہ جنگ تین سال کے اندر اندر (یعنی ۲۰۰۰ء سے پہلے) ہوگی۔ کیونکہ وہ ایک نجات دہندہ اور مسیحا کا انتظار کر رہے ہیں جو آسمان سے اُتر کر ان کو نجات دلائے گا۔ یہودی بھی اس نجات دہندہ یا الہامی بادشاہ کے منتظر ہیں جس کو وہ مسیحا (Messiah) کا نام دیتے ہیں جو عالمی سطح پر ان کی قیادت کرے گا۔ انہوں نے اس کے وقت کا بھی تعین کر لیا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ اپریل ۱۹۹۸ء یعنی اسرائیل کے قیام کے پچاس برس بعد اس کا ظہور ہوگا۔(۲۱)

عین اس وقت مسیح دجال(۲۲) اپنے پیروکاروں کے ساتھ نئے ہیکل (ہیکل سلیمانی) میں رونما ہوگا اور بڑے پادری کے ساتھ جلنے والی قربانی دے گا(۲۳)۔ اس کے پیروکار قربانی کے گرد اکٹھے ہو کر اللہ سے دعا مانگیں گے کہ وہ آسمان سے آگ بھیج کر اس کو جلا دے۔ یہی قربانی کی قبولیت کی نشانی ہوگی۔ وہاں وہ سات دن ٹھہرے گا مگر کوئی اس کی طرف دھیان نہیں دے گا۔

یہ بات قابلِ غور ہے کہ اسلام، یہودیت اور عیسائیت تینوں شریعتوں کی عیدیں جن کا تعلق قربانی سے ہے وہ اپریل ۱۹۹۸ء کے پہلے پندرھواڑے میں ہوں گی۔ مسلمانوں کی عید الاضحیٰ ۵ سے ۸ اپریل کے درمیان اور عیدِ مسیح (Easter) ۱۰ سے ۱۷ اپریل کے درمیان

ہوگی۔ یہی وقت یعنی اپریل ۱۹۹۸ء یہودیوں کے نزدیک ان کے مسیحا اور نجات دہندہ کے ظہور کا ہے، جو ان کے خیال کے مطابق ان کو فاسد اقوام سے اور قرآنی تعبیر کے مطابق اُمیوں (اَن پڑھ) سے نجات دلائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

﴿ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾ (آل عمران)

''یہ اس سبب سے ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم پر (غیر اہلِ کتاب) اُمیوں کے بارے میں کسی طرح کا الزام نہیں۔ اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں حالانکہ (دل میں) وہ بھی جانتے ہیں۔''

رہے نصاریٰ تو وہ آنے والی تباہ کن ہرمجدون کی جنگ کے آغاز میں آسمان سے عیسیٰؑ کے نزول کے منتظر ہیں۔ ان کے خیال میں ایسا ۲۰۰۱ء کے موسم خزاں میں ہوگا۔ وہ سمجھتے ہیں کہ جب عیسیٰؑ نازل ہوں گے وہ اپنے ماننے والوں کو بادلوں سے اوپر اٹھالیں گے، تاکہ وہ اس جنگ کی ہولناکیوں کا مشاہدہ نہ کرسکیں۔ چنانچہ وہ اپنے ماننے والے، نیکوکار لوگوں کی پشت پناہی کے لیے نازل ہوں گے۔''(۲٤)

مسلمان کیا کہتے ہیں؟

ہم یہ کہتے ہیں کہ جنگ قریب ہے اور مقابلہ ہونے والا ہے۔ یہ جنگ انتظار کرنے والوں کے تصور اور آس لگانے والوں کی آس سے بھی جلد ہوگی۔ لیکن ہمارے رسول ﷺ نے وقت کا تعین نہیں کیا، اس لیے ہم قطعی بات نہیں کہہ سکتے، مگر اجمالاً اس کی عام علامتوں کا ذکر اللہ کے رسول ﷺ نے کردیا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ سب علامتیں پوری ہوچکی ہوں۔ ہمیں انتظار کرنا چاہیے اور تیار رہنا چاہیے۔ ہوسکتا ہے جنگ اس وقت ہو جس کا اہل کتاب ذکر کرتے ہیں یا تھوڑا آگے پیچھے ہو۔ بہرکیف معاملہ تھوڑے عرصہ سے آگے نہیں بڑھنا۔

اس عالمی، اتحادی اور تباہ کن جنگ کے بعد اہلِ روم عہد شکنی کریں گے

یہ اس وقت ہوگا جب ہم اس جنگ میں کامیاب ہونے کے بعد مالِ غنیمت لے کر صحیح سالم واپس لوٹیں گے۔ اہل روم میں ایک آدمی کھڑا ہوکر صلیب بلند کرکے یہ کہے گا کہ ''صلیب غالب آگئی''۔ دین کی غیرت کھا کر ایک مسلمان اٹھے گا اور اسے دھکا دے گا یا اسے قتل کر دے گا۔ رومی عہد شکنی کی نیت سے اپنے ملک کو لوٹ جائیں گے۔ اہل روم نو (۹) مہینے میں خفیہ

طور پر ہمارے خلاف لشکر جمع کریں گے' جیسا کہ احمد نے مسند میں ایک روایت بیان کی ہے:
''وہ تمہارے لیے نو ماہ یعنی اتنی مدت میں جتنی مدت عورت کے حمل کو درکار ہوتی ہے' لشکر جمع کر لیں گے''(۲۵)۔اسی دوران مہدی کا ظہور ہوگا کیونکہ وہ بڑی جنگ (الملحمة الکبرٰی) میں مسلمانوں کی قیادت کرے گا۔اس کا کیمپ دِمشق سے قریب غوطہ نامی مقام پر ہوگا جہاں رومی اکٹھے ہو کر سیریا کی طرف مارچ کریں گے' وہ بھی دِمشق سے قریب اعماق یا دابق نامی جگہ پر پڑاؤ ڈالیں گے۔ وہ ایک لشکر جرار ہوگا جس میں اسّی (۸۰) ڈویژن فوج پے بہ پے چل رہی ہوگی۔ ہر ڈویژن میں ۱۲ ہزار سپاہی ہوں گے۔

ظہورِ مہدی کا وہی وقت ہوگا جس میں اہلِ روم عہد شکنی کرتے ہوئے ہمارے خلاف ایک عظیم لشکر جمع کریں گے۔اس فصل کی تیسری حدیث (اختلاف خلیفہ کی موت کے وقت ہوگا) واضح کرتی ہے کہ مہدی کا ظہور اس وقت ہوگا جب خلیفہ کی موت واقع ہو جائے گی۔اس وقت اختلاف پیدا ہوگا اور حکومت کے لیے باہمی جنگ ہوگی۔اس وقت مہدی کے ہاتھ پر بیعت کی جائے گی۔حدیث کی سند اگرچہ ضعیف ہے لیکن یہ ضعف معمولی ہے۔اس کے شواہد موجود ہیں جو اس کی تائید کرتے ہیں اور اسے تقویت بخشتے ہیں۔اگر ہم اس حدیث کو سامنے رکھیں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ مہدی کا خروج اس عرصہ میں ہوگا جس میں اہل روم عہد شکنی کریں گے۔ یہ حسن اتفاق ہے کہ اسی زمانہ میں مسلمانوں کا خلیفہ وفات پا جائے گا۔حکومت میں اختلاف کے بعد مہدی کا ظہور ہوگا۔

اگر ہم صورت حال پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ آج روئے زمین پر کوئی ایسا حاکم نہیں جو خلیفہ کہلاتا ہو سوائے جزیرۃ العرب (سعودی عرب) کے جس کے رہنے والوں کو یہ بات اچھی لگتی ہے کہ وہ اپنے موجودہ بادشاہ کو خلیفہ کے لقب سے پکاریں۔

ہمارے اس قول کی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ حالات قربِ قیامت کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔حیران کن بات یہ ہے کہ موجودہ خلیفہ یعنی ملک فہد کی صحت پچھلے دنوں سے خاصی بگڑی ہوئی ہے' یہاں تک کہ اس نے حکومتی اُمور کو اپنے نائب کے حوالے کر دیا ہے اور عربوں کی سربراہی کانفرنس (جون ۱۹۹۶ء) میں بڑے اہم معاملات طے کرنے کے لیے اسے حق دیا ہے۔ اللہ اس کی عمر دراز کرے۔ کیا تعجب ہے کہ وہ وہی خلیفہ ہو جس کی موت ظہورِ مہدی کی علامت ہوگی۔ اللہ بہتر جانتا ہے کیا ہونے والا ہے۔

فصل چہارم

ظہورِ مہدی کی علامت اور اُس کی بیعت

پہلے وہ احادیث پیش خدمت ہیں جو ظہورِ مہدی کے بارے میں ہیں:

(۱) اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ خواب میں اللہ کے رسول ﷺ کا جسم (ڈر کی وجہ سے) حرکت کرنے لگا[1] تو ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے خواب میں ایسی بات کی جو آپ نے پہلے کبھی نہیں کی۔ آپؐ نے فرمایا: ''عجیب بات ہے کہ میری اُمت کے کچھ لوگ قریش کے ایک آدمی کو پکڑنے کے لیے بیت اللہ کی طرف جا رہے ہیں۔ اُس آدمی نے بیت اللہ میں پناہ لی ہوئی ہے۔ جب وہ کھلے میدان میں ہوں گے تو وہ زمین میں دھنس جائیں گے''۔ ہم نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ہر قسم کے لوگ راستے میں جمع ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا: ''ہاں' کچھ لوگ تو سوچ سمجھ کر ایک مقصد کے لیے آئیں گے' کچھ مجبوراً آئیں گے اور کچھ مسافر ہوں گے۔ وہ سب ایک ساتھ ہلاک ہو جائیں گے' مگر قیامت کے دن مختلف حالتوں میں نکلیں گے۔ اللہ ان کو ان کی نیتوں کے مطابق اٹھائے گا۔''[2]

(۲) اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''ایک پناہ لینے والا بیت اللہ کی پناہ لے گا۔ اس کی طرف ایک لشکر بھیجا جائے گا۔ ابھی وہ وہیں ہوں گے کہ زمین میں دھنس جائیں گے۔''[3]

(۳) اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''اس گھر کی پناہ میں کچھ لوگ آئیں گے' وہ محفوظ نہیں ہوں گے' نہ ان کے پاس لڑنے کے لیے نفری ہوگی نہ سامانِ جنگ' ان کی طرف ایک فوج بھیجی جائے گی' جب وہ کھلی جگہ میں ہوگی تو زمین میں دھنس جائے گی۔''[4]

(۴) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک لشکر اس گھر پر چڑھائی کا قصد کرے گا' یہاں تک کہ جب وہ کھلی جگہ میں پہنچے گا' اس کا درمیانی حصہ زمین میں دھنس جائے گا۔ پہلا حصہ آخری حصے کو بلائے گا' پھر وہ بھی دھنس جائے گا۔ ان کی خبر بتانے کے لیے سوائے ایک بھگوڑے کے کوئی باقی نہیں رہے گا۔''[5]

(۵) اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''رکن اور مقام (ابراہیم) کے درمیان ایک آدمی کے ہاتھ پر بیعت کی جائے گی۔''[6]

(٦) اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''میری اُمت کا ایک لشکر شام کی جانب سے آئے گا۔ وہ ایک آدمی کو پکڑنے کے لیے بیت اللہ کا قصد کرے گا' اللہ تعالیٰ اُس کو ان کے ہاتھوں سے محفوظ رکھے گا۔''(۷)

اس باب کی دوسری فصل میں ہم نے مہدی کا نام اور اس کی صفات پیش کی ہیں کہ اس کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا اور وہ رسول اللہ ﷺ کی نسل سے کشادہ پیشانی والا اور درمیان سے بلند ناک والا نوجوان ہوگا۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ صفات تو بہت سے انسانوں میں پائی جاسکتی ہیں۔ اس صورت میں مہدی کا معاملہ ہمارے لیے مشتبہ ہوسکتا تھا۔ لازمی طور پر کوئی ایسی واضح نشانی ہونی چاہیے جو اس کے علاوہ اور کسی میں نہ پائی جائے تاکہ جب اس کا ظہور ہو تو واضح علامت کے باعث اس کے بارے میں دو آدمیوں کی رائے مختلف نہ ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے مسیح دجال کی کامل و مکمل صفات کا ذکر کیا ہے۔ یوں لگتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ اس کی شکل کو اس سے بھی بڑھ کر جانتے تھے(۸)۔ آپؐ نے ایک ایسے وصف کا ذکر کیا ہے جو صرف اسی میں ہوگا۔ یعنی دجال کی آنکھوں کے درمیان ''کافر'' کا کلمہ لکھا ہوا ہوگا' اسے ہر پڑھا لکھا اور اَن پڑھ مؤمن بھی پڑھ سکے گا۔

اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کی صفات کو بھی رسول اللہ ﷺ نے بڑی تفصیل(۹) سے بیان کیا ہے۔ نہ ہمارے لیے ان کا معاملہ مشتبہ ہوگا اور نہ کسی اور پر ڈھکا چھپا رہے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ آپؐ نے یہ بھی بتایا ہے کہ وہ آسمان سے اس کیفیت میں اُتریں گے کہ کسی دوسرے میں وہ کیفیت نہیں پائی جاسکتی' یعنی وہ اللہ کے فرشتوں میں سے دو قابل احترام فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے ہوئے ہوں گے۔ کیا کوئی ایسی منفرد اور واضح نشانی ہے جس سے ہمیں یقین ہو جائے کہ محمد بن عبداللہ جن کی صفات کا ابھی ابھی ذکر ہوا ہے اور جن کے ہاتھ پر رکن اور مقامِ ابراہیم پر بیعت ہوگی' یہی وہ مہدی ہیں جن کا انتظار ہو رہا ہے؟

ظہورِ مہدی کی یقینی علامت

بیت اللہ شریف کے نزدیک مہدی کے ہاتھ پر بیعت ہوگی۔ رکن اور مقامِ ابراہیم(۱۰) کے درمیان وہ لوگ بیعت کریں گے جن کے پاس نہ کوئی قوت ہوگی' نہ تعداد اور نہ ہی ساز و سامان(۱۱) وہ بیت اللہ کی پناہ لیں گے۔ مسلمانوں کا ایک لشکر ان سے لڑنے کے لیے بھیجا جائے گا تاکہ ان کا خاتمہ کر دیا جائے۔ عجب بات تو یہ ہے کہ میری اُمت کے لوگ بیت اللہ کا

قصد کریں گے تا کہ قریش کے اس آدمی کو پکڑیں جس نے بیت اللہ میں پناہ لی ہوگی' یہاں تک کہ مدینہ سے تھوڑی دور ذوالحلیفہ کے مقام پر زمین میں دھنس جائیں گے۔ یعنی زمین پھٹ کر ان کو نگل جائے گی۔ ایک یا دو بھگوڑے بچیں گے جو لوگوں کو دھنسنے کے واقعہ کی خبر دیں گے''۔ اس وقت سب کو معلوم ہو جائے گا کہ بیت اللہ کا یہ پناہ گزین ہی خلیفۃ اللہ مہدی ہے۔ وہ ایسا انسان ہے کہ جس کے احترام اور دفاع کی خاطر اللہ تعالیٰ فوج کو زمین دوز کر دے گا۔

یہ دیکھ کر لوگ گروہوں اور جماعتوں کی شکل میں ان کی بیعت کریں گے۔ شام کے ابدال (صالحین) اور عراق کے اولیاء اور نیک لوگوں کی جماعتیں ان کے پاس آ کر ان کی بیعت کریں گی اور سب پر ان کی بیعت واجب ہوگی۔ پس ظہورِ مہدی کی یقینی علامت یہ ہے کہ جو فوج ان کے خلاف لڑنے کے لیے بھیجی جائے گی وہ زمین میں دھنس جائے گی۔

اس فصل کے خاتمہ سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اُن خاص اُمور کی طرف اشارہ کر دیں جن کا تعلق مہدی کے ظہور اور ان کی بیعت سے ہے۔

(۱) ہمارے پاس کوئی صحیح دلیل نہیں ہے جس کی بنا پر ہم اس بات کا تعین کر سکیں کہ بیت اللہ کے نزدیک ان کی بیعت سے پہلے مہدی کا خروج کس جہت سے ہوگا۔ ایک روایت ہے کہ ان کا خروج مشرق سے ہوگا۔ حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی کتاب ''الفتن والملاحم''(۱۲) میں یہی قطعی رائے پیش کی ہے۔ ایک روایت یہ ہے کہ خروج مغرب سے ہوگا۔ اس کا تذکرہ امام قرطبیؒ(۱۳) نے کیا ہے۔ ایک روایت یہ ہے کہ مدینہ کا ایک آدمی بھاگ کر مکہ جائے گا' جیسا کہ اُس حدیث میں بیان ہوا ہے جس کے آغاز میں یہ لکھا ہے کہ ''اختلاف خلیفہ کی موت کے وقت ظاہر ہوگا''۔ اس کی سند میں مشہور قول ہے۔(۱٤)

میری رائے یہ ہے کہ عین ممکن تھا کہ جس طرح مہدی کی صفات اور علامات کے بارے میں واضح نصوص وارد ہوئی ہیں اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی طرف سے کوئی واضح نص اس کے خروج کی جگہ کا تعین کر دیتی' مگر اللہ کی ایک خاص حکمت کے تحت یہی بہتر تھا کہ ان کے خروج کی جگہ اور ان کی روانگی کے مقام کو مخفی رکھا جائے تا کہ ان کی قیام گاہ محفوظ رہے' خواہ یہ قیام گاہ مشرق میں ہو یا مغرب میں' اور دشمن مکر کے تیر ان پر برسا کر اور جامِ غضب ان پر انڈیل کر انہیں ایذا نہ پہنچا سکیں۔ یہ اسی صورت میں ممکن تھا جب نبی معصوم ﷺ کی کوئی حدیث ان تک پہنچ کر مکان کا تعین کر دیتی۔ غالباً یہی وہ حکمت ہے جس کے تحت مہدی کے خروج کے مقام کو ہم سے مخفی رکھا گیا ہے۔

(۲) رسول اللہ ﷺ کی احادیث میں لشکر کے زمین میں دھنسنے کا منظر اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ سارا نقشہ آنکھوں کے سامنے گھوم جاتا ہے۔ جب مہدی کو پکڑنے کے ارادے سے لشکر تیز تیز چل رہا ہوتا ہے تو لشکر کا درمیانی حصہ زمین میں دھنس جاتا ہے۔ زمین میں دھنس کر وہ آخری حصے کی نگاہوں سے اوجھل ہو جاتا ہے اور اس کا نام ونشان تک باقی نہیں رہتا۔ باقی لشکر کے بھی ہوش اڑ جاتے ہیں اور اس پر خوف طاری ہو جاتا ہے۔ وہ لوگ ایک دوسرے کو پکارنے لگتے ہیں۔ فوج کا اگلا حصہ پچھلے حصے کو پکارتا ہے مگر جواب ملنے سے پہلے ان کو بھی عذاب آلیتا ہے۔ دھنسنے سے پہلے زمین کے اندر سے آوازوں کا شور اور گونج سنائی دیتی ہے۔ اس عذاب سے صرف ایک یا دو آدمی بچتے ہیں جو لوگوں کو بتاتے ہیں کہ لشکر پر کون سی بلا نازل ہوئی۔

(۳) مہدی اور ان کے ساتھیوں کے پاس نہ نفری ہوگی' نہ سامانِ جنگ اور نہ کوئی اور طاقت۔ جو لشکرِ جرّار ان کے خاتمے کے لیے نکلے گا وہ پیادہ فوج پر مشتمل ہوگا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہرمجدون والی اتحادی جنگ جو ظہورِ مہدی سے تھوڑی دیر پہلے ہوگی ایک تباہ کن جنگ ہوگی جس میں میزائل' لڑاکا ہوائی جہاز اور جنگی اہمیت کا دوسرا اسلحہ فنا ہو جائے گا(۱۰)۔ ورنہ اس لشکر کو شام سے مکہ تک صحرانوردی کی تکلیف اٹھانے کی کیا ضرورت تھی۔ معاملہ کی نزاکت کا تقاضا تو یہ تھا کہ وہ جہازوں کے ذریعے مہدی کی رہائش تک پہنچ جاتے' جیسا کہ ۱۴۰۰ھ (۱۹۸۰ء) میں حرم شریف کے حادثہ میں ہوا تھا جہاں طیاروں نے حرم شریف کے اوپر پرواز کی تھی تاکہ ان بنیادوں پر بم پھینکیں جن میں مسلح افراد پناہ لیے ہوئے تھے۔

(۴) لشکر کے زمین میں دھنسنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے اُن سے انتقام لیا اور عبرت ناک سزا دی۔ کیونکہ زمین میں دھنسنا بھی ایک قسم کا عذاب اور انتقام ہے' اگرچہ حدیث میں ان آدمیوں کے درمیان تمیز کی گئی ہے جو جنگ کے ارادے سے نکلے تھے اور جو بامرِ مجبوری نکلے تھے یا جو مسافر تھے اور اس عذاب کے وقت ذوالحلیفہ کے مقام پر اتفاقاً موجود تھے۔ حدیث یہ بھی بتاتی ہے کہ ہر ایک کو اس کی نیت کے مطابق قیامت کو اٹھایا جائے گا۔ ہم اس بات سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں کہ ہم اس بدنصیب اور خستہ حال لشکر میں شامل ہوں جس کو اللہ زمین میں دھنسا دے گا' تاکہ خلیفہ آخر الزماں مہدیٔ منتظر محمد بن عبداللہ بن الحسن بن فاطمہ بنتِ رسول اللہ ﷺ کو تائیدِ غیبی حاصل ہو۔

فصل پنجم

مہدی کے زمانے میں ہونے والی خونی جنگیں

جونہی لشکر زمین میں دھنسے گا مہدی کا چرچا ہو جائے گا' اس کا نام بلند ہو جائے گا اور مشرق و مغرب سے بیعت کرنے والوں کے وفد اس کے پاس آئیں گے اور اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر مدد کا وعدہ کریں گے اور اللہ کے نام کی سربلندی کے لیے اس کی بیعت کریں گے۔ ان کا نعرہ ایک ہی ہوگا ''فتح یا شہادت''۔ مہدی کی خاطر موحدین کا ایک لشکر جمع ہو جائے گا۔ انہیں آرام وسکون کی فرصت نہ ہوگی' وہ تو ایسے معرکوں اور جنگوں میں کود پڑیں گے جن میں آنکھیں انگاروں کی طرح سرخ ہو جائیں گی' تلواریں چمکیں گی' گھوڑے ہنہنائیں گے اور دل اُچھل کر حلق میں آ جائیں گے۔ مقتولین کی تعداد اتنی زیادہ ہوگی اور خون کی اس قدر فراوانی ہوگی کہ گھوڑے اس خون میں کودتے پھریں گے۔ ارتداد کا فتنہ سخت ہوگا۔ ہم اللہ سے سلامتی اور ثابت قدمی کی دعا کرتے ہیں۔

اگر ہم مہدی کی جنگوں پر طائرانہ نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ وہ دنیا بھر سے اور سارا عالم اُن سے جنگ کرے گا۔ یہ سب واقعات چند مہینوں کے مختصر سے عرصہ میں انجام پذیر ہوں گے۔

مہدی جہاد کریں گے:

- جزیرۃ العرب کے عرب مسلمانوں سے
- فارس کے شیعہ مسلمانوں سے
- امریکہ اور روس (روم) سے
- لادین ترکوں سے (قسطنطنیہ میں)
- یہودیوں سے
- روما سے
- کمیونسٹوں سے (خوزستان وکرمان میں)

ان سب جنگوں میں مہدی کی فوج کو فتح ہوگی۔ سب تعریفوں کا سزاوار وہ ہے جو تمام جہانوں کا پالنہار ہے۔

مہدی کی بڑی بڑی جنگوں کی وقتی (زمانی) ترتیب

مہدی کی پہلی جنگیں بالترتیب جزیرۃ العرب (سعودی عرب)' فارس (ایران)' روم' قسطنطنیہ' یہودیوں' مغرب کے عیسائیوں (اٹلی)' ترکوں اور خوزستان وکرمان (چین' روس'

جاپان) کے ساتھ ہوں گی۔ اس کی تفصیل یوں ہے:

پہلے ان احادیث کا ذکر جو اس سلسلہ میں مروی ہیں:

(۱) اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''پہلے تم جزیرۃ العرب پر چڑھائی کرو گے' اللہ تمہیں فتح دے گا۔ پھر فارس پر' پھر روم پر حملہ کرو گے' اللہ تمہیں فتح دے گا۔ پھر تم دجال سے جہاد کرو گے' اللہ تمہیں فتح دے گا۔[۱۶]

(۲) اللہ کے رسول ﷺ کا قول ہے: ''بیت المقدس کی آبادی کے بعد یثرب کی بربادی ہوگی۔ یثرب کی بربادی کے بعد خونریز معرکہ کا آغاز ہوگا۔ اس کے بعد قسطنطنیہ فتح ہوگا اور اس کے بعد دجال کا ظہور ہوگا[۱۷]

(۳) اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''اُس وقت تک قیامت نہیں آئے گی جب تک مسلمان یہودیوں سے لڑ نہ لیں۔ مسلمان ان کو قتل کریں گے یہاں تک کہ ایک یہودی کسی درخت یا پتھر کی اوٹ میں چھپ جائے گا تو وہ درخت یا پتھر پکار اٹھے گا: اے مسلمان! اے اللہ کے بندے! یہ میرے پیچھے یہودی ہے' آؤ اسے قتل کرو۔ صرف غرقد (کانٹے دار جھاڑی جو بیت المقدس کے قرب و جوار میں ہوتی ہے' جو چھونے والے کو تکلیف دیتی ہے) کا درخت یہ بات نہیں کہے گا' کیونکہ وہ یہودیوں کا درخت ہے''۔[۱۸]

(۴) اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''اُس وقت تک قیامت بپا نہیں ہوگی جب تک تم خوزستان اور کرمان کے عجمیوں سے جنگ نہ کر لو گے جن کے چہرے سرخ' ناک چپٹے اور آنکھیں چھوٹی ہوں گی' یوں معلوم ہوگا کہ جیسے ان کے چہرے ہتھوڑوں سے کوٹی ہوئی ڈھالیں ہیں۔''[۱۹]

(۵) اللہ کے رسول ﷺ سے سوال کیا گیا: قسطنطنیہ یا روم میں سے کون سا شہر پہلے فتح ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا: ''ہرقل کا شہر پہلے فتح ہوگا''[۲۰] یعنی قسطنطنیہ روم سے پہلے فتح ہوگا۔

مہدی کی جنگوں کی تفصیل

پہلی جنگ: جزیرۃ العرب کی جنگ

نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا:

''تم جزیرۃ العرب پر چڑھائی کرو گے' پس اللہ تمہیں فتح دے گا۔''

یہ اس زمانہ میں ہوگا جب اہل روم عہد شکنی کر کے مسلمانوں سے لڑنے کے لیے فوج جمع کر لیں گے۔ لشکر کے دھنس جانے کے بعد مہدی سے لڑنے والا سب سے پہلا لشکر یہی جزیرۃ العرب کے مسلمانوں کا لشکر ہوگا[۲۱]۔ سفیانی نامی قریش کا آدمی یہ لشکر تیار کرے گا اور اپنے ننھیال بنو کلب[۲۲] سے مدد لے گا۔ وہ مہدی سے جنگ کے لیے نکلیں گے۔ مہدی ان کو بدترین شکست دے گا۔ بڑا مالِ غنیمت اس کے ہاتھ لگے گا۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ نامراد وہ ہے جو بنو کلب کی غنیمت میں موجود نہ ہوگا۔ اس جنگ کے بعد جزیرۃ العرب مہدی کے لیے اپنے دروازے کھول دے گا۔ وہ اس پر قبضہ جما لے گا اور پورے علاقے کو زیرِ نگین کرے گا۔ اور اللہ کے رسول ﷺ کی یہ بات سچی ثابت ہوگی کہ تم جزیرۃ العرب پر یورش کرو گے اور اللہ اسے تمہارے لیے فتح کر دے گا۔

دوسری جنگ: فارس (ایران) کی جنگ

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''اور تم فارس پر حملہ کرو گے، پس اللہ اسے تمہارے لیے فتح کر دے گا۔''

فارس (ایران) سے امامی یا اثنا عشری[۲۳] شیعوں کا ایک لشکر نکلے گا۔ وہ اہل سنت کے بدترین دشمن ہوں گے۔ وہ ان کے بارے میں نہ قرابت کا پاس کریں گے نہ قول و قرار کا، اور نہ اس بات پر ان کو شرم محسوس ہوگی کہ وہ اُس مہدی کے خلاف لڑنے کے لیے لشکر روانہ کر رہے ہیں جو وہ بارہواں امام نہیں جس کا وہ انتظار کر رہے ہیں۔ مہدی ان کو بدترین شکست سے دوچار کر دے گا۔ مہدی کا جھنڈا کبھی نہیں جھکے گا۔ اس کے جھنڈے سفید اور زرد رنگ کے ہوں گے، جن میں دھاریاں ہوں گی اور ان میں اللہ کا اسمِ اعظم لکھا ہوگا۔

تیسری جنگ: اہلِ روم (امریکہ اور یورپ) کی جنگ

یہ جنگ الملحمة الکبریٰ ہوگی۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

''پھر تم روم پر حملہ کرو گے، پس اللہ اسے فتح کر دے گا''

یہ ملحمۂ کبریٰ (بڑا خونریز معرکہ) ہے۔ یہ جنگ سب جنگوں سے سخت ہوگی۔ یہ وہی جنگ ہے جو رومیوں کے ہرمجدون کی جنگ سے لوٹنے کے نو ماہ بعد ہوگی۔ عہد شکنی کے عرصہ میں رومی بادشاہ چھپ چھپ کر اکٹھے ہوں گے۔ وہ لشکرِ جرار لے کر ہماری طرف آئیں گے جس میں تقریباً دس لاکھ سپاہی ہوں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس لشکر کا ان الفاظ میں بیان کیا ہے: ''وہ تمہاری طرف اسی (۸۰) جھنڈوں تلے آئیں گے۔ ہر جھنڈے تلے بارہ (۱۲) ہزار سپاہی ہوں گے۔'' (۲٤)

معرکہ کی رفتار، اس کے نتائج اور اس کا مقام: امام مسلم نے صحیح میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی جب تک رومیوں کا لشکر اعماق یا دابق میں فروکش نہ ہو جائے گا۔ ان کے مقابلے کے لیے مدینہ سے ایک لشکر نکلے گا جو اس زمانہ کے بہترین لوگوں پر مشتمل ہوگا۔ جب وہ صف بندی کر لیں گے تو رومی ان سے کہیں گے کہ تم ہمارے درمیان اور ان لوگوں کے درمیان جو ہم میں سے قیدی بنائے گئے ہیں رکاوٹ نہ بنو، ہمیں ان سے لڑنے دو۔ وہ جواب دیں گے: نہیں اللہ کی قسم، ہم تمہیں اپنے ان بھائیوں سے لڑنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ چنانچہ لڑائی شروع ہو جائے گی۔ ایک تہائی شکست (۲۵) کھا جائیں گے۔ اللہ کبھی ان کی توبہ قبول نہیں کرے گا۔ ایک تہائی قتل ہو جائیں گے جو اللہ کے نزدیک بہترین شہید شمار ہوں گے اور ایک تہائی فتح حاصل کریں گے، انہیں کبھی بھی آزمائش میں نہیں ڈالا جائے گا۔ وہ قسطنطنیہ فتح کریں گے۔ وہ زیتون کے درختوں پر اپنی تلواریں لٹکا کر مال غنیمت کی تقسیم میں لگ گئے ہوں گے کہ شیطان آواز دے گا کہ مسیح (دجال) نے پیچھے سے تمہارے اہل وعیال کو پکڑ لیا ہے۔ وہ نکل کر جائیں گے تو یہ بات جھوٹ ثابت ہوگی۔ جب وہ شام پہنچیں گے تو دجال کا خروج ہوگا۔ ابھی وہ لڑنے کے لیے اپنی صفیں درست کر رہے ہوں گے کہ نماز کھڑی ہو جائے گی اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نزول ہوگا۔ وہ دجال کی طرف جائیں گے۔ جب اللہ کا دشمن انہیں دیکھے گا تو نمک کی مانند پگھل جائے گا۔ اگر عیسیٰؑ اس کو چھوڑ دیتے تو وہ پگھل پگھل کر مر جاتا مگر وہ اسے اپنے ہاتھ (۲۷) سے قتل کریں گے اور اپنے چھوٹے نیزے (۲۸) پر اس کا خون لوگوں کو دکھائیں گے''۔

معرکہ کے واقعات کی اور بھی تفصیل ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: مسلمان موت کا ایک دستہ (۲۹) (death squad) تیار کریں گے جو صرف غلبہ کی صورت میں واپس آئے گا۔ وہ باہم لڑیں گے یہاں تک کہ ان کے درمیان رات حائل ہو جائے گی۔ چنانچہ دونوں لشکر بغیر غلبہ کے لوٹ آئیں گے۔ وہ دستہ فنا ہو جائے گا۔ پھر مسلمان ایک اور دستہ موت کے لیے تیار کریں گے جس کا کام یہ ہوگا کہ وہ صرف فتح حاصل کر کے لوٹے۔ ان کی آپس میں لڑائی ہوگی یہاں تک کہ ان کے درمیان رات حائل ہو جائے گی اور وہ بغیر فتح پائے

واپس آ جائیں گے۔ وہ دستہ بھی فنا ہو جائے گا۔ پھر مسلمان ایک اور دستہ موت کے لیے تیار کریں گے جس کے ذمے ہر حالت میں فتح حاصل کرنا ہوگا۔ وہ ایک دوسرے سے لڑیں گے یہاں تک کہ رات ہو جائے گی۔ دونوں لشکر بغیر غلبہ پائے لوٹ آئیں گے اور دستہ فنا ہو چکا ہو گا۔ چوتھے دن باقی مسلمان ان سے لڑنے کے لیے جائیں گے۔ اللہ رومیوں کی قسمت میں شکست لکھ دے گا۔ مسلمان ان کو اس طرح قتل کریں گے کہ ایسا قتل اُس وقت تک کسی نے نہ دیکھا ہوگا۔ یہاں تک کہ جب ایک پرندہ ان کے پاس سے گزرے گا تو آخر تک پہنچنے سے پہلے گر کر مر جائے گا(۳۰)۔ (اس قدر قتل عام ہوگا) کہ جب گنتی کی جائے گی تو ایک ہی باپ کی اولاد کے سو آدمیوں سے صرف ایک آدمی بچے گا۔ ایسے حالات میں مالِ غنیمت بانٹنے کی کیا خوشی ہوگی اور میراث کہاں رہے گی جو بانٹی جا سکے۔''

مندرجہ بالا دو صحیح حدیثوں سے درج ذیل حقائق پر روشنی پڑتی ہے:

(۱) اہل روم اور ہمارے درمیان ہونے والا زبردست معرکہ جسے اللہ کے رسول ﷺ نے الملحمة الکبریٰ کا نام دیا ہے، سوریا (شام) میں دِمشق (۳۱) سے قریب اعماق یا دابق نامی مقامات پر ہوگا۔ مہدی کا صدر مقام دِمشق سے قریب غوطہ میں ہوگا۔

اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے: ''الملحمة الکبریٰ (بڑی خونریز جنگ) میں مسلمانوں کا کیمپ ایک ایسی سرزمین میں ہوگا جسے غوطہ کہا جاتا ہے، وہاں دِمشق کے نام سے ایک شہر ہے، وہ اس زمانے میں مسلمانوں کا بہترین پڑاؤ ہوگا۔(۳۲)

(۲) اہل روم مسلمانوں سے سب سے پہلی بات یہ کہیں گے کہ ہمیں ان لوگوں سے لڑنے دو جو ہم میں سے قیدی بنائے گئے ہیں۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہر مجددن کے معرکہ کے بعد بہت سے عیسائی مسلمان ہو جائیں گے اور وہ مسلمانوں کی صفوں میں ہو کر مہدی کی طرف سے لڑیں گے۔ اہل روم سمجھیں گے کہ وہ ان کے آدمی ہیں جنہیں قید کر لیا گیا اور جنہوں نے غداری کی۔ چنانچہ وہ انہی سے انتقاماً لڑائی کا آغاز کرنا چاہیں گے۔

(۳) چار دن تک مسلسل جاری رہنے والی جنگ میں خوب قتل و غارت ہوگی۔ اس جنگ میں حائل ہونے والی رات کے سوا تلواریں کبھی بھی نیام میں نہیں جائیں گی۔ چوتھے روز جنگ کے مندرجہ ذیل نتائج نکلیں گے:

—— رومیوں کو بدترین شکست ہوگی، ایسی شکست جو انہوں نے پہلے کبھی نہ دیکھی ہوگی۔ ان کی اتنی بڑی تعداد قتل ہو جائے گی جس کا شمار اللہ ہی جانتا ہے۔ بیشتر لشکر تباہ و برباد

ہو جائے گا اور اللہ ان کو مصائب میں مبتلا کرے گا۔

—— مسلمانوں کو اتنی سختیوں کا سامنا کرنا پڑے گا کہ جان لبوں تک آ جائے گی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے بندے مہدی محمد بن عبداللہ کی مدد فرمائے گا۔ ایک تہائی لشکر مسلمانوں کا ساتھ چھوڑ جائے گا۔ اللہ بھی ان کا ساتھ چھوڑ دے گا' اور ان کی توبہ کبھی بھی قبول نہیں کرے گا۔ ایک تہائی لشکر جام شہادت نوش کرے گا' وہ اللہ کے نزدیک بہترین شہید ہوں گے۔ باقی ایک تہائی فتح یاب ہوگا۔ ان کو پھر کبھی بھی آزمائش میں نہیں ڈالا جائے گا اور وہی جنتی ہوں گے۔

(۴) ان دو حدیثوں سے اس بات کا بھی ثبوت ملتا ہے کہ یہ جنگ گھوڑوں اور تلواروں سے ہوگی۔

۱۔ نصِ حدیث میں گھوڑوں اور تلواروں کا تذکرہ ملتا ہے۔ الفاظ یوں ہیں: ''انہوں نے اپنی تلواریں زیتون کے درختوں پر لٹکا رکھی ہوں گی۔''

۲۔ اگر ہم اللہ کے رسول ﷺ کے قول ''یہاں تک کہ ان کے درمیان رات حائل ہو جائے گی' پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ ایسا ان جنگوں میں ہوتا ہے جو گھوڑوں اور تلواروں سے لڑی جائیں' وگرنہ موجودہ جنگیں تو ہوائی جہازوں' میزائلوں' ٹینکوں اور توپوں سے لڑی جاتی ہیں اور ان جنگوں میں رات یا دن سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ رات جنگ کے لیے رکاوٹ نہیں بنتی۔ ہم ان لوگوں سے سوال کرتے ہیں جن کو ہر بات میں تاویل کی عادت سی ہوگئی ہے اور جو حدیث رسول ﷺ میں گھوڑوں اور تلواروں سے مراد ٹینک اور گولیوں کی بارش کرنے والی توپیں لیتے ہیں کہ وہ ''یہاں تک کہ رات ان کے درمیان حائل ہو جائے گی'' کی کیا تاویل کریں گے؟ اور ''وہ ان کو اس کا خون اپنے نیزے پر دکھائے گا'' کا کیا مطلب ہے؟

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ یہ عبارتیں تاویل قبول نہیں کرتیں۔ ہم پھر وہی کہیں گے جو ہم نے پہلے کہا کہ ان جنگوں اور خونریز معرکوں میں گھوڑے اور تلواریں ہی فیصلہ کن ثابت ہوں گی۔ اس میں ایسی تعجب کی بات بھی نہیں' کیونکہ ہرمجدون کی عالمی تباہ کن جنگ جنگی اہمیت کے ان ہتھیاروں کو یا تو بے کار کردے گی یا تباہ کردے گی جو پٹرول کے ایندھن یا کمپیوٹر کے حساس نظام کے ذریعے چلتے ہیں۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

چوتھی جنگ: قسطنطنیہ کی جنگ

قسطنطنیہ ہی آستانہ یا استنبول ہے جو ترکی میں واقع ہے۔ وہ خلافتِ عثمانیہ کا دارالخلافہ

تھا، حتیٰ کہ نوآبادیاتی نظام کے ایجنٹ کمال اتاترک نے آ کر اس صدی کے آغاز میں خلافت اسلامیہ کو ختم کر دیا اور اس کی جگہ لادینی نظام قائم کر دیا۔ اس نے بڑھیا چیز کو گھٹیا سے بدل دیا۔ جو کچھ بھی کیا برا کیا۔ وہ دن اور آج کا دن ترکی اسلام اور اس کی تعلیمات سے مسلسل پیچھے ہٹ رہا ہے اور تیزی سے لادینیت کی چکنی اور سپاٹ زمین کی طرف لڑھک رہا ہے، حتیٰ کہ اس نے عربوں کے دشمن یہودیوں کے ساتھ عسکری تعاون اور مشترکہ دفاع کا پیان باندھ کر عرب مسلمانوں کو حیرت زدہ کر دیا ہے (۳۳) بلکہ جنگی مشقوں کے لیے یہودی جہازوں کو اپنی فضا استعمال کرنے کی اجازت کا اعلان اس قدر بے حیائی اور سرد مہری سے کیا ہے کہ انسان اپنے لہو کے گھونٹ پی کر رہ جاتا ہے۔ یہ مسلمانوں کے شعائرِ اسلام کے لیے ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔ ابھی اس ناپسندیدہ گٹھ جوڑ پر ایک ہفتہ ہی گزرا تھا کہ ترکی حکومت نے ترکوں کی روایتی ڈھٹائی سے کام لے کر دجلہ اور فرات کے پانی کے مسئلہ پر اپنے موقف پر اصرار شروع کر دیا ہے اور اعلان کر دیا ہے کہ پڑوسی مسلمان ملکوں کو یہ پانی استعمال کرنے کا کوئی حق نہیں، اور ترکی سے اپنے حصے کے پانی کا مطالبہ ایسا ہی ہے جیسا ریڈ انڈین نے امریکہ کی اس سرزمین میں اپنے حقوق کا مطالبہ کیا ہے جو امریکہ نے ظلم و جبر کی بنا پر ان سے چھین رکھی ہے۔

آنے والے دن ترکی کے اصل چہرے سے نقاب اٹھا دیں گے اور اس وقت ہم کہیں گے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے سچ کہا ہے: ''پھر وہ قسطنطنیہ فتح کریں گے''۔ کیوں نہیں، وہ اسے فتح کرنے کے زیادہ اہل ہیں۔

<u>قسطنطنیہ کی فتح کیونکر مکمل ہوگی؟</u>: یہ وہ فتح ہے جس کے بعد مسیح دجال کا خروج ہوگا۔ لڑائی تلواروں اور نیزوں سے نہیں ہوگی بلکہ فتح کی تکمیل تہلیل و تکبیر سے ہوگی۔ امام مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''تم نے اس شہر کے متعلق کچھ سنا ہے جس کا ایک حصہ خشکی پر اور دوسرا حصہ سمندر میں ہے؟'' انہوں نے کہا: ہاں، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی جب تک اسحاق کی اولاد میں سے ستر (۷۰) ہزار سپاہی اس پر چڑھائی نہ کر دیں گے۔ جب وہ اس شہر میں آ کر پڑاؤ ڈالیں گے تو وہ نہ تو ہتھیاروں سے لڑیں گے اور نہ ہی تیراندازی کریں گے۔ وہ لا الٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر کا ورد کریں گے تو ایک حصے کو شکست ہو جائے گی۔ (حدیث کا راوی ثور کہتا ہے میرے علم کے مطابق آپ نے فرمایا: ''سمندر والا حصہ شکست کھا جائے گا'') پھر وہ دوسری مرتبہ لا الٰہ الا

اللہ اور اللہ اکبر کہیں گے تو دوسرا حصہ مغلوب ہو جائے گا۔ پھر وہ تیسری مرتبہ لا الٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر کا ورد کریں گے تو شہر کو ان کے لیے کھول دیا جائے گا اور وہ اس میں داخل ہو جائیں گے۔ اس دوران جبکہ وہ مالِ غنیمت بانٹ رہے ہوں گے ان کو ایک چیخ سنائی دے گی کہ دجال کا خروج ہو گیا ہے۔ وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر لوٹ جائیں گے۔"(۳۴)

اس حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ کا قول "اسحاق کی اولاد میں سے ۷۰ ہزار" غور طلب ہے۔ قاضی کا قول ہے: صحیح مسلم کے تمام نسخوں میں "مِنْ بَنِیْ اِسْحٰق" (اسحاق کی اولاد) کے الفاظ لکھے ہیں۔ یہ شہر بھی قسطنطنیہ ہے۔(۳۵)

بنو اسحاق سے مراد اہل روم ہیں جو عیص بن اسحاق بن ابراہیم الخلیلؑ کی نسل سے ہیں، وہ بنی اسرائیل یعنی یعقوب بن اسحاق کے چچا کی اولاد ہیں۔

حدیث میں جس اولادِ اسحاق کا ذکر ہے وہ اہل روم ہیں جو ہرمجدون کے معرکہ کے بعد حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے ہیں۔

حافظ ابن کثیرؒ کا قول ہے کہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ رومی آخری زمانہ میں مسلمان ہو جائیں گے اور غالباً انہی کی ایک جماعت کے ہاتھوں قسطنطنیہ فتح ہوگا، جیسا کہ سابقہ حدیث میں اس کا بیان ہے۔(۳۶)

پانچویں جنگ: یہودیوں سے جنگ

(زیادہ درست بات تو یہ ہے کہ ایک تہائی یہودیوں سے جنگ) کیونکہ دو تہائی یہودی ہرمجدون(۳۷) کے معرکہ میں اس قدر بری طرح ہلاک ہو جائیں گے کہ باقی ماندہ یہودیوں کو اس معرکہ میں مرنے والے سپاہیوں کے دفن کے لیے سات ماہ درکار ہوں گے۔

سفر حزقیال میں ہے: "اسرائیل کے گھرانے کو اپنے مردوں کو دفن کرتے کرتے سات ماہ گزر جائیں گے، تب کہیں جا کر زمین صاف ہوگی"۔(۳۸)

دو تہائی یہودی تو ہرمجدون کے معرکہ میں ہلاک ہو جائیں گے اور باقی ایک تہائی کی ہلاکت کا کام مسلمان مہدی کی قیادت میں سرانجام دیں گے۔ یہ سب اُس وقت ہوگا جب مسلمان قسطنطنیہ کو فتح کرلیں گے اور جب یہودیوں کے ملعون بادشاہ دجال کا ظہور ہو جائے گا۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ یہودی اپنے مخلص مسیحا یا اپنے اس نابغہ روزگار بادشاہ کی آس لگائے بیٹھے ہیں جو ان کو بقول ان کے فاسد اقوام سے نجات دلائے گا (ان اقوام سے مراد

یہودیوں کے علاوہ زمین کے باسی ہیں) ان کا اعتقاد ہے کہ اس کا ظہور ۲۰۰۰ء سے پہلے ہوگا۔(۳۹)

اہل کتاب کی بعض تحقیقات نے اس مدت کا تعین اپریل ۱۹۹۸ء میں کیا ہے۔ اس موضوع پر پہلے بحث ہو چکی ہے۔ جب دجال کا ظہور اللہ کے مقرر کردہ وقت میں ہوگا اور وہ چالیس روز تک زمین میں گھوم پھر لے گا —— یہ ایک دن ایک سال کے برابر' ایک دن ایک ماہ کے برابر اور ایک دن جمعہ (ایک ہفتہ) کے برابر ہوگا اور اس کے باقی دن ہمارے دنوں کی طرح ہوں گے' جیسا کہ ان شاء اللہ ہم اگلے باب میں اس کی تفصیل بیان کریں گے —— تو اُس وقت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول آسمان سے ہوگا۔ وہ دجال کو قتل کریں گے' اور اس کے پیروکاروں کو' جو سب کے سب یہودی ہوں گے' شکست دیں گے۔ وہ بھاگ کر مسلمانوں کے ڈر سے درختوں اور پتھروں کے پیچھے چھپ جائیں گے۔ شجر و حجر بھی ان کا پتہ بتادیں گے اور ان کی چغلی کھائیں گے' کیونکہ وہ بھی ان کے کفر کی بدبو اور انبیاء کے ناحق قتل سے بیزار ہوں گے اور کیونکہ ان کے ہاتھ بے گناہ بچوں' بوڑھوں اور عورتوں کے خون سے لتھڑے ہوئے ہوں گے(۴۰)۔ کتنی حیرت انگیز بات ہے کہ شجر و حجر آوازیں دیں گے اور ان کی آواز سنائی دے گی: ''اے مسلمان! اے اللہ کے بندے! اے توحید پرست! یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے' آؤ اسے قتل کردو''۔ صرف غرقد کا درخت آواز نہیں دے گا(۴۱) کیونکہ وہ یہودیوں کا درخت ہے۔ سبحان اللہ!

عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور دجال کو قتل کرنے کے بعد یہودیوں کا مسلمانوں کے ہاتھوں قتل عام ہوگا۔ احمد نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''...... حتیٰ کہ شجر و حجر آواز دیں گے کہ یہ رہا یہودی' اور عیسیٰؑ دجال کے پیروکاروں میں سے ہر ایک کو قتل کردیں گے۔'' (۴۲)

اس سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ یہودیوں اور مسلمانوں کی براہِ راست جنگ ختم ہو چکی ہے' کیونکہ دنیا ان دنوں صلح عام کے مرحلہ سے گزر رہی ہے۔ وہ صلح عام جو ہر مجدون کے معرکہ سے پہلے ہوگی اور جس میں یہودیوں کی اکثریت تباہ ہو جائے گی' پھر عیسیٰ بن مریم کے زمانہ میں باقی یہودی مسلمانوں کے ہاتھوں تباہ ہو جائیں گے۔ زمین ان کے فتنہ و فساد اور مکر و فریب سے پاک ہو جائے گی۔ عنقریب شجر و حجر بول اٹھیں گے۔ عجوبات کے زمانہ میں یہ کوئی اچنبھے کی بات نہ ہوگی' کیونکہ اس زمانہ میں دجال کا خروج اور عیسیٰؑ کا نزول ہوگا اور یاجوج ماجوج لوگوں

کے خلاف نکلیں گے اور پوری روئے زمین آخری لمحے کے لیے تیار ہو جائے گی۔

یہودی جس قدر چاہیں اکٹھے ہو جائیں' جو نو آبادیاں چاہیں تعمیر کر لیں اور جس قدر معاہدے چاہیں توڑ لیں اور جس قدر خرمستیاں چاہیں کر لیں' کیونکہ خوفناک انجام کا سایہ قریب ہے۔ اس نے ان کو گھیرے میں لے لیا ہے۔ اور سچ فرمایا ہے اللہ نے: ﴿فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا ﴿١٠٤﴾﴾ (الاسراء) ''پھر جب آخرت کا وعدہ آ جائے گا تو ہم تم سب کو جمع کر کے لے آئیں گے۔''

مہدی کی دوسری جنگیں

اس کے بعد مسلمان روئے زمین پر باقی بچنے والے کافروں کو قتل کر دیں گے' کیونکہ عنقریب عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا' وہ صلیب کو توڑ دیں گے' خنزیر کو قتل کر دیں گے اور جزیہ عائد کر دیں گے۔ اسلام اور تلوار میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا پڑے گا۔ یہ جنگیں زیادہ تر آسان ہوں گی اور مسلمان اٹلی کے دارالخلافہ روم کو فتح کر لیں گے۔ مسلمان خوز و کرمان سے لڑیں گے (ان کو ترک بھی کہتے ہیں) وہ یاجوج ماجوج کے چچازاد ہیں اور اس زمانے میں اُن سے مراد چین' روس' جاپان اور منگولیا وغیرہ کے رہنے والے ہیں۔

اللہ کے رسول ﷺ نے ان کے اس قدر صحیح اور کامل اوصاف بیان کیے ہیں کہ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے انہیں آنکھوں سے دیکھا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ''تم خوزستان اور کرمان سے جنگ کرو گے۔ ان کے چہرے سرخ' ناک بیٹھی ہوئی اور آنکھیں چھوٹی ہوں گی' ان کے چہرے چوڑے ہوں گے' یوں معلوم ہوگا کہ وہ ہتھوڑے سے کوٹی ہوئی گول ڈھالیں ہیں۔ وہ بالوں کے جوتے اور بالوں کے کپڑے پہنتے ہیں۔''

اُس وقت اُس اللہ کا وعدہ پورا ہو جائے گا جو کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا' یہ کہ اسلام معمورۂ ہستی کے گوشے گوشے میں پھیل جائے گا' تمام ملتوں میں سے ملتِ اسلام باقی رہے گی اور کافروں کی جڑ کٹ جائے گی۔ وہ حمد و ثنا کا سزاوار سارے جہان کا پالنہار ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿٩﴾﴾ (الصف)

''وہ (اللہ) ایسا ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تا کہ

اس دین کو تمام ادیان پر غالب کردے خواہ مشرک ناخوش ہی کیوں نہ ہوں۔"

اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے کہ: "اس اسلام کا معاملہ وہاں پہنچے گا جہاں لیل و نہار پہنچتے ہیں۔ شہر اور گاؤں کا کوئی گھر ایسا نہیں بچے گا جس میں اللہ اس دین کو باعزت طریقے سے یا دشمنوں کو ذلیل کر کے داخل نہ کردے۔ عزت بھی ایسی عزت جو اللہ صرف دین اسلام کو عطا کرتا ہے اور ذلت بھی ایسی ذلت جو اللہ نے کفر کے لیے خاص کی ہے۔"(٤٣)

مسند احمد میں مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "روئے زمین پر کوئی مٹی کا گھر یا بالوں کا خیمہ ایسا نہیں بچے گا جس میں کلمۂ اسلام داخل نہ ہو جائے۔"

حواشی (فصل اوّل ثانی)

(١) متواتر اس حدیث کو کہتے ہیں جو صحیح ہو اور جسے ایسے ثقہ راویوں نے بیان کیا ہو جن کا کذب پر اتفاق محال ہو' سند کی ابتدا سے انتہا تک اسی قسم کے راوی ہوں' ان کی روایات معنوی طور پر بعینہٖ ملتی ہوں' ہاں الفاظ میں تھوڑا بہت اختلاف ہو سکتا ہے' ایسی حدیث کو متواتر معنوی کہتے ہیں اور جمہور علماء کے نزدیک اس سے علم قطعی حاصل ہوتا ہے۔ اس کا علم واجب اور اس پر عمل فرض ہے اور اس کا انکار کفر کے دائرہ میں داخل کر دیتا ہے۔

(٢) الاشاعة' ص ٨٧ و ١١٣۔

(٣) مختصر لوامع الانوار البریة ومواطع الاسرار الاثریة' ص ٣٣٤۔

(٤) اس کا تذکرہ شوکانی نے اپنی کتاب التوضیح فی تواتر ما جاء فی المنتظر والدجال والمسیح میں' ان سے شیخ صدیق خان نے اپنی کتاب الاذاعة (ص ١١٣) اور ان سے شیخ عبدالمحسن العباد نے ص ١٢١ اور شیخ محمد بن اسماعیل نے المقدم کے صفحہ ٦٧ پر نقل کیا ہے۔

(٥) الاذاعة لما کان وما یکون بین یدی الساعة' ص ١١٣٠۔

(٦) اس کتاب کے آخر میں' میں ان کتابوں اور ان کے مصنفین کا بیان بطور ضمیمہ دوں گا۔

(٧) ابن کثیر کی تاریخ النهایة میں "الفتن والملاحم" کا باب دیکھئے۔ اس کی ایک فصل میں مہدی کا تذکرہ ہے۔ (ج ا)

(٨) القنا سے مراد ناک کی لمبائی' بانس کی باریکی اور درمیان میں ابھار ہے۔ مرد کو اقنی اور عورت کو قنواء کہا جاتا ہے۔ یہ خوبصورتی کی علامت ہے۔ دیکھئے مختار الصحاح' باب القاف' مادہ ق ن ا۔

(٩) کتاب الفتن والملاحم' ذکرِ مہدی کی فصل' ج ١۔

(۱۰) حدیث حسن ہے جسے ابوداؤد اور حاکم نے ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ابن قیم "المنار المنیف" میں فرماتے ہیں: اس کی سند جید ہے۔ ناصر الدین البانی نے تخریج المشکاۃ اور صحیح الجامع میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

(۱۱) صحیح حدیث ہے۔ طبرانی، بزار اور ابونعیم نے اسے روایت کیا ہے۔ سیوطی نے الجامع میں اس کی صحت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ البانی نے سلسلة الاحادیث الصحیحة (رقم ۱۵۲۹) میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

(۱۲) حدیث صحیح ہے۔ احمد نے مسند میں اور ابن ماجہ نے سنن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ احمد شاکر نے مسند کے حاشیہ میں اسے صحیح گردانا ہے اور البانی نے سلسلة الاحادیث الصحیحة میں (رقم ۲۳۷۱) اسے صحیح قرار دیا ہے۔

(۱۳) حدیث حسن ہے۔ ابوداؤد، ابن ماجہ اور حاکم نے اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ سیوطیؒ نے الجامع الصغیر میں اس کی صحت کا اشارہ کیا ہے۔ البانی کا قول ہے کہ اس کی سند جید ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔ اس حدیث کے شواہد بھی موجود ہیں۔ دیکھئے السلسلة الضعیفة للالبانی (۱:۱۰۸) اس حدیث پر لمبی بحث ہے، جو چاہے وہاں دیکھ لے۔

(۱٤) احمد نے مسند میں اور مسلم نے صحیح میں جابر بن عبداللہ اور ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہما کی روایت سے بیان کیا ہے۔

(۱۵) باب اوّل فصل سوم میں اس حدیث کی تخریج گزر چکی ہے، بعض الفاظ مختلف ہیں۔

(۱٦) مسلم نے صحیح میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ ذہبی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ میں نے ایک اور حدیث بطور شاہد پیش کرنے پر اکتفا کیا ہے۔ یہ حدیث فصل پنجم میں بیان ہوگی۔

(۱۷) احمد اور ابوداؤد نے اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ ابن ابی شیبہ اور طبرانی (الاوسط) نے بھی روایت کیا ہے۔ ہیثمی نے مجمع الزوائد میں کہا ہے کہ اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔ ابن قیم نے اس کی سند کو حسن کہا ہے، مگر اس کے سلسلۂ سند میں ایک راوی ایسا ہے جس کو ایک سے زیادہ محدثین نے ضعیف گردانا ہے۔ اس لیے البانی نے السلسلة الضعیفه (رقم ۱۹٦۵) میں اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ پھر اس جیسی بعد میں مروی روایات کا ذکر کیا ہے اور ان کو الصحیحة (رقم ۱۹۲٤) میں بیان کیا ہے۔

(۱۸) احمد، ابوداؤد اور حاکم نے اسے روایت کیا ہے اور البانی نے صحیح الجامع میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

(۱۹) قاہرہ کا اخبار الاہرام ۲۵ مئی ۱۹۹٦ء۔

(۲۰) قاہرہ کا اخبار الاہرام اپریل ۱۹۹۶ء۔

(۲۱) اینا دستورس کی تحقیق جس کا عنوان ''سفرِ دانیال پر ایک نظر'' ہے میں لکھا ہے: اسرائیلی حکومت کے ظہور اور مسیح دجال کے ظہور کے متعلق ربّ نے یہ کہہ کر وقت کا واضح تعین کر دیا ہے کہ ''میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ ایک نسل کے گزرنے سے پہلے یہ سب باتیں ہو جائیں گی'' (انجیل متی ۲۴، ۳۴، ۳۵)۔ مسیح دجال کا ظہور = حکومت اسرائیل کا قیام +۵۰ برس (مئی ۱۹۴۸ء+۵۰=اپریل ۱۹۹۸ء)

(۲۲) نصاریٰ' مسیح کذاب (Anti Christ) کے الفاظ کا اطلاق اس شخصیت پر کرتے ہیں جسے یہودی نجات دہندہ یا بادشاہ سمجھتے ہیں اور جس کا وہ انتظار کر رہے ہیں۔ ان کا قول ہے کہ یہ آدمی ربوبیت کا دعویٰ کر کے ساری دنیا میں تباہی مچادے گا۔ مسلمان بھی اس کے ظہور پر ایمان رکھتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیم کے مطابق اسے 'مسیح دجال' کا نام دیتے ہیں۔

(۲۳) حال ہی میں یہودی مسجد اقصیٰ کے گرد گڑھے کھودنے کی کوشش کر رہے ہیں تا کہ اس کی جگہ ہیکل سلیمانی کی تعمیر کریں اور جلد ہی اس کے قریب جلنے والی قربانی پیش کریں۔

(۲٤) مسلمانوں کا بھی عیسائیوں کی مانند یہ عقیدہ ہے کہ عیسیٰؑ کا جلد ہی آسمان سے نزول ہوگا' مگر وہ ان کی طرح یہ یقین نہیں رکھتے کہ ربّ کی حیثیت سے ان کا نزول ہوگا بلکہ وہ ایک نبی اور رسول کی حیثیت سے نازل ہو کر صلیب کو توڑیں گے' خنزیر کو قتل کریں گے' اور جزیہ کو ختم کر دیں گے۔ اس وقت اسلام اور تلوار میں سے ایک چیز کو قبول کرنا پڑے گا۔

(۲۵) اس حدیث کی سند میں کلام ہے۔

حواشی (فصل چہارم) (اور پنجم)

(۱) عبث: ''ب'' کی زیر کے ساتھ۔ یعنی آپؐ کے جسد مبارک میں حرکت ہوئی یا آپؐ نے اطراف جسم کو اس طرح حرکت دی جیسے کوئی آدمی کسی چیز کو پکڑنے یا دھکیلنے کی کوشش کرتا ہے۔

(۲) بخاری نے کتاب البیوع' باب ما ذکر فی الاسواق میں روایت کیا ہے۔ مسلم نے کتاب الفتن' باب الحنف بالحیش الذی یؤم البیت میں روایت کیا ہے۔ الفاظ اسی کے ہیں۔

(۳) مسلم نے اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے کتاب الفتن واشراط الساعة میں نقل کیا ہے۔ نعیم نے حماد سے اور اس نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (اس نے کہا) خروج مہدی کی علامت ہے' جب جنگل میں لشکر دھنس جائے گا۔ قرطبی نے ''التذکرة'' کے باب ''آخری زمانہ

میں آنے والے خلیفہ یعنی مہدی کے خروج کی علامت'' میں کہا ہے کہ یہ دھنسنے والی فوج مکہ سے باہر مہدی سے جنگ کے لیے جمع ہوگی۔

(٤) مسلم نے صحیح میں کتاب الفتن واشراط الساعة میں اُم المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

(٥) مسلم نے کتاب الفتن میں اُم المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ احمد' نسائی اور ابن ماجہ نے بھی اسے روایت کیا ہے۔

(٦) صحیح حدیث کا ٹکڑا ہے' جسے احمد نے مسند میں' ابوداؤد الطیالسی نے مسند میں اور حاکم نے مستدرک میں بیان کیا ہے۔ شیخ احمد شاکر اور البانی نے الصحیحہ نمبر ٥٧٩ میں اسے صحیح گردانا ہے۔

(٧) احمد نے مسند میں اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے اور ابویعلیٰ نے روایت کیا ہے۔ ہیثمی نے ''مجمع الزوائد'' میں کہا ہے کہ سند میں علی بن زید ہے' حدیث میں حسن ہے مگر ضعیف ہے۔ اس نے یہی روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے اور کہا ہے کہ اس کے راوی ثقہ ہیں۔

(٨) دجال پر تفصیلی بات ان شاء اللہ اگلے باب میں ہوگی۔

(٩) اس موضوع پر تفصیل پانچویں باب میں بیان ہوگی: علامات الساعة الکبریٰ۔

(١٠) الرکن' حجر اسود اور مقامِ ابراہیم۔

(١١) کہا جاتا ہے کہ ان کی تعداد اہل بدر کی طرح ٣١٣ ہوگی۔ مگر ہم صحیح آثار پر اعتماد کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ان کی تعداد کم ہوگی۔ واللہ اعلم!

(١٢) پہلی جلد ذکرِ مہدی کی فصل۔

(١٣) التذکرة للقرطبی باب ''مہدی کا خروج کہاں سے ہوگا اور خروج کی علامت کیا ہوگی۔''

(١٤) تیسری فصل میں حدیث کی تخریج ہو چکی ہے۔

(١٥) مہدی کی جنگوں کے بارے میں اگلی فصل میں ہم اس بات کے مزید ثبوت پیش کریں گے کہ ہر مجدون کے معرکہ میں بہت سا تباہ کن اسلحہ یا تو تباہ ہو جائے گا یا بے کار۔ اس کے بعد کی جنگوں میں پھر سے تلواروں' نیزوں اور گھوڑوں کا نام سنا جائے گا۔

(١٦) مسلم نے نافع بن عتبہ سے روایت کیا ہے۔ احمد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔

(١٧) صحیح ہے۔ اسے احمد اور ابوداؤد نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور البانی نے اسے صحیح الجامع میں صحیح گردانا ہے۔

(١٨) مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(١٩) بخاری نے صحیح میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور احمد نے بھی اسے روایت کیا ہے۔

(۲۰) صحیح ہے۔ احمد اور دارمی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ حاکم اور اس کے ساتھ ذہبی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ البانی کا قول ہے: جیسا کہ ان دونوں نے کہا وہ صحیح ہے۔

(۲۱) قرطبی نے "التذکرۃ" میں ذکر کیا ہے کہ مہدی، سفیانی اور اس کے بنوکلب کے ساتھیوں کو قتل کردے گا۔ اس سے پتہ چلتا ہے وہ آدمی قریشی ہوگا۔

(۲۲) مجھے معلوم ہوا ہے کہ کویت کے امیر اپنے آپ کو قبیلہ کلب سے منسوب کرتے ہیں۔ کسی بھائی نے یہ بات بتائی ہے، اللہ بہتر جانتا ہے۔

(۲۳) شیعوں کے ۱۸ فرقوں میں سے ایک فرقہ امامیہ یا اثناعشریہ امام غائب یا مہدی کا انتظار کررہے ہیں۔ وہ بارہویں امام محمد بن الحسن العسکری ہیں جن کے متعلق ان کا گمان ہے کہ وہ بچپن میں سامراء کے ایک تہہ خانے میں روپوش ہوگئے۔ وہ کئی سو سال سے ان کے خروج کے منتظر ہیں۔

(۲٤) اس حدیث کا جزو ہے جو بخاری نے عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ اوپر یہ حدیث گزر چکی ہے۔

(۲۵) مدینہ کے گردونواح میں ایک جگہ کا نام اعماق ہے اور دابق مدینہ کے ایک بازار کا نام ہے۔ یاقوت کہتا ہے کہ دابق حلب کے ایک گاؤں کا نام ہے اور اعماق دابق کے نزدیک حلب اور انطاکیہ کے درمیان ایک ضلع ہے۔

(۲٦) یعنی معرکہ سے بھاگ جائیں گے اور اس وقت مسلمانوں کا ساتھ چھوڑ جائیں گے جب ان کو سخت ضرورت ہوگی۔

(۲۷) بیدہٖ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں ان کے نیزے سے۔

(۲۸) مسلم کی روایت کتاب الفتن واشراط الساعۃ۔

(۲۹) الشُرطہ : شین کی پیش کے ساتھ، یعنی فوج کا پہلا دستہ جو میدانِ جنگ میں آئے۔ نووی نے مسلم کی شرح میں یہ لکھا ہے۔

(۳۰) مسلم نے صحیح میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

(۳۱) دِمشق نے اس عالمی سربراہ کانفرنس (Peace Makers) میں شمولیت سے انکار کردیا تھا جو اپریل ۱۹۹٦ء میں شرم الشیخ میں منعقد ہوئی۔ ان دنوں اخباروں میں "دِمشق اور امریکا کا باہمی اختلاف" جیسے عنوان ہمارے مطالعے میں آئے۔ امریکہ نے سوریا کو دہشت گرد حکومتوں کی فہرست میں شمار کرلیا تھا۔ ہم تو یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ اے اللہ کے رسولؐ آپ نے سچ کہا کہ جلد ہی اہل روم اعماق اور دابق کے مقام پر پڑاؤ ڈالیں گے۔

(۳۲) یہ حدیث صحیح ہے۔ اسے احمد، ابوداؤد اور حاکم نے روایت کیا ہے۔ البانی نے صحیح الجامع

الصغیر میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔ اس کی تخریج اوپر گزر چکی ہے۔

(۳۳) یہ ترکی اسرائیل معاہدہ اپریل ۱۹۹۶ء میں ہوا۔

(۳٤) مسلم نے کتاب الفتن واشراط الساعة میں اسے روایت کیا ہے۔

(۳٥) حدیث سابق پر امام نووی کی شرح مسلم دیکھئے۔

(۳٦) ابن کثیر کی ''الفتن والملاحم'' باب ''رومیوں کے ساتھ اس معرکہ کا تذکرہ جس کے بعد قسطنطنیہ فتح ہوگا۔''

(۳۷) ان کے اسفار اور تلمود میں بھی اس کا تذکرہ ہے۔ زکریا ۱۳:۸۹۔ حزقیال ۱۲:۳۹ اور دیکھئے کتاب النبوة والسیاسة' ص ۴۵۔

(۳۸) دیکھئے 'النبوة والسیاسة' ص ۴۶۔

(۳۹) اس بارے میں ان کی کتابوں میں جو دلائل ہیں اس کا ذکر تفصیل سے ہو چکا ہے۔ ایک فلسطینی نے ہمیں بتایا ہے کہ حال ہی میں یہودیوں نے ایک محل تعمیر کیا جس پر لکھا ہے: ''قصر المسیح''۔ اللہ بہتر جانتا ہے۔

(٤٠) جو قتل وغارت انہوں نے بحر البقر' دیر یاسین' صبرا' شاتیلا اور آخر میں لبنانی قصبہ قانا میں کی ہے وہ ان کے جرم کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

(٤١) یہ بیت المقدس میں اُگنے والا مشہور کانٹے دار درخت ہے اور دجال و یہود کا قتل وہیں ہوگا۔ دیکھئے نووی کی شرح مسلم' کتاب الفتن۔ یہ جان کر حیرت نہیں ہونی چاہیے کہ یہودی اس درخت کو کثرت سے کاشت کرتے ہیں حالانکہ یہ ان کو کچھ فائدہ نہیں دیتا۔

(٤٢) احمد نے مسند (۳:۳٦۳) میں روایت کیا ہے۔ اس کی سند میں ابوزبیر کا عنعنہ (عن سے روایت) ہے اور وہ مدلس ہے۔ حاکم نے بھی ایسے ہی روایت کیا ہے۔ حافظ ابن کثیرؒ نے الفتن والملاحم میں کہا ہے کہ کئی راویوں نے اسے ابراہیم بن طہمان سے روایت کیا ہے اور وہ ثقہ ہے۔

(٤٣) احمد نے تمیم الداری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ البانی اپنے کتابچہ ''الحکم الحدیرة بالاذاعه'' کے مقدمہ میں اس حدیث کا ذکر کر کے کہا ہے کہ ایک جماعت نے اسے روایت کیا ہے۔

باب چهارم

المسیحُ الدَّجّال

مسیحِ دجّال

علاماتِ کُبریٰ میں سے پہلی علامت

المَسِیح (میم پر زبر اور سین غیر منقوطہ مخففہ کے نیچے زیر اور حاء غیر منقوطہ کے ساتھ) بخاری اور مسلم کی تمام روایات میں اسی طرح آیا ہے۔ حافظ ابن حجر فتح الباری میں کہتے ہیں جو اسے خاء منقوطہ کے ساتھ پڑھتا ہے وہ اس میں تحریف کرتا ہے [۱]۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ قاضی ابن العربی نے مبالغہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ ''کچھ لوگوں کو ٹھوکر لگی ہے' وہ اسے مسیخ خاء معجمہ کے ساتھ اور بعض اسے سین کی شد کے ساتھ اس لیے روایت کرتے ہیں تاکہ وہ اس میں اور مسیحؑ بن مریم میں تمیز کر سکیں' حالانکہ نبی ﷺ نے دجال کو ''گمراہ مسیح'' اور ''عیسیٰ علیہ السلام کو ''ہدایت یافتہ مسیح'' کہہ کر دونوں کے درمیان تمیز کر دی ہے۔ ان لوگوں نے حضرت عیسیٰؑ کی تعظیم کی خاطر حدیث میں تحریف کر دی (یعنی انہوں نے لفظ مسیح کو خاء معجمہ اور سین مشدّد کے ساتھ پڑھ دیا)۔''[۲]

لفظِ مسیح کا اطلاق دجال پر بھی ہوتا ہے اور عیسیٰؑ بن مریم پر بھی۔ جب یہ دجال کے لیے استعمال ہو تو 'مسیح دجال' استعمال ہوتا ہے اور جب صرف مسیح کہا جائے تو اس سے مراد عیسیٰؑ بن مریم ہوتا ہے۔

دجال کو مسیح اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس کی دائیں آنکھ مٹی ہوئی بے نور ہو گی اور اس کی دائیں بھنویں بھی صاف ہوں گی' یا اس لیے مسیح کہا جاتا ہے کیونکہ وہ ساری زمین پر گھومے پھرے گا۔ اسی طرح عیسیٰؑ بن مریم بھی زمین میں گھومیں پھریں گے' یا اس لیے کہ وہ بیمار انسانوں پر اپنا ہاتھ پھیرتے تھے تو ان کو اللہ شفاء دے دیتا تھا[۳]۔ رہا لفظ دجال' اس کے پہلے حرف پر زبر ہے اور دوسرا حرف مشدد ہے۔ اس کے معنی ہیں چھپانا' کیونکہ وہ باطل سے حق کو چھپاتا ہے۔ مسیح دجال پہلا دجال نہیں ہے بلکہ وہ دجالوں کے سلسلہ کا آخری دجال ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کا قول ہے کہ ''قیامت سے پہلے تیس جھوٹے دجال آئیں گے''۔[۴]

اس بات کی تحقیق کہ دجال قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے پہلی نشانی ہے

مسیح دجال کا ظہور قیامت کی دس بڑی علامتوں میں سے پہلی علامت ہے جن کو اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث نے یکجا سمیٹ دیا ہے۔ ان شاء اللہ ہم اس حدیث کو اگلے باب میں بیان کریں گے' جس کا عنوان ''قیامت کی بڑی نشانیاں'' ہے۔

کچھ بھلے اہل علم کا خیال ہے کہ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا بڑی علامات میں سے پہلی علامت ہے۔ اس سلسلہ میں وہ اس صحیح حدیث کی سند پیش کرتے ہیں جسے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے مرفوعاً روایت کیا ہے' آپؐ نے فرمایا: ''نشانیوں میں سے پہلی نشانی سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اور دن چڑھے دابہ (جانور) کا لوگوں کے سامنے نکلنا ہے۔ ان دونوں نشانیوں میں سے جو نشانی پہلے ظاہر ہوگی دوسری جلد ہی اس کے بعد ظاہر ہو جائے گی''۔(۵)

ان کی یہ رائے درست نہیں ہے۔ مغرب سے طلوعِ آفتاب سے پہلے تین بڑی علامتوں کا ظہور ہوگا۔ پہلی خروجِ دجال' دوسری عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور تیسری یاجوج ماجوج کا خروج ہے۔

اس کی تحقیق میں درج ذیل گزارشات پیش خدمت ہیں:

(۱) مغرب سے طلوعِ آفتاب کے ساتھ ہی توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ اُس وقت اس آدمی کو ذرا بھی فائدہ نہ ہوگا جو پہلے ایمان سے محروم رہا یا جس نے اپنے ایمان کی وجہ سے کوئی نیکی نہ کمائی ہو۔ لیکن یہ تو طے شدہ بات ہے کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہو کر لوگوں کو ایمان کی دعوت دیں گے اور عیسائی اقوام ان پر ایمان لے آئیں گی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ﴿١٥٩﴾ ﴾ (النساء) ''اور کوئی شخص اہلِ کتاب میں ایسا نہیں رہے گا مگر یہ کہ وہ عیسیٰؑ پر ان کے مرنے سے پہلے ایمان لائے گا' اور قیامت کے روز وہ ان پر گواہی دیں گے''۔ اگر اس واقعہ سے پہلے مغرب سے طلوعِ آفتاب کی علامت ظاہر ہو چکی ہوتی تو ایمان سے ان کو کچھ فائدہ نہ ہوتا۔

حافظ ابن حجرؒ کا قول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کرنے تک دجال کا قیام' پھر حضرت عیسیٰؑ کا قیام اور یاجوج ماجوج کا خروج' یہ سب واقعات مغرب سے طلوعِ آفتاب سے پہلے ہوں گے۔ سب روایات ترجیحی طور پر یہی بتاتی ہیں کہ دجال کا خروج ان بڑی علامات میں سے پہلی علامت ہے جو روئے زمین کے بیشتر حصوں میں عام حالات کی تبدیلی کا پتہ دیں گی۔ اور

یہ سلسلہ حضرت عیسیٰؑ کی وفات کے ساتھ ہی ختم ہو جائے گا۔ مغرب سے طلوعِ آفتاب ان بڑی علامات میں سے پہلی علامت ہے جو عالمِ بالا کے حالات کی تبدیلی کا پتہ دیں گی اور قیامت کے ساتھ یہ نشانیاں بھی ختم ہو جائیں گی۔"(٦)

بیہقی نے 'البعث والنشور' میں کہا ہے' حلیمی کا بیان ہے کہ پہلی نشانی دجال کا ظہور ہے' پھر عیسیٰؑ کا نزول۔ کیونکہ اگر عیسیٰؑ کے نزول سے پہلے آفتاب مغرب سے طلوع ہوتا تو ان کے زمانے میں کافروں کے ایمان لانے کا کچھ فائدہ نہ ہوتا۔ مگر ان کو تو فائدہ ہوگا' کیونکہ اگر فائدہ نہ ہوتا تو ان کے اسلام لانے کی وجہ سے دین ایک نہ ہوتا۔(٧)

ابن حجر اور بیہقی کی اس رائے کو ابن کثیر نے بھی اختیار کیا ہے مگر اس کی توجیہہ دوسرے طریقے سے کی ہے۔ وہ حدیث "بے شک سب سے پہلی نشانی آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا ہے" کو بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ "غیر معروف نشانیوں میں سے پہلی نشانی"۔ خواہ دجال کا ظہور' آسمان سے عیسیٰؑ کا نزول اور اسی طرح یاجوج ماجوج کا خروج اس سے پہلے ہی کیوں نہ ہو' اس لیے کہ یہ تو سب معروف علامتیں ہیں' کیونکہ وہ بشر ہیں جن کا سب لوگ مشاہدہ کرتے ہیں اور جو انسانوں میں متعارف ہیں ...... یہاں تک کہ وہ فرماتے ہیں کہ مغرب سے طلوعِ آفتاب خلافِ عادت چیز ہے اور آسمانی نشانی ہے۔(٨)

دوسرے یہ ضروری ہے کہ دجال کے ظہور' عیسیٰؑ کے نزول اور یاجوج ماجوج کے خروج جیسی علامات مغرب سے طلوعِ آفتاب سے پہلے واقع ہوں' کیونکہ دجال کے قتل اور یاجوج ماجوج کی تباہی کے سات سال بعد تک عیسیٰؑ زندہ رہیں گے۔ صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ چالیس برس تک زندہ رہیں گے' جیسا کہ ابودرداءؓ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے:
"پھر اس کے بعد پہلی علامت ظاہر ہوگی جس کے بعد علامتوں کا ایک سلسلہ شروع ہو جائے گا"۔ بالکل اسی طرح جیسے موتیوں کی لڑی کے ٹوٹ جانے سے موتی پے بہ پے تیزی سے گرتے جاتے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کا قول ہے: "یہ نشانیاں ایک لڑی میں پروئے ہوئے موتیوں کی مانند ہیں جس کے ٹوٹ جانے سے وہ یکے بعد دیگرے گرنے لگ جاتے ہیں"۔(٩)

ابوالعالیہ کی مرسل روایت میں ہے کہ یہ سب علامات چھ ماہ میں مکمل ہو جائیں گی اور ابوہریرہؓ کی روایت کے مطابق وہ آٹھ ماہ میں مکمل ہو جائیں گی۔(١٠)

ایسی مختلف روایات ہیں جو یہ تعین کرتی ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام سات برس یا چالیس برس زمین

پر باقی رہیں گے اور ایسی روایات بھی ہیں جن کی رو سے نشانیوں کا تیزی کے ساتھ یکے بعد دیگرے ظہور ہو گا۔ دونوں قسم کی روایات میں موافقت صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب ہم تسلیم کر لیں کہ عیسیٰؑ کا نزول' دجال کی ہلاکت اور یاجوج ماجوج کی تباہی کے بعد زمین پر ان کی بقا مغرب سے طلوع آفتاب سے پہلے ہو گی اور سب سے آخر میں ان علامات کا ظہور ہو گا جو ایک لڑی میں پروئے ہوئے موتیوں کی مانند ہیں۔ یہ بڑی تیزی کے ساتھ واقع ہوں گی۔ اس رائے کو اپنائے بغیر ان احادیث کے درمیان کوئی موافقت نہیں ہو سکتی۔

ہم نے اس مسئلہ پر تفصیل سے بحث کی ہے' کیونکہ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے' وگرنہ لوگ دجال کے معاملہ میں شبہ میں پڑ جاتے کہ آیا اس کا خروج مغرب سے طلوع آفتاب سے پہلے ہو گا؟ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ دس بڑی علامتوں میں سے یہ پہلی علامت ہے۔ اس بنا پر ہم یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ دجال کا خروج قیامت کی دس بڑی علامتوں میں سے پہلی علامت ہے۔ اللہ کے بندو! اس بات کو اچھی طرح سمجھ لو۔ اس کے معاملے میں تمہیں کسی قسم کا شبہ نہیں ہونا چاہیے۔

فصل دوم

مسیح الدجّال کی تعریف

دجال آدم زاد ہے' یہودی ہے' پیدائشی طور پر اس کی شکل مسخ شدہ ہے' ساخت و پرداخت اور میلانات کے اعتبار سے شیطان اور ظاہری شکل وصورت کے اعتبار سے بھی شیطان ہے۔ اس کے اردگرد شیطانوں کا گھیرا ہو گا۔ ۷۰ ہزار جبہ پوش یہودی اس کے پیروکار ہوں گے۔ اس کے والدین کے متعلق اللہ کے رسول ﷺ کا قول ہے کہ "تیس برس تک دجال کے باپ کے ہاں کوئی بچہ نہ ہو گا' پھر اس کے یہاں ایک کانا بچہ پیدا ہو گا جس کا نفع سب سے کم اور نقصان سب سے زیادہ ہو گا۔ اس کی آنکھ تو سوئے گی مگر اس کا دل نہیں سوئے گا"۔ پھر اس کے والدین کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: "اس کا باپ دراز قد ہو گا جس کا گوشت تھرکتا ہو گا' اس کی ناک لمبی ہو گی بالکل چونچ کی طرح اور اس کی ماں کے پستان بڑے ہوں گے"۔ (۱۱) اس کی شکل وصورت کو تو رسول اللہ ﷺ نے کامل ومکمل طور پر ہمارے لیے بیان فرمایا ہے جس کے باعث اسے پہچاننے میں کوئی شک وشبہ نہیں رہ جاتا۔ کچھ علامتیں تو دور سے نظر آ جائیں گی اور

کچھ قریب سے۔

جب آپ اسے دور سے آتا ہوا دیکھیں گے تو وہ آپ کو کوتاہ قد کا عظیم الجثۃ آدمی نظر آئے گا۔ رنگ اس کا گندمی اور سرخ ہوگا' اس کی جلد صاف ہوگی اور اس کے رخسار لال۔ اس کا سر اژدھے [۱۲] کی مانند بڑا ہوگا' اس کے بال سخت گھنگھریالے ہوں گے [۱۳]۔ یوں لگے گا جیسے ان میں پانی اور ریت ملی ہوئی ہے۔ بہت گھنے ہوں گے' یوں معلوم ہوگا کہ اس کے بال درخت کی ٹہنیاں ہیں [۱۴]۔ اس کے قدموں کے اگلے حصے قریب قریب ہوں گے اور پچھلے حصے ہٹے ہوئے۔ اگر آپ اس کو قریب سے دیکھیں گے تو وہ شیطان کی شکل کا ہوگا۔ اس کے چہرے کی دائیں جانب بالکل سپاٹ ہوگی' نہ اس میں آنکھ ہوگی نہ ابرو۔ اس کی بائیں آنکھ بہت ہی روشن اور سبز رنگ کی ہوگی۔ ایسے لگے گا جیسے ستارہ ہے جو موتی کی مانند چمک رہا ہے' گویا کہ وہ اُبھرا ہوا سبز رنگ کا فانوس ہے جو اس کے رخسار پر اس طرح لٹک رہا ہے جیسے تیرتا ہوا انگور کا دانہ یا دیوار پر پڑا ریت۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ کانا ہوگا' دائیں آنکھ مٹی ہوئی ہو گی جس میں کوئی نور نہیں ہوگا' بائیں آنکھ ابھری ہوئی تیرتی ہوئی اور اس کے رخساروں پر لٹکی ہوئی ہوگی۔ [۱۵]

دجال کی اتنی مکمل تعریف ہی کافی تھی مگر اللہ کو منظور تھا کہ اس کا حلیہ ہمارے لیے اور بھی واضح ہو جائے اور اس کا کوئی گوشہ بھی مخفی نہ رہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا جامع وصف بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ "اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ "کافر" لکھا ہوگا"۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اس کے ہجے کیے (یعنی ک۔ف۔ر)" اس لفظ کو ہر پڑھا اور اَن پڑھ مؤمن پڑھ سکے گا"۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس وصف کے بعد بھی وہ لوگوں کی نظروں سے اوجھل رہے گا۔ [۱۶]

بعض احادیث جو دجال کے وصف میں وارد ہوئی ہیں:

(۱) اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "وہ بھاری بھرکم آدمی ہوگا' جس کا رنگ سرخ' بال گھنگھریالے اور آنکھ کانی ہوگی۔" [۱۷]

(۲) اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "بے شک مسیح دجال کوتاہ قامت ہوگا' قدم کے اگلے حصے قریب اور ایڑیاں دور ہوں گی اور آنکھ مٹی ہوئی کانی ہوگی۔" [۱۸]

(۳) اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "بے شک دجال کے سر کے پیچھے بالوں کے گُچھّے کی لَٹ ہوگی۔" [۱۹]

(۴) اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''بے شک دجال کی بائیں آنکھ مٹی ہوئی ہوگی۔''(۲۰)

(۵) اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''اس کی دائیں آنکھ کانی ہوگی گویا کہ تیرتا ہوا انگور کا دانہ۔''(۲۱)

(۶) اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''دیکھو وہ کانا ہوگا اور تمہارا ربّ تو یک چشم نہیں ہے۔اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ کافر لکھا ہوگا جسے ہر مؤمن پڑھ سکے گا''۔(۲۲) اور ایک روایت میں ہے''ک۔ف۔ر دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا۔''(۲۳)

فصل سوم

دجّال کاٹھکانہ (اِس وقت وہ کہاں ہے)

مسیح دجال اس وقت زندہ ہے' کھاپی رہا ہے مگر وہ معینہ مدت کے لیے جزیرہ کے ایک گرجے میں بند ہے۔ یہ گرجا کہاں ہے؟ کس نے دجال کو بند کر رکھا ہے؟ کیا دجال یہودی شکاری کالڑکا ہے؟

سب سے پہلے ہم جَسّاسہ (جاسوس) کے قصے والی حدیث بیان کرتے ہیں جسے صحیح مسلم میں فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی روایت سے بیان کیا گیا ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کے ڈھنڈورچی کو ڈھنڈورا پیٹتے سنا کہ نماز باجماعت ہوگی' چنانچہ میں نے بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ میں عورتوں کی صف میں تھی جو مَردوں کے پیچھے ہوتی ہے۔ جب اللہ کے رسول ﷺ نماز پڑھ چکے تو منبر پر ہنستے ہنستے تشریف فرما ہوئے۔ پھر آپ ؐ نے فرمایا: ''جانتے ہو میں نے تمہیں کیوں جمع کیا ہے؟'' لوگوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ ؐ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم' میں نے تمہیں نہ تو کسی چیز کا شوق دلانے کے لیے جمع کیا ہے اور نہ کسی چیز سے ڈرانے دھمکانے کی خاطر جمع کیا ہے' بلکہ میں نے تمہیں یہ بتانے کے لیے جمع کیا ہے کہ تمیم داری عیسائی تھا۔ وہ آیا' اُس نے بیعت کی اور اسلام میں داخل ہوگیا۔ اس نے مجھے ایسا قصہ سنایا جو اس قصہ سے لگا کھاتا ہے جو میں تمہیں مسیح دجال کے بارے میں سنایا کرتا ہوں۔

اُس نے مجھے بتایا کہ وہ لخم اور جذام قبیلہ کے تیس آدمیوں کے ہمراہ ایک سمندری کشتی پر سوار ہوا۔ موجیں مہینہ بھر ان کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرتی رہیں یہاں تک کہ وہ ایک سمندری

جزیرے پر لنگر انداز ہو گئے۔ اس وقت سورج ڈوب چکا تھا۔ وہ ایک چھوٹی کشتی میں بیٹھ کر جزیرے میں داخل ہوئے' جب وہ جزیرے میں داخل ہوئے تو ان کو ایک جانور ملا جس کے جسم پر بہت سے بال تھے' بالوں کی کثرت کی وجہ سے انہیں اس کے آگے پیچھے کا کوئی پتہ نہیں چل رہا تھا۔ انہوں نے کہا تیرا ناس ہو' تو کیا چیز ہے؟ اس نے کہا کہ میں جتاسہ (جاسوس) ہوں۔ انہوں نے پوچھا یہ جساسہ کیا چیز ہے؟ اس نے کہا: اے لوگو! دیر (گرجا) میں موجود اس آدمی کی طرف جاؤ' وہ تمہاری خبریں سننے کا بڑے شوق سے انتظار کر رہا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ جب اس نے آدمی کا نام لیا تو ہمیں خوف لاحق ہوا کہ کہیں یہ جانور شیطان ہی نہ ہو۔ راوی کہتا ہے پھر ہم جلدی سے چلے اور گرجے میں داخل ہو گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ بھاری بھرکم شکل وصورت کا ایک آدمی ہے جس کے گھٹنوں سے لے کر ٹخنوں کے درمیان اس کے دونوں ہاتھ اس کی گردن کے ساتھ لوہے کی زنجیروں سے مضبوطی سے بندھے ہوئے ہیں۔ ہم نے پوچھا: تیرا ناس ہو' تو کیا چیز ہے؟ اس نے کہا: میرا پتہ تو تمہیں چل ہی گیا ہے' یہ بتاؤ کہ تم کون ہو؟ ہم نے کہا ہم عربی ہیں۔ ایک سمندری کشتی میں سوار ہوئے' سمندر موجزن تھا' مہینہ بھر موجیں ہمارے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرتی رہیں' یہاں تک کہ ہم تیرے اس جزیرے کے کنارے لگ گئے۔ جو کشتی دستیاب تھی اس میں بیٹھ کر ہم جزیرے میں داخل ہوئے' وہاں ہمیں ایک جانور ملا جس کے بدن پر بہت سے بال تھے' بالوں کی کثرت کی وجہ سے اس کے آگے پیچھے کا پتہ نہیں چلتا تھا۔ ہم نے اس سے پوچھا: تیرا ناس ہو! تو کیا چیز ہے؟ اس نے کہا میں جتاسہ (جاسوس) ہوں۔ ہم نے پوچھا یہ جساسہ کیا ہے؟ اس نے کہا: دیر میں موجود اس آدمی کی طرف جاؤ وہ تمہاری خبریں سننے کا بہت شوق سے انتظار کر رہا ہے۔ ہم بھاگم بھاگ تمہاری طرف آ گئے۔ ہم تو اس سے خوفزدہ ہو گئے تھے اور خدشہ لاحق ہو گیا تھا کہ کہیں وہ شیطان ہی نہ ہو۔ اس نے پوچھا: مجھے بیسان کے نخلستان کا حال بتاؤ۔ ہم نے کہا اس نخلستان کے بارے میں کون سی بات پوچھنا چاہتا ہے؟ اس نے کہا کہ میں پوچھ رہا ہوں کہ کیا نخلستان بارآور ہوا ہے؟ ہم نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا جلد ہی وہ بے بار ہو جائے گا۔ پھر اس نے پوچھا: مجھے بحیرہ طبریہ کے بارے میں بتائیے۔ ہم نے پوچھا اس کی کون سی بات معلوم کرنا چاہتے ہو؟ اس نے کہا کہ کیا اس میں پانی ہے؟ ہم نے کہا: اس میں بہت پانی ہے۔ اس نے کہا: اس کا پانی جلد ختم ہو جائے گا۔ پھر اس نے کہا: مجھے زغر کے چشمہ کے بارے میں بتائیے۔ ہم نے کہا: کون سی بات معلوم کرنا چاہتے ہو۔ اس نے کہا: کیا

چشمے میں پانی ہے اور وہاں رہنے والے اس پانی سے کھیتی باڑی کرتے ہیں؟ ہم نے کہا کہ ہاں وہاں پانی بہت ہے اور لوگ کھیتی باڑی کرتے ہیں۔ پھر اس نے پوچھا کہ مجھے اُمیوں کے نبیؐ کے متعلق بتائیے وہ کیا کر رہے ہیں؟ ہم نے کہا وہ مکہ سے نکل کر یثرب میں قیام پذیر ہیں۔ اس نے پوچھا: کیا عربوں نے اس کے ساتھ جنگ کی ہے؟ ہم نے کہا کہ ہاں! اس نے پوچھا: اُس نے ان کا کیسے مقابلہ کیا؟ ہم نے اسے بتایا کہ وہ قریب قریب کے عربوں پر غالب آ چکے ہیں' انہوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی ہے۔ اس نے پوچھا: کیا واقعی ایسا ہوا ہے؟ ہم نے کہا ہاں۔ اس نے کہا: ان کے حق میں بہتر ہے کہ وہ اس کی اطاعت کریں۔ اپنے بارے میں میں تمہیں بتاتا ہوں کہ میں مسیح ہوں' مجھے عنقریب خروج کی اجازت مل جائے گی' میں نکل کر زمین کی سیر کروں گا اور چالیس راتوں میں مکہ اور مدینہ کے سوا ہر بستی کو گرا دوں گا' وہ دونوں میرے لیے ممنوع ہیں اور اگر ان میں سے کسی ایک بستی کا قصد کروں گا تو ایک فرشتہ ہاتھ میں برہنہ تلوار لیے میرا سامنا کرے گا اور اس کی مدافعت کرے گا' اس بستی کے ہر سوراخ پر فرشتے پہرہ دیں گے۔ فاطمہ کہتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر اپنا عصا مار کر کہا: یہ طیبہ ہے' یہ طیبہ ہے' یہ طیبہ یعنی مدینہ ہے۔ دیکھو کیا میں نے تمہیں یہ قصہ نہیں بتایا؟ لوگوں نے کہا کیوں نہیں' بتایا ہے۔ مجھے تمیم کی حکایت اچھی لگی کیونکہ یہ اس حدیث کے مطابق ہے جو میں نے تمہیں مسیح دجال' مکہ اور مدینہ کے متعلق سنائی ہے۔ دیکھو وہ شام یا یمن کے سمندر میں سے نہیں بلکہ مشرق میں ہے' مشرق میں رہے گا۔ اور آپؐ نے اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کیا۔'' راویہ کہتی ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے یہ حدیث حفظ کر لی ہے۔ (٢٤)

(ا) جس دجال کو تمیم داری رضی اللہ عنہ نے دیکھا کیا وہ یہودی شکاری کا بیٹا تھا؟ اس شکاری کا بیٹا یہودی غلام تھا جو اللہ کے رسول ﷺ کے زمانے میں مدینہ میں رہتا تھا۔ اس میں مسیح دجال کی صفات موجود تھیں' وہ کاہن اور دھوکے باز تھا۔ اس کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بلکہ خود نبی اکرم ﷺ شبہ میں پڑ گئے' کیونکہ اس کے بارے میں آپؐ کے پاس وحی نہیں آئی تھی۔

امام نوویؒ کا قول ہے: ''علماء کہتے ہیں کہ ابن صیاد کا قصہ ایک مشکل مسئلہ ہے اور مشتبہ ہے' مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ دجالوں میں سے ایک دجال تھا۔ ظاہر یہی ہے کہ اس کے بارے میں نبی کریم ﷺ کی طرف کوئی وحی نازل نہیں ہوئی' بلکہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے

اسی لیے اس مسئلہ پر ہم بحث نہیں کریں گے بلکہ اتنا ہی کہیں گے کہ اس کا علم اللہ کو ہے اور ایسے علم سے ناواقفیت نقصان دہ نہیں کیونکہ اس پر عمل کا مدار نہیں۔ کس اندازے اور احتمال کی بنا پر یہ دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ دجال ہی شکاری کا یا کسی اور کا بیٹا ہے' کیونکہ اس وقت تو وہ اپنی جگہ پر مقید ہے۔

دوسرے اسے کس نے قید کر رکھا ہے؟ ایک روایت یہ ہے کہ اسے فرشتوں نے قید کر رکھا ہے۔ دوسری روایت یہ ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے اسے زندان میں ڈالا ہوا ہے۔ ہمارے پاس کوئی ایسا صحیح ثبوت نہیں جس پر ہم اعتماد کر سکیں۔ اہم بات یہ ہے کہ وہ ایک گرجے میں مقید ہے اور وقت مقررہ تک اس کی مشکیں کسی رہیں گی اور اس کی ہتھکڑیاں بندھی رہیں گی۔

تیسرے وہ کنیسہ (گرجا) کہاں ہے جہاں وہ قید ہے؟ وہ یقینی طور پر مشرق میں ہے اور بالتحدید خراسان کے علاقہ کی ایک یہودی بستی اصفہان (یعنی اِس زمانے میں روس اور ایران کی سرحد) میں ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: دجال مشرق کی سرزمین خراسان سے نکلے گا۔ (۲۶) دوسری حدیث میں ہے: ''اصفہان کے ۷۰ ہزار جبہ پوش یہودی اس کی پیروی کریں گے۔'' (۲۷)

ہم جساسہ کے قصے والی حدیث پر کوئی حاشیہ آرائی نہیں کرنا چاہتے مگر ہم اس سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ کرتے ہیں:

(۱) یہ کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے وقت سے لے کر دجال اب تک زندہ ہے اور اس کی مشکیں کسی ہوئی ہیں۔

(۲) اگرچہ اس کا ٹھکانہ معلوم ہے مگر کوئی شخص نہ تو اس تک رسائی حاصل کر سکتا ہے اور نہ اسے آزاد کروا سکتا ہے' کیونکہ اللہ نے اس کے لیے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے' اس سے ایک پل آگے ہوگا نہ پیچھے۔

(۳) یہ کہ دجال کے ظہور سے پہلے کچھ علامات کا ظہور ہوگا جنہیں وہ جانتا ہے' مثلاً بحیرۂ طبریہ کی خشکی' بیسان کے نخلستان کی ویرانی وغیرہ۔ ہم ان شاء اللہ ان علامات پر روشنی ڈالیں گے۔

(۴) مکہ اور مدینہ دجال سے محفوظ ہوں گے کیونکہ ان میں اس کا داخلہ حرام ہے۔ اسی طرح بیت المقدس بھی' جیسا کہ دوسرے آثار سے ثابت ہوتا ہے۔

(۵) تمیم الداری رضی اللہ عنہ دجال کو دیکھ کر اور اس سے گفتگو کر کے اسلام لے آئے۔

فصل چہارم

دجّال کے خروج کا وقت' اس کا سبب اور علامت

اللہ تعالیٰ نے دجال کی زنجیروں کے کھلنے اور قید خانہ سے اس کے خروج کو اس بات کی علامت قرار دیا ہے کہ دنیا کا خاتمہ قریب ہے۔ یہ علاماتِ کبریٰ کی ظاہر ہونے والی علامتوں میں سے سب سے پہلی علامت ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے خروج کا سبب' علامت اور وقت مقرر کیا ہے۔

(۱) دجال کے خروج کا سبب

ملعون دجال غصہ کھا کر نکلے گا' کیونکہ اُمّ المؤمنین حضرت حفصہؓ سے مروی صحیح اثر میں ہے کہ دجال تو محض اس غصہ کی وجہ سے نکلے گا جس کی آگ میں وہ جل رہا ہے[۲۸]۔ اور یہ غصہ اس لیے نہیں کہ اس کی بیڑیاں کیوں نہیں کھولی جاتیں یا اسے قید سے رہا کیوں نہیں کیا جاتا۔ وہ تو اُس وقت سے غضب ناک ہے جب سے اسے بیڑیاں پہنائی گئیں اور جب سے اسے اس گرجے میں قید کیا گیا۔ جساسہ کی حدیث کی بعض روایات میں ہے کہ اس نے تین بار لمبی آہیں بھریں۔ بلکہ یہ غصہ تو ایک علامت ہے' جسے اللہ نے اس کے خروج کا سبب بتایا ہے' بالکل اسی طرح جیسے یاجوج ماجوج کے خروج کی یہ علامت مقرر کی گئی کہ وہ اس بند کے متعلق جس میں ذوالقرنین نے انہیں قید کر دیا تھا کہیں گے "کل ان شاء اللہ ہم اسے کھول دیں گے"۔ ان کو القاء ہوا کہ وہ ان شاء اللہ کہیں گے تو یہ ان کے خروج کا سبب بن جائے گا۔

(۲) اس کے خروج کا وقت

جیسا کہ ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ مسلمانوں کے ہاتھوں قسطنطنیہ کے فتح ہونے کے بعد اس کا خروج ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: "بیت المقدس کی آبادی یثرب کی بربادی ہے۔ یثرب کی بربادی کے بعد ملحمہ (خون ریز معرکہ) ہوگا۔ ملحمہ کے بعد قسطنطنیہ فتح ہوگا اور فتح قسطنطنیہ کے بعد دجال کا خروج ہوگا"[۲۹]۔ چنانچہ دجال کا خروج اس وقت ہوگا جب مہدی ظاہر ہو کر جزیرۂ عرب' فارس' روم اور قسطنطنیہ میں کئی جنگیں لڑ چکے ہوں گے۔ ان جنگوں میں کچھ مہینے لگ جائیں گے۔ تیسرے باب میں ہم اسے تفصیلاً بیان کر چکے ہیں۔

(۳) خروجِ دجال کی علامت

دجال کے خروج سے پہلے کچھ واقعات رونما ہوں گے جو اس راندۂ درگاہ کے خروج کی علامت ہوں گے۔

(۱) ہرمجدون کا معرکہ واقع ہوگا اور اس کے بعد دریائے فرات' شام میں بحیرۂ طبریہ اور فلسطین اور اردن کی حدود پر بیسان کا نخلستان سوکھ جائے گا۔ ہرمجدون کی عالمی جنگ چھڑ جانے کے فوراً بعد دجال کا انتظار کرنا چاہیے۔

(۲) قحط' خشک سالی' بھوک' مصیبت اور مہنگائی کے سالوں کی آمد...... اور لوگوں میں دینی رجحان کی کمی۔ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: ''بلاشبہ دجال کے خروج سے پہلے تین سال سخت ہوں گے۔ ان میں لوگ سخت قسم کی بھوک کا شکار ہو جائیں گے۔ پہلے سال اللہ آسمان کو حکم دے گا کہ اپنی ایک تہائی بارش روک لے اور زمین کو حکم ہوگا کہ اپنی ایک تہائی نباتات روک لے۔ دوسرے سال آسمان کو حکم ہوگا کہ دو تہائی بارش روک لے اور زمین کو دو تہائی نباتات کے روکنے کا حکم ہوگا۔ پھر تیسرے سال آسمان کو حکم ہوگا تو وہ اپنی ساری بارش روک لے گا' ایک قطرہ بھی نہیں برسے گا اور زمین کو حکم ہوگا تو وہ اپنی پوری نباتات روک لے گی' چنانچہ کوئی سبزہ نہیں اُگے گا۔ پھٹے ہوئے کھروں والے سارے جانور ہلاک ہو جائیں گے' شاذ ونادر ہی کوئی بچے گا۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا: اُن دنوں لوگوں کو کون سی چیز زندہ رکھے گی؟ آپؐ نے فرمایا: ''تہلیل' تکبیر اور تحمید لوگوں کو کھانے کا کام دے گی۔''(۳۰)

اس کی علامات ظاہر ہونا شروع ہو گئی ہیں۔ ہم ہر روز اخباروں میں پڑھتے ہیں کہ لاکھوں انسان قحط میں مبتلا ہیں اور غربت کی سطح سے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ان کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔ جو اجلاس عالمی غذائی تنظیمیں منعقد کر رہی ہیں اور جن میں کئی ریاستوں کے صدر شامل ہو کر آنے والی قحط سالی کے موضوع پر بحث کرتے ہیں ان کا تذکرہ تو ختم ہونے کو نہیں آتا۔ اور یہ کوئی حیرت انگیز بات نہیں' کیونکہ ان دنوں ان جنگوں کا کثرت سے ذکر ہو رہا ہے جو پانی کے حصول کی خاطر ہوں گی۔ اس صورت میں روئے زمین پر فتنہ وفساد' اضطرابات' جنگیں' قحط سالی' دریاؤں اور بحیروں کی خشکی' عالمی سطح پر بڑھتی ہوئی مشکلات اور بحران' یہ سب دجال کے خروج کی علامات ہیں۔ یہی وہ مناسب فضا ہے جس میں اس شیطانی وجود کا ظہور ہوگا جو کھانے پینے کے بارے میں فتنہ بپا کرے گا۔ ہم اللہ سے سلامتی کی دعا کرتے ہیں۔

فصل پنجم

فتنۂ دجال اور اس سے نجات کا راستہ

(۱) دجال کا فتنہ

دجال آخری زمانے کا فتنہ ہے اور فتنہ بھی بہت بڑا اور بہت سخت۔ اس کی سختی کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ہر نماز کے بعد جن چار چیزوں سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے ان میں یہ بھی شامل ہے۔ بعض علماءِ سلف تو' جو اصحاب ظاہر میں سے ہیں' اس دعا کو واجب کا درجہ دیتے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: تشہد میں چار باتوں سے اللہ کی پناہ مانگا کرو اور یوں کہا کرو:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ))(۳۱)

''اے اللہ! میں جہنم کے عذاب سے' قبر کے عذاب سے' زندگی اور موت کی آزمائش سے اور مسیح دجال کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

بلکہ اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں یہ تک بتلایا ہے کہ اللہ کا ہر نبی اپنی قوم کو دجال سے آگاہ کیا کرتا تھا۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں: ''...... میں تمہیں اس سے ڈرا رہا ہوں اور اس سے تو ہر نبی نے اپنی قوم کو ڈرایا ہے۔ بے شک نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو اس سے آگاہ کیا۔ لیکن میں اس کی بابت ایک ایسی بات بتاؤں گا جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتائی' یہ کہ وہ کانا ہوگا اور اللہ تو یک چشم نہیں ہے''۔(۳۲)

امام مسلم نے نواس بن سمعانؓ سے روایت کیا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ایک صبح دجال کا ذکر کیا۔ کبھی اس کو پست کیا یعنی بتایا کہ اس کی کوئی اہمیت نہیں اور کبھی اسے بلند کیا یعنی یہ بتایا کہ اس کا معاملہ بڑا اہم ہے۔ یہاں تک کہ ہمیں گمان گزرا کہ وہ یہیں کہیں کھجوروں کے جھرمٹ میں چھپا ہوا ہے۔(۳۳)

مجھے تو تعجب ہے ان لوگوں پر جو اس بات کو محال سمجھتے ہیں اور اپنے تئیں سمجھتے ہیں کہ دجال کے اور ان کے درمیان ایک لمبی مدت ہے' حالانکہ سب نبیوں نے اپنی قوموں کو اس سے ڈرایا۔

اللہ کے رسول ﷺ اس کا تذکرہ اس کثرت سے فرماتے تھے کہ صحابہ کو گمان گزرنے لگا کہ وہ یہیں کہیں کسی کھجور کے پیچھے چھپا ہوا ہے اور اچانک ان کے سامنے حاضر ہو جائے گا۔ دجال کا فتنہ تو شبہات وشہوات کا فتنہ ہے' جبر وقہر کا فتنہ نہیں۔ اس کا شیطانی فتنہ اُس شیطان کے فتنے سے ملتا جلتا ہے جو اپنے پیروکاروں اور اپنے پیاروں کو قیامت کے دن وہ بات کہے گا جس کی خبر اللہ نے قرآن میں ان الفاظ میں دی ہے:

﴿وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ۭ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ۭ اِنِّىْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ۭ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٢٢﴾﴾ (ابرٰھیم)

''اور جب (قیامت میں) تمام مقدمات کا فیصلہ ہو چکے گا تو شیطان کہے گا: اللہ تعالیٰ نے تم سے سچے وعدے کیے تھے اور میں نے بھی کچھ وعدے کیے تھے' سو میں نے وہ وعدے تم سے خلاف کیے تھے۔ میرا تم پر اور تو کچھ زور چلتا نہ تھا بجز اس کے کہ میں نے تم کو بلایا تھا سو تم نے میرا کہنا مان لیا' تو تم مجھ پر ملامت نہ کرو بلکہ اپنے آپ پر ملامت کرو۔ نہ میں تمہارا مددگار ہو سکتا ہوں اور نہ تم میرے مددگار ہو سکتے ہو۔ میں خود تمہارے اس فعل سے بے زار ہوں کہ تم اس سے قبل (دنیا میں) مجھے اللہ کا شریک قرار دیتے تھے۔ یقیناً ظالموں کے لیے دردناک عذاب مقرر ہے۔''

جب ہم شیطانی فتنہ کی ترکیب استعمال کرتے ہیں تو ہماری مراد یہ ہوتی ہے کہ اس کا اثر مؤمنوں پر اتنا زیادہ نہیں ہوتا۔ اس کا اثر اس سے زیادہ کچھ نہیں ہوتا کہ وہ لوگوں کو بہکا کر نفسانی خواہشات پر آمادہ کرتا ہے۔ اس کے باوجود اس فتنے کا اثر کمزور ہوتا ہے اور یہ قابل اعتناء نہیں ہوتا' کیونکہ یہ فتنہ ڈالنے والا اللہ کی نظر میں حقیر وذلیل ہے۔

اگرچہ ملعون دجال کو وسوسہ ڈالنے والی خارقِ عادات قوت عطا ہوئی ہے' لیکن مشرکین اور بے دین لوگوں سے قطع نظر اس کی طرف صرف وہی مسلمان مائل ہوں گے جن کا دل بھی کمزور ہوگا اور ایمان بھی۔ اس کا خروج اُس وقت ہوگا جب دنیا میں قحط اور خشک سالی کا دور دورہ ہوگا۔ وہ پہلے تو مصلح ہونے کا دعویٰ کرے گا' پھر نبی ہونے کا اور پھر خدا بن بیٹھے گا۔ اُس وقت اس کی آنکھ کو مٹا دیا جائے گا' اس کی پیشانی پر کافر کا لفظ لکھ دیا جائے گا اور ہر ہوش مند اس

سے نفرت کرنے لگے گا۔

وہ ملعون نکل کر لوگوں کو روٹی کا پیڑا دکھائے گا۔ اس کے پاس روٹیوں کا پہاڑ اور پانی کا دریا ہوگا جس کے ذریعے سے وہ مادہ پرست، شہوت پرست دنیادار لوگوں کو فتنہ میں ڈال دے گا جن کو اس بات کی پرواہ نہیں ہوتی آیا وہ حرام کھا رہے ہیں یا حلال۔ یہ لوگ تو یہاں تک کہتے ہیں کہ ''زندہ رہنے کے لیے تو ہم شیطان کے ساتھ بھی لین دین کرنے کے لیے تیار ہیں۔''

دجال کے فتنہ کی شدت اور اس کے خروج کے وقت کے مشکل حالات کی خبر دیتے ہوئے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے کہ وہ روئے زمین پر رونما ہونے والے فتنوں میں شدید ترین ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آدم کی پیدائش سے لے کر قیامِ قیامت تک کوئی فتنہ دجال سے بڑا نہیں''[۳٤]۔ ایک روایت میں ہے: ''......کوئی مخلوق دجال سے بڑی نہیں''۔[۳۵] ایک روایت میں ہے ''......کوئی فتنہ دجال کے فتنے سے بڑا نہیں''[۳٦] اور اللہ کے رسول ﷺ نے بتایا ہے: ''لوگ اس کے فتنے کے ڈر سے پہاڑوں کی طرف بھاگ جائیں گے''۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''لوگ لازمی طور پر دجال سے بھاگ کر پہاڑوں میں چلے جائیں گے''۔[۳۷]

یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان لوگوں کو خاص طور پر متنبہ کیا ہے جن کے دلوں میں ایمان راسخ نہیں ہوا کہ وہ دجال کے سامنے کھڑے نہ ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جو دجال کی خبر سن لے وہ اس سے دُور رہے۔ اللہ کی قسم، آدمی اسے مؤمن سمجھ کر اس کے پاس آئے گا اور وہ اس کے پیدا کردہ شبہات میں اس کی پیروی کرے گا[۳۸] مگر وہ آدمی جسے اپنے رب پر بھروسہ ہے اور اللہ کے بارے میں اس کا کامل یقین ہے وہ دجال کا سامنا کرسکتا ہے، اُسے کوئی گزند نہیں پہنچے گی۔ اس بات کی وضاحت ہم جلد ہی کریں گے۔

چالیس راتوں میں روئے زمین پر دجال کا نزول ہوگا۔ وہ اس قدر تیزی سے چلے گا جیسے کہ وہ بادل جس کو ہوا پیچھے سے دھکیل رہی ہو۔ لوگوں کو اپنی طرف دعوت دے گا۔ اس کے اردگرد شیطان اکٹھے ہو جائیں گے جو گمراہی میں اس کے معاون ہوں گے۔ اس کی شان اس جادوگر کی سی ہوگی جو گمراہی میں پڑتا جاتا ہے اور کفر کا ارتکاب کرتا جاتا ہے تو شیطان اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے جاتے ہیں۔ جوں جوں اس کی گمراہی اور کفر میں اضافہ ہوگا توں توں اس کی اطاعت اور فرمانبرداری بڑھتی جائے گی۔ یہ گمراہی اور کفر بمنزلہ رشوت ہوگا جس سے وہ شیطانوں کو خوش کرے گا اور وہ اس کا کہا مانیں گے۔

دجال کا نزول مکہ اور مدینہ کے سوا زمین کے ہر گوشے پر ہوگا' ان میں اس کا داخلہ ممنوع ہے۔ ان دو شہروں کے ہر دروازے پر ایک ایک فرشتہ ہوگا جس کے ہاتھ میں برہنہ تلوار سونتی ہوئی ہوگی۔

امام اہل سنت امام احمدؒ نے لحجن بن الادرع سے ایک خوبصورت مگر عجیب وغریب روایت کی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ایک دن خطبہ دیا اور فرمایا: ''خلاصی کا دن! جانتے ہو خلاصی کا دن کونسا ہے؟'' آپؐ نے یہ بات تین مرتبہ کہی۔ آپؐ سے پوچھا گیا: خلاصی کا دن کون سا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''دجال آ کر اُحد پر چڑھ جائے گا اور مدینہ کی طرف نگاہ دوڑا کر اپنے ساتھیوں سے کہے گا کہ یہ سفید محل (۳۹) دیکھ رہے ہو' یہ احمد (ﷺ) کی مسجد ہے۔ پھر وہ مدینہ کا رُخ کرے گا۔ اسے مدینہ کے ہر سوراخ پر ایک فرشتہ ملے گا جو تلوار سونتے ہوئے ہو گا۔ پھر وہ سیلابی نالے کے کنارے بنجر زمین کی طرف آئے گا' وہاں خیمہ زن ہوگا۔ مدینے کو تین جھٹکے لگیں گے جس کی وجہ سے منافق اور فاسق مرد اور عورتیں نکل کر دجال کی طرف آ جائیں گی۔ وہی خلاصی کا دن ہوگا''۔ (۴۰)

ہم دجال کے فتنہ اور اس ملعون کے اوصاف کے بارے میں ایک جامع حدیث روایت کرنے کے بعد اس بحث کو ختم کر دیں گے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو! جب سے اللہ نے آدم کی اولاد کو پیدا کیا ہے کوئی فتنہ دجال کے فتنہ سے بڑھ کر نہیں ہے۔ اللہ عزوجل نے جس نبی کو بھیجا اس نے اپنی اُمت کو دجال سے ڈرایا۔ میں آخری نبی ہوں اور تم آخری اُمت ہو۔ وہ لامحالہ تمہاری طرف خروج کرے گا۔ اگر اس کے خروج کے وقت میں تمہارے درمیان موجود ہوا تو میں ہر مسلمان کی طرف سے اس کے سامنے حجت پیش کروں گا اور اگر اس کا خروج میرے بعد ہوا تو ہر آدمی خود اپنی حجت پیش کرے گا اور میں ہر مسلمان کے لیے اپنے بعد اللہ کو چھوڑ رہا ہوں۔ وہ شام اور عراق کے درمیان ایک شگاف میں سے نکلے گا اور دائیں بائیں فساد بپا کرے گا۔ اے اللہ کے بندو! اے لوگو! ثابت قدم رہنا' میں تمہارے لیے اس کے ایسے اوصاف بیان کروں گا جو مجھ سے پہلے کسی نبی نے بیان نہیں کیے ہوں گے...... وہ کہے گا میں تمہارا رب ہوں۔ تم تو اپنے ربّ کو مرنے کے بعد ہی دیکھ سکو گے۔ وہ کانا ہے مگر تمہارا رب یک چشم نہیں ہے۔ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ کافر لکھا ہوگا۔ اس کو ہر پڑھا لکھا اور اَن پڑھ مؤمن پڑھ سکے گا۔

دجال کا ایک فتنہ تو یہ ہے کہ اس کے پاس جنت بھی ہوگی اور دوزخ بھی۔ اس کی جنت اصل میں دوزخ ہے اور اس کی دوزخ اصل میں جنت ہے۔ جو اس کی آگ کی آزمائش میں پڑے وہ اللہ کی پناہ مانگے۔ اسے سورۂ کہف کی ابتدائی آیات پڑھنی چاہئیں۔ اس کا ایک فتنہ یہ ہے کہ وہ بدو سے کہے گا کہ اگر میں تمہارے ماں باپ کو زندہ کر دوں تو کیا تم میرے ربّ ہونے کی گواہی دو گے؟ وہ کہے گا ہاں۔ پھر شیطان اس کے ماں باپ کی صورت میں اس کے سامنے کھڑا ہو جائے گا۔ وہ کہیں گے اے میرے بیٹے اس کی پیروی کرو' یہ تمہارا ربّ ہے۔

ایک فتنہ اس کا یہ ہوگا کہ وہ کسی انسان پر قابو پا کر اس کو قتل کر دے گا' پھر اسے آرے سے دو حصوں میں چیر ڈالے گا' پھر کہے گا میرے اس بندے کی طرف دیکھو' میں اسے دوبارہ زندہ کر دوں گا' مگر وہ پھر بھی کہے گا کہ میرے سوا اس کا کوئی ربّ ہے۔ چنانچہ اللہ اسے دوبارہ زندہ کر دے گا اور وہ خبیث اسے کہے گا تمہارا ربّ کون ہے؟ وہ کہے گا میرا رب تو اللہ ہے اور تو اللہ کا دشمن ہے' تو دجال ہے۔ اللہ کی قسم! تمہارے متعلق مجھے آج کے دن سے بڑھ کر کبھی بھی بصیرت حاصل نہیں تھی۔

یہ بھی اس کا فتنہ ہے کہ وہ آسمان کو بارش برسانے کا حکم دے گا تو وہ بارش برسائے گا۔ وہ زمین کو اُگانے کا حکم دے گا تو وہ اُگانے لگے گی۔

اس کا ایک فتنہ یہ ہے کہ وہ ایک قبیلے کے پاس سے گزرے گا جو اس کی تکذیب کرے گا اور اس کے تمام چرنے والے جانور ہلاک ہو جائیں گے۔ ایک فتنہ اس کا یہ ہے کہ وہ ایک قبیلے کے پاس سے گزرے گا جو اس کی تصدیق کریں گے تو وہ آسمان کو بارش برسانے اور زمین کو نباتات اُگانے کا حکم دے گا تو بارش بھی برسے گی اور زمین نباتات بھی اگائے گی' یہاں تک کہ اس کے مویشی اسی دن سے بہت زیادہ موٹے تازے ہونے شروع ہو جائیں گے' ان کے پہلو تن جائیں گے اور ان کے تھن دودھ سے بھر جائیں گے۔

وہ زمین کی ہر چیز کو روند کر اس پر غالب آئے گا سوائے مکہ اور مدینہ کے' وہ ان کے جس سوراخ (راستہ) کی طرف آئے گا وہاں اسے فرشتے تلوار سونت کر ملیں گے حتیٰ کہ وہ بنجر زمین کے موڑ پر ایک قسم کی سرخ زمین پر پڑاؤ ڈالے گا۔ مدینہ اپنے باسیوں سمیت تین مرتبہ لرز اٹھے گا' اس میں رہنے والا ہر منافق مرد اور عورت نکل کر اس کی طرف چلے آئیں گے۔ وہ خبیث مدینہ سے اس طرح دور ہٹ جائے گا جیسے دھونکنی لوہے کے میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔ اس

دن کو نجات کا دن کہا جائے گا۔ پوچھا گیا ان دنوں عرب کہاں ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا: وہ ان دنوں تھوڑے ہوں گے۔ ایک مرد صالح ان کا امام ہوگا۔ جس دوران ان کا امام آگے بڑھ کر ان کو صبح کی نماز پڑھا رہا ہوگا اسی صبح عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نزول ہوگا۔ وہ امام الٹے پاؤں پیچھے ہٹ جائے گا تا کہ عیسیٰؑ آگے بڑھ کر نماز پڑھائیں۔ عیسیٰؑ اس کے دونوں کاندھوں پر ہاتھ رکھ کر کہیں گے: آگے بڑھو اور نماز کراؤ' کیونکہ اقامت تو آپ کے لیے کہی گئی ہے۔ اس لیے نماز بھی امام پڑھائے گا۔ جب وہ (امام) چلا جائے گا تو عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے دروازہ کھول دو۔ وہ دروازہ کھول دیں گے۔ دروازے کے پیچھے دجال ۷۰ ہزار یہودیوں سمیت موجود ہو گا۔ ان میں سے ہر ایک کے پاس تیز تلوار ہوگی۔ جب دجال عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو وہ یوں پگھل جائے گا جیسے نمک پانی میں پگھل جاتا ہے اور وہ بھاگ جائے گا۔ عیسیٰ اسے لُدّ شرقی (Lydda) کے دروازے پر جا لیں گے اور اسے قتل کر دیں گے۔ اللہ یہودیوں کو شکست دے گا۔ اللہ کی مخلوق میں سے یہودی جس چیز کی پناہ لے گا وہ بول اٹھے گی خواہ وہ پتھر ہو' درخت ہو' دیوار ہو یا کوئی جانور' سوائے غرقد کے درخت کے' وہ تو یہودیوں کا درخت ہے اس لیے نہیں بولے گا۔ وہ چیز کہے گی: اے اللہ کے بندے مسلمان! یہ رہا یہودی' آؤ اور اسے قتل کرو!

عیسیٰ علیہ السلام کی حیثیت میری اُمت کے درمیان ایک انصاف پسند جج اور ایک عادل امام کی ہوگی۔ وہ صلیب توڑ دیں گے' خنزیر کو ذبح کر ڈالیں گے' جزیہ ساقط کر دیں گے' زکوٰۃ معاف کر دیں گے ...... وہ کینہ اور بغض کو ختم کر دیں گے۔ وہ ہر گرم چیز کی گرمی کو نکال پھینکیں گے یہاں تک کہ بچہ سانپ کے بل میں اپنا ہاتھ ڈالے گا تو وہ اسے کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ ایک بچی شیر کو تکلیف پہنچائے گی مگر وہ اسے ضرر نہ پہنچا سکے گا۔ بھیڑیا بھیڑوں کی کتے کے مانند رکھوالی کرے گا۔ دنیا امن اور چین سے اس طرح بھر جائے گی جیسے برتن پانی سے بھر جاتا ہے۔ اتفاق واتحاد کا دور دورہ ہوگا۔ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں ہوگی۔ جنگ اپنے ہتھیار ڈال دے گی۔ قریش اپنی حکومت چھین لیں گے اور زمین چاندی کے فرش کی طرح ہوگی۔ اس سے وہ نباتات اُگے گی جو آدم کے وقت اُگتی تھی یہاں تک کہ لوگ انگور کے ایک گچھے کو مل کر کھائیں گے اور وہ انہیں سیر کر دے گا۔ لوگ ایک انار مل کر کھائیں گے تو وہ ان کا پیٹ بھر دے گا۔ بیل اتنے اتنے پیسوں میں مل جائے گا اور گھوڑے کی قیمت چند درہم ہوگی۔

دجال کے خروج سے پہلے تین سال سخت ہوں گے جن میں لوگ سخت بھوک میں مبتلا

ہوں گے۔ پہلے سال اللہ آسمان کو حکم دے گا کہ ایک تہائی بارش روک لے اور زمین کو حکم ملے گا کہ ایک تہائی نباتات روک لے۔ پھر دوسرے سال آسمان کو حکم ہوگا کہ دو تہائی بارش روک لے اور زمین کو حکم ملے گا کہ دو تہائی نباتات روک لے۔ پھر تیسرے سال آسمان کو حکم ہوگا کہ ساری کی ساری بارش روک لے' چنانچہ ایک قطرہ بھی نہیں ٹپکے گا اور زمین کو حکم ہوگا کہ تمام نباتات روک لے' چنانچہ کوئی سبزہ نہیں اُگے گا۔ کھر والا کوئی جانور باقی نہیں بچے گا سوائے اس کے جسے اللہ بچائے۔ پوچھا گیا: ان دنوں لوگ زندہ کیسے رہیں گے؟ تو فرمایا: تہلیل' تکبیر اور تحمید سے۔ یہ ان کو کھانے کا کام دیں گے۔"(٤١)

صحیح مسلم کی بعض روایات میں ہے..... لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! زمین میں اس کا قیام کتنا ہوگا؟ فرمایا چالیس روز۔ ایک دن سال کے برابر بھی ہوگا۔ ایک دن مہینے کے برابر ہوگا اور ایک دن جمعہ (ہفتہ) کی مانند ہوگا' باقی دن دوسرے لوگوں کے دنوں کی طرح ہوں گے۔ لوگوں نے پوچھا: جو دن سال کے برابر ہوگا کیا اس میں ایک دن کی نماز کافی ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں' اس کا اندازہ کر لینا۔

(۲) دجّال سے نجات

سب تعریفیں اُس اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالن ہار ہے۔ وہ اگر بیماری کو نازل کرتا ہے تو اس کی دوا بھی بتاتا ہے۔ مؤمن کو اس کا پتہ چل جاتا ہے' جبکہ بعض کو پتہ نہیں چلتا۔ جسے پتہ چل جائے وہ تو خدا کا شکر ادا کرے اور جسے پتہ نہ چلے وہ اپنے آپ کو ملامت کرے' کیونکہ حصول علم میں اس سے کوتاہی ہوئی۔ دجال کا فتنہ اگرچہ بہت سخت اور بہت بڑا ہے مگر اللہ کے یہاں اس کی کوئی وقعت نہیں۔ اسے اللہ کے مؤمن بندوں پر کوئی اختیار نہ ہوگا۔

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ کسی نے نبی ﷺ کو دجال کے متعلق اتنے سوال نہیں پوچھے جتنے کہ میں نے پوچھے۔ میرے اتنے سوال پوچھنے پر رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا: تمہیں اس سے کیا تکلیف ہوگی؟ وہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: "اے اللہ کے رسول! لوگ کہتے ہیں کہ کھانا پینا اس کے پاس ہوگا۔ تو آپؐ نے فرمایا: ان تمام چیزوں کے باوجود اس کی اللہ کی نظر میں کوئی وقعت نہ ہوگی۔(٤٢)

دجال کا فتنہ زمین پر تھوڑا عرصہ (چالیس دن) رہے گا' یہاں تک کہ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو کر اس کا خاتمہ کر دیں گے اور اس کا کام تمام ہو جائے گا۔ ہمارے محبوب نبی کریم ﷺ نے ہمیں

خاص طور پر اس فتنے سے نجات کا طریقہ بتایا ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ مومن اپنی زندگی میں اس فتنہ کو دیکھیں گے۔ نجات درج ذیل باتوں سے حاصل ہوگی:

(۱) ہر نماز کے بعد اس دعا کو پابندی سے کرنا جو نبی معصوم ﷺ نے ہمیں بتائی ہے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ))

''اے میرے اللہ! میں جہنم کے عذاب سے' قبر کے عذاب سے' موت وحیات کے فتنہ سے اور مسیح دجال کے فتنہ کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

جو اللہ سے پناہ مانگتا ہے اللہ اسے پناہ دیتا ہے اور جو اس دعا کی حفاظت کرتا ہے اللہ اس کی حفاظت کرتا ہے۔

(۱) سورۃ الکہف کو یا اس کی پہلی یا آخری دس آیات کو حفظ کرنا' بلکہ جو اس کی ابتدائی تین آیات حفظ کر لیتا ہے وہ دجال سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ نبی ﷺ کا قول ہے جس نے سورۃ الکہف کی پہلی تین آیات حفظ کر لیں وہ دجال کے فتنہ سے بچ گیا۔[۴۳]

(۲) مسلم اور ابوداؤد کی روایت میں ہے ''سورۃ الکہف کی آخری تین آیات'' اور ایک روایت میں ہے ''سورۃ الکہف کی ابتدائی تین آیات''۔ جس کی قسمت میں دجال کا دیدار ہوا سے چاہیے کہ وہ اس کے منہ پر تھوک دے' گویا کہ وہ نماز کا شیطان خنزب ہے' اور اس کے سامنے سورۃ الکہف کی ابتدائی یا آخری آیات پڑھے' وہ اللہ کے حکم سے اس سے محفوظ ہو جائے گا۔

(۳) جسے دجال کے ظہور کی خبر ملے وہ مکہ یا مدینہ میں پناہ لے لے' کیونکہ دجال ان میں سے کسی ایک بستی میں بھی داخل نہ ہوگا۔

(۴) جو اوپر دی ہوئی کوئی بات نہ کر سکے وہ دجال کے سامنے سے بھاگ جائے۔ جب تک وہ ذکر اور دعا کی پابندی کرے گا وہ اسے نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

دجال کا ذکر قرآن کریم میں کیوں نہیں؟

ہم اس فصل کو اس سوال کا جواب دے کر ختم کر دیں گے جو بعض لوگوں کے ذہن میں پیدا ہوتا ہے کہ دجال کا ذکر قرآن کریم میں نہیں حالانکہ اس کا فتنہ بہت بڑا فتنہ ہے جس کی برائی ہر طرف پھیلی ہوگی اور آخری زمانے میں اس کا خروج تواتر کی حد تک پہنچ چکا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ علماء نے کچھ جوابات دیے ہیں جن پر مزید غور و خوض اور حاشیہ آرائی ہو سکتی ہے۔[۴۴]

بعض لوگوں نے کہا ہے کہ دجال کا ذکر اس آیت میں موجود ہے: ﴿يَوْمَ يَأْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا ......﴾ (الانعام:١٥٨) ''جس دن تیرے رب کی بعض نشانیاں ظاہر ہوں گی' اس دن کسی نفس کو اس کا ایمان کوئی فائدہ نہ دے گا......''۔ ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ مرفوع حدیث بیان کی ہے اور اسے صحیح مانا ہے: ''جب تین چیزوں کا ظہور ہو گا اس وقت کسی نفس کو ایمان کا فائدہ نہ ہو گا: دجال' دابہ (جانور) اور مغرب سے طلوع آفتاب''۔ مگر ہمارا کہنا یہ ہے کہ یہ سوال تو اپنی جگہ پر موجود ہے کہ دجال کا نام منصوص نہیں۔

بعض کا خیال ہے کہ قرآن کریم میں عیسیٰ بن مریم کے نزول کا اشارہ اس آیت میں مذکور ہے: ﴿وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ﴾ (الزخرف:٦١) ''وہ دراصل قیامت کی ایک نشانی ہے' پس تم اس میں شک نہ کرو اور میری پیروی کرو''۔ یہ درست ہے کہ وہ دجال کو قتل کریں گے اور قرآن نے دو مخالف قوتوں میں سے صرف ایک قوت کے تذکرہ پر اکتفا کیا ہے۔ ہمارا کہنا یہ ہے کہ یہ سوال تو اپنی جگہ قائم ہے کہ قرآن کی نص میں دجال کا نام مذکور نہیں۔

بعض علماء کا خیال ہے کہ حقارت کی وجہ سے اس کا ذکر نہیں کیا گیا۔ لیکن اس پر اعتراض یہ ہے کہ قرآن میں تو اس کا ذکر ہے جو اس سے حقیر تر ہے' جیسے فرعون۔

بعض کا قول ہے کہ قرآن میں صرف ماضی کے مفسدین کا ذکر ہے آنے والوں کا نہیں۔ ہمارا قول یہ ہے کہ اس میں یاجوج ماجوج کا ذکر ہے حالانکہ ابھی تک ان کا خروج نہیں ہوا۔ مگر سوال کا جواب نہیں ملا۔

ہماری رائے یہ ہے کہ قرآن حکیم نے دجال کا ذکر اس کے فتنے کی وجہ سے نہیں کیا۔ وہ آخری زمانے کا بہت بڑا فتنہ ہو گا۔ اس کا ذکر قرآن میں اس لیے ترک کیا گیا ہے تاکہ اللہ ایسے بہت سے لوگوں کو گمراہی میں رہنے دے جو اللہ کے رسول ﷺ کی احادیث کو جھٹلاتے ہیں' ان کو شک کی نظر سے دیکھتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ کی طرف ان کی نسبت میں عیب نکالتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو فرماوی فرقہ کی مانند اپنے آپ کو اہل قرآن کہتے ہیں اور ان کے علاوہ اور بھی عقلیت پسند (منکرینِ الہام) عقلانی (Rationalist) مکتب فکر سے منسوب ہیں۔

یہ وہ لوگ ہیں جو شرعی نصوص کو اپنی عقل کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں۔ اگر تو وہ ان کی نفسانی خواہشات سے ہم آہنگ ہوں تو قبول کر لیتے ہیں وگرنہ رد کر دیتے ہیں اور ان کو جھٹلا دیتے ہیں' خواہ ان کی صحت تواتر سے کیوں نہ ثابت ہو چکی ہو۔ وہ محض اپنی خواہشات' جہالت اور لوگوں کی

نظروں میں اپنے آپ کو نمایاں کرنے کے لیے حدیثوں کو رد کر دیتے ہیں۔ یہ سب لوگ اس قابل ہیں کہ وہ دجال کے فتنہ میں مبتلا ہوں' اس کے جال میں پھنس جائیں اور اس کی طرح گمراہ ہو جائیں' کیونکہ دجال کا ذکر ان کو قرآن میں لکھا ہوا نہیں ملا بلکہ سنت نبوی ﷺ سے ثابت ہے اور سنت کو وہ مانتے ہی نہیں۔ ہاں اس سنت کو مانتے ہیں جو ان کی مریض خواہشات کے مطابق ہو' جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے: ''دیکھو ہو سکتا ہے کہ میری حدیث کسی آدمی کے پاس اس وقت پہنچے جب وہ اپنے تخت پر ٹیک لگائے بیٹھا ہو' حدیث سن کر وہ کہنے لگے: ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ کی کتاب ہے' جو چیز اس میں حلال ہے اسے ہم حلال سمجھیں گے اور جو چیز اس میں حرام ہے اسے حرام سمجھیں گے۔ دیکھو! جس چیز کو اللہ کا رسول حرام قرار دیتا ہے وہ اس چیز کی مانند ہے جس کو اللہ نے حرام قرار دیا''۔ (۴۵)

فصل ششم

دجّال کی ہلاکت اور اس کے پیروکاروں کی ہزیمت

جب دجال تیز تیز چل کر زمین میں سیاحت کر رہا ہوگا اور لوگوں کو اپنی طرح گمراہی میں ڈال کر اپنے فتنہ کے شر سے ایذا پہنچا رہا ہوگا تو لوگ بھاگ کر پہاڑوں میں چلے جائیں گے۔ مہدی اور اس کے ساتھی شام کے شہر دِمشق میں اس کے ہاتھوں بری طرح محصور ہو جائیں گے۔ قحط' تکلیف اور بھوک ان کو ناتواں کر دے گی۔ اچانک کشائش کا دروازہ کھل جائے گا اور اللہ کی مدد اللہ کے دوستوں تک آ پہنچے گی۔ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو اللہ اس آسمان سے جس پر ان کو اٹھالیا گیا تھا دوبارہ نزول کی اجازت دے گا۔ وہ مہدی اور ان کے ساتھی مسلمانوں کے لیے دمشق کے مشرق میں سفید مینار کے قریب نازل ہوں گے۔ صبح کی نماز کی اقامت کہی جا چکی ہوگی' مہدی مسلمانوں اور عیسیٰؑ کو نماز پڑھائیں گے۔ سلام پھیرنے کے بعد عیسیٰؑ فرمائیں گے ''ہمارے ساتھ اللہ کے دشمن دجال کی طرف نکلو'' پس وہ سب نکلیں گے۔ جونہی وہ ملعون جو چند منٹ پہلے یہ دعویٰ کر رہا تھا کہ وہ ایسا بادشاہ ہے جس کو الہام ہوتا ہے' وہ نابغۂ روزگار لیڈر ہے' بلکہ وہ ربّ الاعلیٰ ہے' حضرت عیسیٰؑ کو دیکھتے ہی وہ یوں پگھل جائے گا جیسے نمک پانی میں پگھل جاتا ہے اور دم دبا کر بھاگ جائے گا۔ حضرت عیسیٰؑ اسے فلسطین میں لد کے دروازے پر پکڑ لیں

گے۔ اگر وہ اسے چھوڑ دیتے تو وہ یوں پگھل جاتا جیسے نمک پگھلتا ہے مگر وہ فرمائیں گے میری قسمت میں تجھے ضرب لگانا ہے' وہ نیزہ مار کر اس کو قتل کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس کا خون ان کے چھوٹے نیزے پر دکھائیں گے۔ اس وقت اس کے ماننے والے یہودیوں کو پتہ چلے گا کہ وہ رب نہیں تھا وگرنہ عیسیٰؑ اسے کیونکر قتل کرتے۔ اس وقت یہودیوں کو شکست ہو جائے گی۔ ۷۰ ہزار جبہ پوش یہودی (اللہ کی ان پر لعنت ہو) بھاگ جائیں گے اور وہ عیسیٰؑ مہدی اور مسلمانوں سے چھپتے پھریں گے۔ وہ جس چیز کے پیچھے چھپیں گے اللہ اسے زبان عطا کر دے گا اور وہ اس کا پتہ بتا دے گی۔ پس اللہ ان سب کو قتل کر دے گا اور زمین کو ان پلید اور نجس انسانوں سے پاک کر دے گا۔ اس دھرتی پر انہوں نے بہت ہی فساد مچا رکھا ہے۔ سب تعریفیں اس کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنہار ہے۔

حواشی

(۱) فتح الباری' کتاب الاذان' باب الدعاء قبل السلام' ج۲۔

(۲) فتح الباری' کتاب الفتن' باب ذکر الدجال' ج۱۳۔

(۳) فتح الباری' کتاب الاذان' باب الدعاء قبل السلام' ج۲۔

(٤) حدیث صحیح ہے۔ احمد نے ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے۔ البانی نے الصحیحہ (رقم ۱٦۸۳) میں ذکر کیا ہے۔ بہت سے دجال اور نبوت کے دعوے دار ظاہر ہو چکے ہیں' ان میں مسیلمہ کذاب' اسود عنسی' طلیحہ اسدی' سجاح اور بدبخت غلام احمد قادیانی ہیں۔

(٥) مسلم نے صحیح میں اور ابوداؤد و ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔

(٦) فتح الباری' کتاب الرقاق' باب طلوع الشمس من مغربها' ج۱۱۔ طبری کا بھی یہی مذہب ہے۔

(۷) فتح الباری' کتاب الرقاق' باب طلوع الشمس من مغربها' ج۱۱۔

(۸) الفتن والملاحم من تاریخ ابن کثیر' باب ذکر خروج الدابه من الارض تکلم الناس۔

(۹) حدیث صحیح ہے۔ احمد نے عبداللہ بن عمروؓ سے روایت کی ہے۔ حاکم نے بھی روایت کی ہے۔ البانی نے الصحیحہ (رقم: ۱۷٦۲) میں بیان کیا ہے۔

(۱۰) دیکھئے فتح الباری' کتاب الفتن' باب تغیر الزمان حتی تعبد الاوثان' ج۱۳۔

(۱۱) احمد نے ابوبکرہؓ اور ترمذی نے حماد بن سلمہؓ سے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ حدیث حسن ہے۔ الفرضاخبہ: بڑے بڑے لمبے پستانوں والی۔

(۱۲) ا صلة : اژدہا۔ کہا گیا ہے کہ یہ بہت بڑے سانپ کو کہا جاتا ہے۔

(۱۳) جفال حبك : بہت زیادہ گھنا۔

(۱٤) احمد نے مسند میں اور ابو یعلیٰ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں اسے صحیح مانا ہے۔

(۱۵) ابن حجر نے یہ بات قاضی عیاض سے نقل کی ہے۔ نوویؒ کا قول ہے کہ یہ بہت ہی خوبصورت بات ہے۔ فتح الباری، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال، ص ۹۷۔

(۱٦) ان دنوں ہم اکثر سنتے ہیں کہ مسیح دجال ایک علامت ہے جو ٹیلی ویژن یا برمودا (Bermuda) کی مثلث یا اسی طرح کی کوئی اور صورت میں ظاہر ہو چکی ہے۔ ہماری رائے یہ ہے کہ دجال کے وصف میں بیان ہونے والی مسلسل احادیث اس خیال کی تردید کرتی ہیں، جس کی نہ کوئی دلیل ہے نہ کوئی مطلب۔

(۱۷) صحیح بخاری میں کتاب الفتن، باب ذکر الدجال میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ ابن حجرؒ کا قول ہے کہ طبرانی نے عبداللہ بن مغفل سے روایت کیا ہے: ''وہ گندمی رنگ کا ہوگا، اس کے بال گھنگھریالے ہوں گے۔ ہوسکتا ہے کہ اس کی چمڑی صاف ہو۔ چنانچہ سرخی کا وصف اس سے متعارض نہیں''۔ ص ۹۷۔

(۱۸) ابوداؤد نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے اور احمد نے بھی روایت کیا ہے کہ البانی نے مشکوٰۃ کی تخریج میں کہا ہے اس کی سند جید ہے۔

(۱۹) حدیث صحیح ہے۔ احمد نے ہشام بن عامر سے روایت کیا ہے۔

(۲۰) صحیح ہے، احمد نے انس اور حذیفہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ الجامع الصغير للسيوطی۔

(۲۱) صحیح بخاری میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے وارد ہے۔ کتاب الفتن، باب ذکر الدجال۔

(۲۲) انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے متفق علیہ حدیث ہے۔

(۲۳) ترمذی نے اس سے روایت کیا ہے وہ الصحیحہ میں نمبر ۲٤۵۷ پر درج ہے۔

(۲٤) مسلم نے کتاب الفتن میں فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی روایت سے بیان کیا۔ احمد نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے، ابن ماجہ نے فاطمہؓ کی روایت سے، ابوداؤد نے سند حسن کے ساتھ جابر رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا ہے۔

(۲۵) حدیث کا کچھ حصہ بخاری نے ابن عمرؓ کی روایت سے کتاب الجنائز اور کتاب الجهاد میں بیان کیا۔ مسلم نے کتاب الفتن میں روایت کیا۔ اس روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: ''اگر تو وہ دجال ہے تو تم اس پر غلبہ نہیں حاصل کر سکتے اور اگر دجال نہیں تو

اسے قتل کرنا تمہارے لیے بہتر نہ ہوگا' کیونکہ دجال کو تو عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے قتل کرنا ہے۔ دیکھئے فتح الباری' کتاب الاعتصام' جلد ۱۳۔ شرح النووی علی مسلم' کتاب الفتن' باب ذکر ابن صیاد۔

(۲۶) ترمذی اور حاکم نے ابوبکر سے روایت کیا ہے۔ احادیث مشکوٰۃ (نمبر ۵۴۸۷) میں البانی نے اسے صحیح مانا ہے۔

(۲۷) احمد اور مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ طیلسان اوڑھنے والی چادر اور سر کے لباس کو کہتے ہیں۔

(۲۸) مسلم اور احمد نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

(۲۹) مسند احمد۔ حاکم نے بھی اسے روایت کیا ہے' اس کی سند میں کلام ہے۔

(۳۰) صحیح حدیث ہے جسے احمد اور ابوداؤد نے معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ البانی نے مشکوٰۃ (حدیث نمبر ۴۲۴) میں اسے صحیح تسلیم کیا ہے۔

(۳۱) مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

(۳۲) بخاری' مسلم' ابوداؤد اور ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

(۳۳) حدیث کا کچھ حصہ مسلم نے کتاب الفتن میں بیان کیا ہے۔

(۳٤) مسلم نے صحیح میں کتاب الفتن میں ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(۳۵) مسلم نے صحیح میں کتاب الفتن میں ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(۳٦) حدیث صحیح ہے جسے احمد نے مسند میں ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(۳۷) مسلم' احمد اور ترمذی نے اُم شریک رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

(۳۸) حدیث صحیح ہے جسے احمد' ابوداؤد اور حاکم نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ مشکوٰۃ (حدیث نمبر ۵۴۸۸) میں البانی نے صحیح مانا ہے۔

(۳۹) یہ نبوت کا معجزہ ہے' اس سے مسلمان کا ایمان بڑھتا ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے کہ آخری زمانے میں دجال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کی طرف دیکھے گا اور اپنے ماننے والوں سے کہے گا کہ ''اس سفید محل کو دیکھو'' حالانکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد آپ کے زمانہ میں کھجور کی شاخوں اور سنگریزوں سے بنی ہوئی تھی' آج کل تو وہ واقعی سفید محل بن گئی ہے۔ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے سچ فرمایا۔

(٤٠) حدیث صحیح ہے۔ احمد نے مسند میں روایت کی ہے۔ ھیثمی نے المجمع میں کہا ہے کہ اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

(٤١) صحیح حدیث ہے جسے ابن ماجہ' ابن خزیمہ اور حاکم نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا ہے۔ البانی نے صحیح الجامع میں اسے صحیح مانا ہے اور الصحیحہ (نمبر ٢٤٥٧) میں بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ احمد نے مسند میں ضعیف سند کے ساتھ اسماء بنت یزید انصاریہ کی روایت سے نقل کیا ہے۔ ابن ماجہ کا قول ہے کہ میں نے ابوالحسن طنافسی سے' اس نے عبدالرحمٰن المحاربی کو کہتے سنا ہے: مناسب یہ ہے کہ یہ حدیث کسی ٹیوٹر کے حوالہ کی جائے تاکہ وہ اسے بچوں کو پڑھائے۔ دیکھئے ابن کثیر کی الفتن والملاحم۔

(٤٢) بخاری نے کتاب الفتن' باب ذکر الدجال اور مسلم نے بھی الفتن میں اسے روایت کیا ہے۔

(٤٣) مسلم' احمد' ابوداؤد اور ترمذی نے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(٤٤) دیکھئے فتح الباری' کتاب الفتن' باب ذکر الدجال' ص ٩٣۔ الفتن والملاحم لابن کثیر' احادیث الدجال۔

(٤٥) ترمذی نے اسے مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور دارمی نے بھی۔ اور یہ حدیث صحیح ہے۔ البانی نے اسے مشکوۃ (نمبر ١٦٣) میں صحیح قرار دیا ہے۔

باب پنجم

قیامت کی
بڑی نشانیاں

فصل اوّل : وہ نشانیاں جو مومنوں کو نظر آئیں گی۔

فصل دوم : وہ نشانیاں جو مومنوں کو نظر نہیں آئیں گی۔

فصل سوم : کائنات کا حقیقی ہولناک انقلاب

ہم اس باب میں قیامت کی دس بڑی علامتوں کے متعلق اختصار سے گفتگو کریں گے اور ساتھ ساتھ ان پہلی چھ نشانیوں کو قدرے تفصیل سے بیان کریں گے جو عنقریب مومنوں کو نظر آجائیں گی۔

غرض صرف یہ ہے کہ علامات کے ظہور کی ترتیب اور حقیقت کا لوگوں کو پتہ چل جائے اور یہ معلوم ہو جائے کہ ان علامات کے مقابلے میں ان کا طرزِ عمل کیا ہونا چاہیے۔ سب سے پہلے ہم اس حدیث نبوی ﷺ کو بیان کریں گے جن میں ان دس نشانیوں کا تذکرہ ہے۔ امام مسلم نے صحیح میں حذیفہ بن اسید الغفاری رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے کہ ہم باہم گفتگو کر رہے تھے کہ نبی کریم ﷺ ہمارے پاس آئے اور پوچھا: کیا گفتگو ہو رہی ہے؟ انہوں نے کہا: ہم قیامت کا ذکر کر رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ قیامت اُس وقت تک ہرگز نہ آئے گی جب تک تم دس نشانیاں نہ دیکھ لو۔ پھر آپؐ نے ذکر کیا دھوئیں کا، دجال کا، جانور کا، مغرب سے طلوع آفتاب کا، عیسیٰ علیہ السلام بن مریم کے نزول کا، یاجوج ماجوج کے خروج کا، مشرق، مغرب اور جزیرۃ العرب کے تین خسوف (یعنی زمین کے دھنس جانے) کا اور آخر میں اُس آگ کا جو یمن سے نکل کر لوگوں کو ہانک کر محشر کے میدان میں لے جائے گی۔[۱]

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ یہ علامات زمانے کے اعتبار سے غیر مرتب ہیں۔ مسلم نے اسی حدیث کو ایک اور سند سے دوسری ترتیب سے روایت کیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ ان علامات کا زمانی ترتیب سے ذکر نہیں ہوا۔ اسی بنا پر ہم نے زمانے کی ترتیب دے کر انہیں دو قسموں میں منقسم کیا ہے:

(۱) وہ علامات جو مومنوں کو نظر آئیں گی۔

(۲) وہ علامات جو مومنوں کو نظر نہیں آئیں گی۔

اس باب کے آخر میں ہم نے اس ہولناک کائناتی انقلاب اور اس دنیا کی تباہی کا اختصار سے ذکر کیا ہے جو قیامت کی بڑی نشانیوں کے ظہور کے بعد آئے گی، کیونکہ ان کی پہچان اور ان پر ایمان ہمارے عقیدے کا لازمی جزو ہے۔

فصل اول

وہ علامتیں جو مؤمنوں کو نظر آئیں گی

مؤمن مذکورہ بالا دس نشانیوں میں سے صرف چھ کو دیکھ سکیں گے' باقی چار صرف کافروں کو نظر آئیں گی۔

مؤمن دجال' عیسیٰ بن مریم' یاجوج ماجوج' مغرب سے طلوع آفتاب' جانور اور دھوئیں کو دیکھ سکیں گے اور یہی ان کی زمانی ترتیب ہے۔

پہلی علامت: ظہورِ دجال

گزشتہ باب میں ہم نے خاص طور پر اس پر بحث کی ہے' کیونکہ ظاہر ہونے والی علامتوں میں یہ سب سے بڑی علامت ہے جسے مؤمن دیکھ پائیں گے۔ اس لیے اس کی وضاحت اور تفصیل ضروری تھی تاکہ لوگوں کو اس بارے میں کسی قسم کا کوئی شبہ نہ رہ جائے۔ اس لیے بھی کہ یہ فتنہ ایک عظیم فتنہ ہوگا اور دجال کی آمد کے وقت کے بارے میں بہت سے لوگوں کو شبہ ہے۔ ہم نے وہاں ثابت کر دیا ہے کہ یہ ظاہر ہونے والی سب سے پہلی علامت ہوگی۔ ہمارے لیے اب یہ معاملہ ڈھکا چھپا نہیں رہا۔ اس بات پر ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔

دوسری علامت: عیسیٰؑ بن مریم کا نزول

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ قتل ہوئے' نہ پھانسی چڑھے' بلکہ اللہ نے ان کو آسمان پر اٹھا لیا اور وہ آخری زمانہ میں لوٹ کر آئیں گے' دجال کو قتل کریں گے اور اسلام کو غالب کر کے لوگوں کو اس کی دعوت دیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ۭ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًۢا ﴿۱۵۷﴾ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۵۸﴾ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ﴿۱۵۹﴾﴾ (النساء)

''اور ان کے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم کو جو اللہ تعالیٰ کے رسول

ہیں'قتل کر دیا' حالانکہ انہوں نے نہ ان کو قتل کیا اور نہ ان کو سولی پر چڑھایا لیکن ان کو شبہ ہو گیا۔ اور جو لوگ ان کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں وہ غلط خیال میں ہیں' ان کے پاس اس بات کی کوئی دلیل نہیں سوائے اس کے کہ وہ تخمینی باتوں پر عمل کرتے ہیں' اور یقینی بات یہ ہے کہ انہوں نے ان کو قتل نہیں کیا بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھا لیا۔ اور اللہ تعالیٰ بڑے زبردست اور حکمت والے ہیں۔ اور اہل کتاب میں سے ہر شخص اپنے مرنے سے پہلے ضرور ان کی تصدیق کر لیتا ہے' اور قیامت کے روز وہ ان پر گواہی دیں گے۔''

عیسیٰ علیہ السلام کب نازل ہوں گے؟ کہاں نازل ہوں گے؟ ہمیں ان کی پہچان کیسے ہو گی؟ نزول کے بعد وہ کیا کریں گے؟

(۱) حضرت عیسیٰ کب نازل ہوں گے؟ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا نزول مہدی کے ظہور اور دجال کے خروج کے بعد ہو گا۔ دجال خارج ہو کر زمین میں چالیس روز قیام کرے گا۔ از روئے حدیث نبویؐ: ''ایک دن ایک سال کے برابر' دوسرا دن ایک ماہ کے برابر' تیسرا دن ایک جمعہ کے برابر اور باقی دن تمہارے عام دنوں کی مانند ہوں گے''۔ (۲)

دجال کے قیام کی مدت ختم ہونے کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہو گا۔ نماز پڑھنے کے بعد وہ سب سے پہلے دجال کو قتل کریں گے اور قتل کرتے وقت کہیں گے'' تجھے ضرب لگانا میرے مقدر میں ہے۔''

(۲) عیسیٰ کہاں نازل ہوں گے؟ سوریا (شام) کے شہر دِمشق کے مشرق میں سفید مینار کے پاس اس جگہ اتریں گے جہاں مہدی اور ان کے مسلمان ساتھیوں کا ٹھکانہ ہو گا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''عیسیٰ علیہ السلام دِمشق کے مشرق میں سفید مینار کے پاس نازل ہوں گے''۔ (۳)

(۳) ہم ان کو کیسے پہچانیں گے؟ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا حلیہ اور ان کے نزول کی کیفیت درج ذیل حدیث میں بیان فرمائی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میرے اور عیسیٰ کے درمیان کوئی نبی نہیں' وہ اُترنے والے ہیں' جب تم انہیں دیکھو تو انہیں پہچان لینا۔ وہ میانہ قد کے آدمی ہوں گے' رنگ سرخی اور سفیدی مائل ہو گا' گیرو سے رنگے ہوئے دو کپڑے پہنے ہوئے نازل ہوں گے' پانی نہ پڑنے کے باوجود ان کے سر سے قطرے ٹپک رہے ہوں گے۔''(۴)

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''......جبکہ وہ (دجال) یہ کام کر رہا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ مسیح عیسیٰؑ بن مریم کو مبعوث فرمائے گا' وہ دِمشق کے مشرق میں سفید مینار سے گیرو سے رنگے ہوئے دو زرد کپڑے پہنے ہوئے نازل ہوں گے۔ انہوں نے اپنی ہتھیلیاں دو فرشتوں کے پروں پر رکھی ہوں گی' جب سر نیچا کریں گے تو قطرے ٹپکیں گے اور جب سر اٹھائیں گے تو اس سے موتیوں کی مانند دانے گریں گے۔'' (۵)

عیسیٰ علیہ السلام تینتیس (۳۳) برس (اسی عمر میں ان کو آسمان پر اٹھایا گیا تھا) کے جوان ہوں گے۔ قد میانہ' رنگ سرخی سفیدی مائل' بال سیدھے (نرم اور کھلے ہوئے) ایک زلف (لَٹ) دو کاندھوں کے درمیان حرکت کر رہی ہوگی' یوں معلوم ہوگا کہ وہ ابھی ابھی حمام سے نکل کر آ رہے ہیں' جب سر نیچا کریں گے تو پانی کے قطرے ٹپکیں گے اور جب سر اٹھائیں گے تو موتیوں کی مانند دانے نیچے گریں گے۔ انہوں نے گیرو (یا زرد رنگ) میں رنگے ہوئے دو کپڑے (چادر اور تہہ بند) پہنے ہوں گے' ہتھیلیاں دو فرشتوں کے پروں پر رکھی ہوں گی۔

(٤) نازل ہونے کے بعد کیا کریں گے؟ سب سے پہلے نماز پڑھیں گے۔ جب وہ اُتریں گے تو صبح کی نماز کی اقامت ہو چکی ہوگی اور مہدی نماز پڑھانے کے لیے آگے بڑھ چکے ہوں گے۔ عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھتے ہی وہ پیچھے ہٹ کر کہیں گے: ''آئیے اے روح اللہ! نماز پڑھائیے''۔ حضرت عیسیٰؑ انکار کریں گے اور فرمائیں گے: ''نہیں تم میں سے ایک دوسرے پر امیر ہے''۔ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: ''میری اُمت کا ایک گروہ حق کی خاطر قیامت تک لڑتا رہے گا اور غالب ہوگا۔ پھر عیسیٰؑ نازل ہوں گے۔ مسلمانوں کا امیر ان سے کہے گا آیئے' ہمیں نماز پڑھائیے۔ وہ کہیں گے کہ نہیں' امیر تم میں سے ہوگا۔ یہ وہ اعزاز ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس امت کو بخشا ہے''۔ (٦)

مسند احمد کی ایک روایت میں ہے ''......وہ اچانک عیسیٰؑ بن مریم کو دیکھ لیں گے' پھر نماز کے لیے اقامت کہی جائے گی اور ان سے کہا جائے گا: آگے بڑھیے اے روح اللہ! آپ فرمائیں گے: تمہارا امام آگے بڑھ کر تمہیں نماز پڑھائے۔''

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: تمہاری کیا کیفیت ہوگی جب ابن مریم نازل ہوں گے اور امام تم میں سے ہوگا۔ (۷) یعنی اُس نبی کریم (عیسیٰ) علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مل کر تم کس قدر شاداں و فرحاں ہوں گے!

یہاں دو سوال پیدا ہوتے ہیں:

پہلا سوال یہ ہے کہ سب نبیوں میں سے صرف عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے نزول میں کون سی حکمت پوشیدہ ہے۔ جواب وہ ہے جو ابن حجرؒ نے فتح الباری میں دیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ سب نبیوں کو چھوڑ کر عیسیٰؑ کے نزول میں یہ حکمت ہے کہ اس سے یہودیوں کی تردید مقصود ہے' کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ انہوں نے ان کو قتل کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے جھوٹ کا پردہ چاک کیا ہے اور بتایا ہے کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں سے قتل ہوں گے۔ (۸)

میری رائے میں ان کے نزول سے نصاریٰ کے اس عقیدے کی تردید ہوتی ہے کہ حضرت عیسیٰ الٰہ (معبود) ہیں۔ ان کے نزول سے اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں کے عقیدے کی تکذیب کی ہے اور ان کی بشریت کا اعلان کیا ہے' بلکہ صلیب کو توڑ کر' خنزیر کو قتل کر کے اور جزیہ کو ختم کرنے سے ان کے مسلمان ہونے کا اعلان بھی کیا ہے۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نماز کی امامت کیوں نہیں کرائیں گے؟

ابن جوزیؒ نے اس کے جواب میں فرمایا ہے کہ اگر عیسیٰؑ آگے بڑھ کر امامت کرا دیں تو دل میں شبہ پیدا ہو کہ آیا وہ نائب کی حیثیت سے آگے بڑھے ہیں یا وہ نئی شریعت لائے ہیں؟ مقتدی کے طور پر نماز پڑھیں گے تاکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول "میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا" (۹) شک و شبہ سے غبار آلود نہ ہو جائے۔ یہ بڑی ہی خوبصورت اور پختہ توجیہ ہے۔ پھر نماز کے ختم ہونے کے فوراً بعد وہ ملعون دجال کے قتل اور باقی ماندہ یہودیوں کے خاتمے کا کام اپنے ذمے لیں گے۔

اس کے بعد وہ لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں گے۔ صلیب کو توڑیں گے' خنزیر کو قتل کریں گے' جزیہ معاف کریں گے۔ اسلام اور تلوار میں سے صرف ایک کو قبول کریں گے (یعنی لوگ اسلام قبول کر لیں یا جنگ کے لیے تیار ہو جائیں۔) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' جلد ہی تمہارے درمیان ابن مریم ایک عادل منصف کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔ پھر وہ صلیب توڑیں گے' خنزیر کو قتل کریں گے' جزیہ معاف کریں گے۔ مال کی اتنی فراوانی ہوگی کہ کوئی اسے قبول کرنے والا نہ ہوگا۔ اسلام کا اس قدر دور دورہ ہوگا کہ ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر شمار ہوگا۔" (۱۰)

پھر جنگ اپنے ہتھیار ڈال دے گی۔ لوگ اتنے ناز و نعمت سے زندگی گزاریں گے جس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ بغض اور کینہ جاتا رہے گا۔ زہریلے جانوروں کا زہر کھینچ لیا جائے گا حتیٰ کہ بچہ سانپ کے بل میں ہاتھ ڈالے گا اور سانپ اسے نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ بچے شیروں

اور درندوں کے ساتھ کھیلیں گے اور وہ انہیں کوئی ضرر نہیں پہنچائیں گے۔ بھیڑیا کتوں کی طرح بھیڑوں کی حفاظت کرے گا۔ زمین سے برکتوں کا خروج ہو گا اور آسمان اپنی خیرات نازل کرے گا۔ عیسیٰ بن مریم شادی کریں گے' پھر عیسیٰ کعبہ کا حج کریں گے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' ابن مریم حج یا عمرہ کی غرض سے تلبیہ کے ساتھ اپنی آواز بلند کریں گے' یا ان دونوں کو دوبارہ سرانجام دیں گے''۔(11)

پھر عیسیٰ زمین میں ساٹھ برس تک ٹھہریں گے اور ایک صحیح روایت کے مطابق چالیس برس قیام کریں گے۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ کیا ہوگا۔ جب اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں یاجوج اور ماجوج کو ہلاک کردے گا تو وہ وفات پا جائیں گے۔

تیسری علامت: یاجوج ماجوج

مؤمنوں کو دکھائی دینے والی تیسری علامت یاجوج ماجوج کا خروج ہوگا۔

یاجوج ماجوج کون ہیں؟ اس وقت وہ کہاں ہیں؟ ان کا خروج کب ہوگا؟ ان کا فتنہ کیسا ہوگا؟

(۱) وہ کون ہیں؟ جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے' یاجوج اور ماجوج آدم کی اولاد سے دو ترک جماعتیں ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا: اے آدم! وہ کہیں گے کہ میں تیری خدمت میں حاضر ہوں۔ ساری بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے۔ اللہ فرمائے گا: آگ والی جماعت کو نکالو۔ وہ کہیں گے کہ آگ والی جماعت میں کتنے لوگ ہیں؟ اللہ فرمائے گا: ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے۔ (نبی ﷺ نے فرمایا) یہی وہ وقت ہے جب بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور ہر حاملہ کا حمل گر جائے گا۔ یوں معلوم ہوگا جیسے لوگ نشے میں ہیں' حالانکہ وہ نشے میں نہیں ہوں گے مگر اللہ کا عذاب سخت ہوگا۔ (صحابہ کرامؓ نے) دریافت کیا: اے اللہ کے رسولؐ! ہم میں سے کون ہوگا جو باقی بچنے والا ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا: خوشیاں مناؤ' وہ ایک تم میں سے ہوگا اور ایک ہزار یاجوج ماجوج میں سے ہوں گے''۔(12)

وہ یافث بن نوح کی اولاد میں سے ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کے تین بیٹے تھے: حام جو حبشیوں کے جد امجد ہیں۔ سام جو عربوں' فارسیوں اور رومیوں کے جد امجد ہیں اور یافث جو ترکوں کے جد امجد ہیں۔ پس یاجوج ماجوج ترکوں یعنی چینیوں' روسیوں' جاپانیوں اور منگولیوں اور ان کی نسل کے دوسرے لوگوں کے چچا کے بیٹے ہیں۔

ان کے اوصاف: ان کے اوصاف وہی ہیں جو ترک مغلوں کے ہیں۔ چوڑے چہرے' چھوٹی آنکھیں' کالے سفیدی یا خاکستری مائل بال' ان کے چہرے ایسے ہیں جیسے کوٹی ہوئی گول ڈھالیں۔ ان اوصاف کا بیان اس حدیث میں ہے جسے احمد نے مسند میں ابوحرملہ سے اور انہوں نے اپنی خالہ سے روایت کیا ہے اور اس کی سند نبی ﷺ تک پہنچتی ہے۔ حافظ ابن کثیر نے کہا ہے: ''جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ان میں بعض کا قد کھجور کی مانند دراز ہوتا ہے اور بعض کوتاہ قامت ہوتے ہیں اور ان میں سے بعض لوگ اپنے ایک کان کو ڈھانپ کر رکھتے ہیں اور دوسرے کان سے کام لیتے ہیں وہ بہ تکلف ایسی باتیں کرتے ہیں جن کا ان کو نہ تو علم ہے اور نہ ان کے پاس اس کا کوئی ثبوت ہے''۔(۱۳)

(۲) وہ اب کہاں ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ﴿۹۳﴾ قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ﴿۹۴﴾ قَالَ مَا مَكَّنِّيْ فِيْهِ رَبِّيْ خَيْرٌ فَاَعِيْنُوْنِيْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ﴿۹۵﴾﴾ (الكهف)

''یہاں تک کہ وہ (ذوالقرنین) جب دو پہاڑوں کے درمیان میں پہنچا تو ان پہاڑوں کے اس طرف ایک قوم کو دیکھا جو لگتا نہیں تھا کہ کوئی بات سمجھتے ہوں۔ انہوں نے کہا: اے ذوالقرنین یہ یاجوج ماجوج اس سرزمین میں بڑا فساد مچاتے ہیں۔ کیا ہم لوگ آپ کے لیے کچھ محصول مقرر کر دیں اس شرط پر کہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان ایک آڑ بنا دیں۔ ذوالقرنین نے جواب دیا: ''جس مال میں میرے رب نے مجھے اختیار دیا وہ بہت کچھ ہے' پس میری مدد کرو قوت (یعنی محنت) سے تاکہ میں تمہارے اور ان کے درمیان خوب مضبوط دیوار بنا دوں۔''

پس یاجوج ماجوج اس دیوار کے پیچھے بند ہیں جو ذوالقرنین نے ان کو روکنے کے لیے پرانے زمانے میں بنائی تھی' کیونکہ وہ فساد مچاتے تھے اور شرارتیں کرتے تھے۔ وہ دیوار بڑی پختہ' مضبوط' موٹی اور اونچی ہے۔ اسے لوہے کے ٹکڑوں اور پگھلے ہوئے تانبے سے بنایا گیا ہے۔ یاجوج ماجوج اس کی موٹائی کی وجہ سے نہ تو اس میں سوراخ کر سکتے ہیں اور نہ اس کی بلندی اور چکناہٹ کی وجہ سے اس پر چڑھ سکتے ہیں۔ یہ دیوار دو بڑے پہاڑوں کے درمیان بنائی گئی ہے۔

یہ پہاڑ کہاں ہے؟: حبر اُمت اور ترجمانِ قرآن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہنا ہے کہ ترکی کے آخری سرے پر آرمینیا اور آذربائیجان کے قریب ہے۔(۱۴) یعنی کوہ قاف کے پاس ترکی اور روس کی حدود پر واقع ہے۔(۱۵) خدا لگتی بات یہ ہے کہ کوئی آدمی نہ ان تک پہنچ سکتا ہے اور نہ ان کو نکال سکتا ہے' بالکل اسی طرح جس طرح کوئی آدمی اِس وقت پس زندان محبوس دجال تک نہ پہنچ سکتا ہے اور نہ اس کو چھڑا سکتا ہے' کیونکہ ان سب کا خروج ایک امر مقدر ہے جس کا وقت لوحِ محفوظ میں مقرر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَإِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّیْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّیْ حَقًّا﴾ (الکھف)

''پھر جب میرے رب کا وعدہ آئے گا تو اس کو ڈھا کر زمین کے برابر کر دے گا' اور میرے رب کا ہر وعدہ برحق ہے۔''

(۳) ان کا خروج کب ہوگا؟ ان کا خروج اس وقت ہوگا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال ملعون کو قتل کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کو خروج کی اجازت دے گا اور اس مضبوط دیوار کو ڈھا دے گا۔ جب سے یاجوج ماجوج بند ہیں وہ خروج کی کاوشوں سے مایوس نہیں ہوئے۔ وہ ہر روز اس بڑی دیوار میں سوراخ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ حتیٰ کہ جب ان کو سورج کی تھوڑی سی شعاع نظر آ جائے گی تو ان کا سردار ان سے کہے گا: واپس لوٹ چلو' کل ہم اسے کھول دیں گے۔ جب وہ لوٹ کر آئیں گے تو دیکھیں گے کہ وہ دیوار پہلے کی مانند ہو گئی ہے۔ جب اللہ کا مقررہ وقت آ جائے گا تو ان کے امیر کو القا ہوگا اور وہ ان سے کہے گا: لوٹ جاؤ' ان شاء اللہ کل ہم اسے کھول دیں گے۔ وہ دوسرے دن لوٹ کر آئیں گے تو دیکھیں گے کہ دیوار کی حالت وہی ہے جس میں وہ اسے چھوڑ کر گئے تھے۔ پس وہ اسے کھول کر لوگوں کے خلاف خروج کریں گے —— ایک دن نیند سے گھبرا کر بیدار ہونے کے بعد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ عرب اس فتنہ کی وجہ سے تباہ ہو جائیں گے جو قریب ہے۔ آج کے دن یاجوج اور ماجوج کی دیوار کو اس قدر کھول دیا گیا ہے اور آپ نے اپنے انگوٹھے اور ساتھ والی انگلی کے ساتھ حلقہ بنا کر دکھایا۔ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسولؐ! اس بات کے باوصف کہ ہم میں نیکوکار موجود ہوں گے کیا ہم پھر بھی ہلاک ہو جائیں گے؟ آپؐ نے فرمایا: ''ہاں' جب برائی عام ہو جائے گی۔'' (۱۶)

(۴) ان کے فتنے کا طول وعرض کیا ہے؟ درج ذیل حدیث اس فتنے کے طول وعرض کو

واضح کرتی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

''یاجوج ماجوج کو کھول دیا جائے گا اور وہ لوگوں کے خلاف خُروج کریں گے جیسا کہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ﴿وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ﴾ ''اور وہ ہر بلندی سے نکلتے معلوم ہوں گے''۔ وہ لوگوں پر چھا جائیں گے۔ مسلمان ان سے بھاگ کر اپنے شہروں اور قلعوں کی راہ لیں گے اور اپنے ساتھ اپنے مویشیوں کو بھی لے جائیں گے۔ وہ زمین کا پانی پی ڈالیں گے۔ یہاں تک کہ ان میں سے کچھ کا گزر ایک دریا کے پاس ہوگا' وہ اس کا سارا پانی پی کر اسے خشک کر دیں گے۔ ان کے بعد جو آدمی بھی اس دریا کے پاس سے گزرے گا کہے گا کسی زمانہ میں یہاں بھی پانی ہوتا تھا۔ جب روئے زمین پر سوائے شہروں اور قلعوں میں کوئی انسان باقی نہ رہے گا تو ان میں سے ایک کہنے والا کہے گا: زمین والوں سے تو ہم فارغ ہو چکے' اب آسمان والے باقی رہ گئے ہیں۔ ان میں سے ایک اپنے نیزے کو حرکت دے کر آسمان کی طرف پھینکے گا' آزمائش کے طور پر خون آلود نیزہ اس کی طرف واپس آئے گا۔ اسی دوران اللہ تعالیٰ ایک کیڑا بھیجے گا جو ان کی گردنوں پر حملہ کرے گا۔ یہ کیڑا اُس کیڑے کی طرح ہوگا جو ٹڈی کی گردن پر حملہ کرتا ہے۔ چنانچہ وہ سب مر جائیں گے اور ان کی کوئی آہٹ سنائی نہ دے گی۔ اُس وقت مسلمان کہیں گے: دیکھئے! کیا کوئی ایسا آدمی ہے جو اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر دیکھ آئے کہ اس دشمن نے کیا کیا ہے؟ ان میں سے ایک آدمی ثواب کی غرض سے اپنے آپ کو وقف کرے گا۔ وہ اپنے جی میں یہ بات بٹھا لے گا کہ اسے قتل ہو جانا ہے۔ وہ اُتر کر آئے گا اور انہیں مردہ پائے گا' وہ ایک دوسرے پر گرے ہوئے ہوں گے۔ وہ آواز دے گا: اے مسلمانوں کے گروہ! تمہیں بشارت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں تمہارے دشمن سے بچا لیا ہے۔ پھر وہ اپنے شہروں اور قلعوں سے باہر نکل آئیں گے۔ وہ اپنے مویشیوں کو کھلا چھوڑ دیں گے' جن کے لیے یاجوج ماجوج کے گوشت کے علاوہ کوئی چراگاہ نہ بچی ہوگی۔ وہ اس کا بھی اسی احسن طریقے سے شکریہ ادا کریں گے جس طرح کبھی نباتات کے ملنے پر شکریہ ادا کیا کرتے تھے۔'' (۱۷)

ان کی تعداد چیونٹیوں اور ٹڈیوں کی طرح گنی نہیں جا سکے گی۔ یہاں تک کہ مسلمان یاجوج ماجوج کی کمانوں' تیروں اور ڈھالوں کو سات برس تک بطور ایندھن استعمال کرتے رہیں گے۔ (۱۸)

ان کا فتنہ عام ہوگا اور ان کی برائی ہر طرف پھیلی ہوگی۔ ان کو روکنا کسی کے بس میں نہ

ہوگا۔ جب ان کا خروج ہوگا تو اللہ عزوجل عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کرے گا کہ میں نے ایسے بندوں کو نکالا ہے جن کے ساتھ لڑنا کسی کے بس میں نہیں۔ پس میرے بندوں کو طور پر جمع کرو۔ اللہ کے نبی عیسیٰؑ اور ان کے ساتھی محصور ہو جائیں گے۔ وہ اس قدر تنگ ہوں گے کہ وہ ایک بیل کے سر کو تمہارے آج کل کے ایک ہزار دینار سے بہتر سمجھیں گے۔ اللہ کے نبی عیسیٰؑ اور ان کے ساتھی نیچے اترنا چاہیں گے۔ وہ اتنے تنگ ہوں گے کہ زمین میں بالشت بھر جگہ نہ پائیں گے' کیونکہ پوری زمین ان کے سڑے ہوئے گوشت کی بو سے بھری ہوگی۔ اللہ کے نبی عیسیٰؑ اور ان کے ساتھی اللہ کی طرف رجوع کریں گے تو اللہ اپنے پرندے بھیجے گا جن کی گردنیں بختی اونٹوں کی طرح ہوں گی۔ وہ پرندے ان مردوں کو اٹھا کر وہاں پھینک دیں گے جہاں اللہ کی مرضی ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ بارش بھیجے گا جو دیہات اور شہر کے ہر گھر پر برسے گی۔ یہ بارش زمین کو دھو کر ایسا کر دے گی گویا اس پر جھاڑو دیا گیا ہے۔ (۱۹)

یاجوج ماجوج کے فتنہ سے حفاظت کا کام عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے سپرد ہوگا۔ وہ مسلمانوں کو اس کے بارے میں ہدایات دیں گے' کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کو وحی کرے گا کہ میرے بندوں کو طور پر جمع کرو۔ اس سے مراد طور سیناء ہے جو سرزمین مصر میں ہے۔

چوتھی علامت: مغرب سے طلوعِ آفتاب

جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں' وقتی ترتیب کے لحاظ سے یہ چوتھی علامت ہے۔ اس سے پہلے زمین کی تین بڑی علامتیں رونما ہوں گی۔ عالم سماوی میں تغیر کی یہ پہلی بڑی علامت ہوگی۔ (۲۰) یہ علامت بھی مؤمنوں کو دکھائی دے گی۔ اس بڑی علامت کا قصہ کچھ یوں ہے:

(۱) "جب سے اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے سورج ہر روز مشرق سے نکلتا ہے اور مغرب میں غروب ہوتا ہے۔ اس بات کی اجازت وہ اپنے ربّ عزوجل سے لیتا ہے' چنانچہ وہ اسے اپنا عمل دہرانے کی اجازت دے دیتا ہے۔ یہاں تک کہ جب وقت مقررہ آ جائے گا تو وہ معمول کے مطابق اپنے رب سے طلوع ہونے کی اجازت طلب کرے گا مگر اسے اجازت نہیں ملے گی۔ پھر اجازت مانگے گا' پھر نہیں ملے گی۔ پھر اجازت مانگے گا' پھر نہیں ملے گی۔ تین دن سورج طلوع نہیں ہوگا۔ پھر اسے کہا جائے گا جہاں سے آئے ہو وہاں لوٹ جاؤ۔ لوگ یہ دیکھ کر خوفزدہ ہو جائیں گے کہ سورج مغرب سے طلوع ہو رہا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: "کیا تم جانتے ہو کہ یہ سورج کہاں جاتا ہے؟ یہ چلتا رہتا ہے یہاں تک کہ عرش کے نیچے اپنے

ٹھکانے پر پہنچ جاتا ہے۔ پھر سجدہ میں گر جاتا ہے اور اسی حالت میں رہتا ہے حتیٰ کہ اسے کہا جاتا ہے اوپر اٹھو! جہاں سے آئے ہو وہیں لوٹ جاؤ۔ پس وہ لوٹ کر اپنے مطلع سے طلوع ہوتا ہے۔ پھر چلتا رہتا ہے یہاں تک کہ عرش کے نیچے اپنے ٹھکانہ پر پہنچ کر سجدہ ریز ہو جاتا ہے اور اسی حالت میں رہتا ہے' حتیٰ کہ اسے کہا جاتا ہے جہاں سے آئے ہو وہیں لوٹ جاؤ۔ پس وہ پھر اپنے مطلع سے طلوع ہو جاتا ہے۔ پھر وہ چلتا رہتا ہے۔ لوگوں کو اس کی کوئی حرکت ناپسندیدہ نہیں لگتی' یہاں تک کہ وہ عرش کے نیچے اپنے پہلے والے ٹھکانے پر پہنچ جاتا ہے۔ پھر اسے کہا جائے گا اٹھو مغرب سے طلوع ہو جاؤ تو وہ مغرب سے طلوع ہو گا۔ کیا جانتے ہو یہ سب کب ہو گا؟ ﴿لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا﴾ (الانعام:۱۵۸) ''جب کسی ایسے شخص کو ایمان لانے کا کوئی فائدہ نہ ہو گا جو پہلے سے ایمان نہ لایا ہو یا جس نے ایمان سے کوئی نیکی نہ کمائی ہو۔'' (۲۱)

(۲) اس کی تفصیل اس روایت میں ہے جسے حافظ ابوبکر بن مردویہ نے اپنی تفسیر میں عبداللہ بن ابی اوفیٰ کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو کہتے سنا کہ ''لوگوں پر ایک رات ایسی آئے گی جو ان کی عام تین راتوں کے برابر ہو گی' نفل عبادت کرنے والے اس کو پہچان لیں گے۔ ان میں سے کوئی کھڑے ہو کر اپنے حصے کی نماز یا قرآن پڑھے گا پھر سو جائے گا' پھر کھڑے ہو کر اپنے حصے کی نماز یا قرآن پڑھے گا پھر سو جائے گا۔ اس دوران لوگ ایک دوسرے پر چیخیں گے۔ وہ پوچھیں گے کیا ہوا؟ اور گھبرا کر مسجدوں کی طرف جائیں گے۔ اچانک وہ دیکھیں گے کہ سورج مغرب سے نکلا ہوا ہے۔ جب وہ آسمان کے درمیان پہنچے گا تو لوٹ جائے گا۔

حافظ بیہقی نے ''البعث والنشور'' میں ابن مسعودؓ کی سند سے روایت نقل کی ہے جس میں یہ الفاظ ہیں: ''......اس رات آدمی اپنے پڑوسی کو آواز دے گا اے فلاں! آج رات کیا بات ہے کہ میں جی بھر کر سویا اور اتنی نماز پڑھی کہ میں تھک گیا؟ پھر سورج سے کہا جائے گا وہاں سے نکلو جہاں تم غروب ہوتے ہو۔ اور اس دن ایسے شخص کو ایمان کا کوئی فائدہ نہ ہو گا جو پہلے سے ایمان نہ لایا ہو یا جس نے اپنے ایمان سے کوئی نیکی نہ کمائی ہو''۔ (۲۲)

(۳) سورج کا یہ اُلٹا طلوع صرف ایک دن ہو گا اور اس کے ساتھ ہی توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ پھر سورج اپنے معمول کی طرف لوٹ جائے گا اور قیامت تک مشرق سے نکلتا رہے گا۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''قیامت اُس وقت تک نہیں آئے گی جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہو جائے' اور جب وہ مغرب سے طلوع ہوگا تو لوگ اسے دیکھ کر سب کے سب ایمان لے آئیں گے مگر اُس وقت کسی ایسے شخص کو ایمان کوئی فائدہ نہ دے گا جو پہلے سے ایمان نہ لایا ہو''۔ (۲۳)

ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: ''......اُبی بن کعبؓ سے پوچھا گیا: اس کے بعد سورج اور لوگ کس حالت میں ہوں گے؟ انہوں نے فرمایا: روشنی سورج کو ڈھانپ لے گی اور وہ ایسے ہی طلوع ہوا کرے گا جیسا کہ پہلے ہوا کرتا تھا اور لوگ دنیا کی طرف متوجہ ہو جائیں گے۔ اگر آدمی کی گھوڑی بچھیرے کو جنم دے تو اسے اس پر سوار ہونے کی مہلت نہیں ملے گی یہاں تک کہ قیامت آ جائے گی''۔ (۲۴)

پانچویں علامت: جانور کا خروج

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ ﴿٨٢﴾﴾ (النمل)

''اور جب (قیامت کا) وعدہ ان پر پورا ہو جائے گا تو ہم ان کے لیے زمین سے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے باتیں کرے گا' کیونکہ (کافر) لوگ ہماری باتوں پر یقین نہ لاتے تھے۔''

یہ علامت بھی مؤمنوں کو نظر آئے گی۔ مغرب سے طلوعِ آفتاب والی علامت اور یہ علامت جڑواں علامتیں ہیں۔ یا تو یہ مغرب سے طلوعِ آفتاب سے پہلے رونما ہوگی یا وہ اس سے پہلے۔ اللہ کے رسول ﷺ کا قول ہے: ''سب سے پہلے ظاہر ہونے والی علامتوں میں سے دو علامتیں ہیں۔ مغرب سے طلوعِ آفتاب اور دن کی روشنی میں جانور کا لوگوں پر ظاہر ہونا۔ ان دونوں میں سے جو علامت پہلے ظاہر ہوگی دوسری اس کے فوراً بعد رونما ہو جائے گی''۔ (۲۵)

ہو سکتا ہے کہ ان کے ملاپ کی وجہ یہ ہو کہ ایک علامت ظاہر ہو کر توبہ کا دروازہ بند کر دے گی تو دوسری اس کے بند ہونے پر مہر تصدیق ثبت کر دے گی۔ چنانچہ سورج صبح دم مغرب سے طلوع ہو کر در توبہ بند کر دے گا اور اس کے طلوع کے وقت لوگوں کی جو حالت ہوگی وہی قائم رہے گی۔ پھر اس روز دن چڑھے جانور ظاہر ہو کر در توبہ کے بند ہونے کی تصدیق کر دے گا۔

مؤمنوں پر ایمان کا اور کافروں پر کفر کا نشان لگ جائے گا۔

حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں: ''غالباً جانور کا خروج اسی روز ہوگا جس روز سورج مغرب سے نکلے گا......'' آگے چل کر لکھتے ہیں کہ ابو عبداللہ حاکم کا قول ہے: ''یوں دکھائی دیتا ہے کہ جانور کے خروج سے پہلے اسی روز یا ساتھ والے کسی روز سورج کا (مغرب سے) طلوع ہوگا''۔ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: ''میرا خیال ہے کہ اس میں یہ حکمت پوشیدہ ہے کہ مغرب سے طلوع آفتاب کے وقت درِ توبہ بند ہو جائے گا۔ پھر جانور نکل کر درِ توبہ کے بند ہونے کا جو مقصد ہے اس کی تکمیل کے طور پر مؤمن کو کافر سے الگ کردے گا''۔(٢٦)

اس جانور کے اوصاف اور سیرت کے متعلق ہمارا کہنا یہ ہے:

یہ بھاری بھرکم جانور ہوگا جس کے پر روئیں اور ٹانگیں ہوں گی۔ وہ ضخیم شکل وصورت کا ہوگا۔ ہمارے پاس صحیح آثار نہیں ہیں جن پر ہم اس کی تعریف کے سلسلہ میں اعتماد کرسکیں اگرچہ کئی ایک روایات ہیں جن میں بڑی باریکی سے اس کے اوصاف بیان کیے گئے ہیں جو اس کے عظیم الخلقت ہونے پر دلالت کرتے ہیں اور یہ بتاتے ہیں کہ وہ صفا پہاڑ کے شگاف سے نکلے گا۔ اگر گھوڑا تین دن تک مسلسل دوڑتا رہے تو اسے جتنا عرصہ درکار ہوتا ہے اتنے عرصہ میں اس جانور کا صرف ایک تہائی حصہ نکلے گا۔ اس جیسے اور بھی بہت سے ہولناک اوصاف ہیں۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ صحیح ہیں یا نہیں۔

ان اوصاف کی ہمارے نزدیک کوئی اہمیت نہیں کیونکہ ہم کھڑے ہو کر اس کو دیکھنے اور پہچاننے سے رہے۔ اللہ تعالیٰ تو اس جانور کو ایک خاص مقصد کے لیے نکالے گا۔

''تُكَلِّمُهُمْ'' سے مراد ہے وہ لوگوں سے باتیں کرے گا اور کہے گا کہ لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات کا یقین نہیں کرتے تھے۔

كَلْمُ النَّاس سے مراد یہ ہے کہ وہ لوگوں کے چہروں پر نشان لگائے گا جس سے مؤمن کا چہرہ روشن اور کافر کا چہرہ تاریک ہو جائے گا۔

پس جبکہ لوگ حرمت کے لحاظ سے اللہ کی سب سے بڑی مسجد مسجد حرام (بیت اللہ) میں ہوں گے تو وہ رکن (حجر اسود) اور مقام ابراہیم کے درمیان غصے سے چیخ کر لوگوں کو خوفزدہ کر دے گا۔ اپنے سر سے مٹی جھاڑ کر مشرق کی طرف منہ کرکے چیخے گا تو اس کی چنگھاڑ مشرق کے آر پار ہو جائے گی پھر وہ مغرب کی طرف منہ کرکے چیخے گا تو اس کی چنگھاڑ مغرب کے آر پار

ہو جائے گی۔ لوگ ڈر کر ایک ساتھ اور الگ الگ منتشر ہو جائیں گے۔ صرف مؤمنوں کی ایک جماعت اپنی جگہ پر کھڑی رہے گی' ان کو پتہ چل جائے گا کہ وہ اللہ کا جانور ہے اور اب وہ ڈر کر اللہ سے بھاگ نہیں سکتے۔ وہ انہی سے آغاز کرے گا اور ان کے چہروں کو جلا بخش کر ایسا کر دے گا جیسا کہ چمکتا ہوا موتی۔ پھر وہ روئے زمین پر بھاگ جائے گا۔ نہ کوئی چاہنے والا اسے پکڑ سکے گا اور نہ کوئی بھاگنے والا اس سے بچ سکے گا۔ یہاں تک کہ آدمی اس سے بھاگ کر نماز کی پناہ لے گا۔ وہ پیچھے سے آ کر کہے گا اے فلاں تو اب نماز پڑھ رہا ہے۔ پھر وہ اس کے سامنے آ کر اس کے چہرے کو داغ کر چلا جائے گا۔ ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''زمین کا جانور نکلے گا تو اس کے پاس موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی ہوگی۔ وہ عصا سے کافر کی ناک میں نکیل ڈالے گا اور مؤمن کے چہرے کو انگوٹھی سے جلا بخشے گا' یہاں تک کہ ایک دستر خوان پر کھانا کھانے والے اکٹھے ہو کر کہیں گے کہ یہ مؤمن ہے اور یہ کافر''۔ (۲۷)

یہ ہے اللہ کا جانور' بڑی علامتوں میں سے پانچویں علامت۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بن عاص کا قول ہے یہ جانور ہی وہ جاسوس (جساسہ) ہے جس کا تذکرہ تمیم الداری کی حدیث میں ہوا ہے (۲۸)۔ اللہ بہتر جانتا ہے۔

چھٹی علامت: دھواں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ ⑩ يَّغْشَى النَّاسَ ۖ هٰذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ ⑪﴾ (الدخان)

''سو آپ اس روز کا انتظار کیجیے جب آسمان میں ایک نظر آنے والا دھواں پیدا ہو' جو ان سب لوگوں پر عام ہو جائے۔ یہ ایک دردناک سزا ہے۔''

یہ آخری علامت ہے جو مسلمانوں کو نظر آئے گی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''بے شک تمہارے رب نے تین چیزوں سے ڈرایا ہے۔ پہلی چیز دھواں ہے جو مؤمن کو اتنی تکلیف دے گا جتنی زکام دیتا ہے اور کافر کا مواخذہ کرے گا تو وہ پھول جائے گا یہاں تک کہ اس کے کانوں سے دھواں نکلنے لگے گا۔ دوسری چیز جانور ہے اور تیسری دجال''۔ (۲۹)

ابن ابی حاتم کا قول ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ''دھوئیں والی نشانی ابھی

آئی نہیں۔ مؤمن کو تو زکام کی شکل میں آئے گی اور کافر اتنا پھول جائے گا کہ اس کے جسم کے سوراخوں سے دھواں نکلنے لگے گا"۔ (۳۰)

ابن جریر نے عبداللہ بن ابی ملیکہ سے روایت کی ہے: "ایک دن میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا' وہ فرمانے لگے آج رات مجھے صبح تک نیند نہیں آئی۔ میں نے پوچھا: کیوں؟ انہوں نے کہا کیونکہ لوگوں نے بتایا کہ دمدار ستارہ نکل آیا ہے' مجھے ڈر ہوا کہ کہیں رات کو دھواں ہی نہ آلے۔ چنانچہ صبح تک مجھے نیند نہ آئی۔"(۳۱)

الغرض دُھواں مؤمنوں کو دکھائی دینے والی چھٹی علامت ہے۔ ان کو تو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا' یہ تو کافروں کے لیے اس بات کی تنبیہ ہوگی کہ عذاب اور انتقام کے نزول کا آغاز ہو چکا ہے۔ دھواں چالیس روز تک چھایا رہے گا۔

چنانچہ اس نشانی کے ظہور کے بعد یمن کی جانب سے ایک نرم ہوا چلے گی جو سب مؤمنوں کی روحیں قبض کر لے گی۔ اس کی گرفت سے صرف کافر بچیں گے تاکہ ان پر عذاب ڈالا جا سکے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک قیامت سے پہلے یمن کی طرف سے ہوا آئے گی جس میں ہر مؤمن کی روح قبض کر لی جائے گی اور وہ مر جائے گا"(۳۲)۔ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک اللہ تعالیٰ یمن کی جانب سے ریشم سے بھی نرم ہوا بھیجے گا۔ جس کے دل میں دانے (رائی) کے برابر بھی ایمان ہوا یہ ہوا اس کی روح قبض کیے بغیر نہ چھوڑے گی"۔(۳۳)

فصل دوم

وہ علامات جن کو مؤمن دیکھ نہ سکیں گے

یہ چار ہیں۔ تین خسوف (زمین کا دھنس جانا)' مشرق' مغرب اور جزیرۃ العرب میں' چوتھی آگ جو عدن کی گہرائی یا مشرق سے نکل کر لوگوں کو ہانک کر محشر کے میدان میں لے جائے گی۔

خسف سے مراد زمین کا پھٹ کر لوگوں کو نگل لینا ہے۔ وہ ایک قسم کا عذاب اور انتقام ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اِس اُمت میں تین طرح کے عذاب ہوں گے۔ زمین کے دھنسنے سے' صورت کے مسخ کرنے سے اور سنگ باری سے۔ یہ اس وقت آئیں گے جب

گانے والیوں اور آلاتِ طرب کا چرچا ہوگا اور جب مے خوری عام ہو جائے گی"۔(۳۴)

لیکن خسف (زمین کا دھنسنا)، قذف (سنگ باری) اور مسخ (صورت کا بگڑنا) عام نہیں ہوگا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کو ان عذابوں سے بچا رکھا ہے۔ یہ عذاب خاص خاص جماعتوں پر نازل ہوں گے۔

اسی بنا پر اللہ تعالیٰ مؤمن لوگوں کو وفات دے دے گا تاکہ وہ نہ تو قیامت کے زلزلہ کو دیکھ سکیں اور نہ ہی مشرق، مغرب اور جزیرۃ العرب میں ظاہر ہونے والے تین عذابوں کو دیکھ پائیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کا قول ہے کہ "قیامت تو بدکاروں پر آئے گی"۔(۳۵)

اللہ کے رسول ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ "قیامت اس وقت قائم ہوگی جب روئے زمین پر کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ رہے گا"۔(۳۶)

ان تین خسوف کے بعد آخری بڑی علامت نمودار ہوگی اور یہ کائنات کے ہولناک حقیقی انقلاب کی پہلی نشانی بھی ہوگی۔ یمن سے، یا عدن کی گہرائی سے، یا مشرق سے ایک آگ نکل کر لوگوں کو ہانک کر سرزمینِ شام کے میدانِ حشر میں لے جائے گی۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "جہاں تک قیامت کی پہلی نشانی کا تعلق ہے، وہ آگ ہے جو مشرق سے ظاہر ہو کر لوگوں کو حشر کے لیے مغرب میں جمع کر دے گی"۔(۳۷)

مسلم کی اس روایت میں جو پہلے باب میں حذیفہ رضی اللہ عنہ بن اُسید سے مذکور ہے، آیا ہے: "......اور آخری نشانی وہ آگ ہے جو یمن سے نکل کر لوگوں کو میدانِ محشر میں نکال کر لے جائے گی"۔

ایک روایت میں ہے: "......آگ عدن کی گہرائی سے نکل کر لوگوں کو میدانِ محشر میں دھکیل دے گی، جہاں وہ رات بسر کریں گے وہ رات بسر کرے گی، جہاں وہ قیلولہ کریں گے وہ قیلولہ کرے گی"۔(۳۸)

یہ آگ کسی کافر کو پیچھے نہیں رہنے دے گی بلکہ ان سب کو اپنے آگے اچھی طرح ہانک کر لے جائے گی۔ جو ان میں سے پیچھے رہا اسے کھا جائے گی۔ یہاں تک کہ ان کو شام میں بپا میدانِ حشر کی طرف جانے پر مجبور کر دے گی۔

فصل سوم

کائنات کا انقلاب اور اس کا خاتمہ

اس باب کو ختم کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس دنیا کی انتہا اور حیاتِ ابدی کی ابتدا کے بارے میں تھوڑا سا تذکرہ کر دیں۔ کیونکہ یہ موضوع ان بڑی علامات سے متعلق ہے جن کا ابھی ابھی ہم نے تذکرہ کیا ہے۔ پھر آخرت پر ایمان کے حوالے سے اس کا علم ہمارے عقیدے کا لازمی جزو ہے۔ اللہ عزوجل جب دنیا کے خاتمے اور بربادی کی اجازت دے گا تو فرشتے اسرافیل کو جس کا کام صور (۳۹) پھونکنا ہے، صور پھونکنے کا حکم دے گا۔

پہلا نفخہ: (پھونک) گھبراہٹ کا نفخہ

یہ نفخہ خاصا طویل ہوگا جس کو سن کر آسمان و زمین پر رہنے والے سب ڈر جائیں گے سوائے اُن کے جن کو اللہ بچالے، اور وہ انبیاء اور شہداء ہیں۔ یہ پھونک سن کر سب زندہ لوگ خوفزدہ ہوں گے۔ چونکہ انبیاء اور شہداء بھی اپنے ربّ کے یہاں زندہ ہیں اس لیے اللہ انہیں اس چیخ کے ڈر سے بچالے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ۭ وَكُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِيْنَ﴿۸۷﴾﴾ (النمل)

''اور کیا گزرے گی اس روز جبکہ صور پھونکا جائے گا اور ہول کھا جائیں گے وہ سب جو آسمانوں اور زمین میں ہیں سوائے ان لوگوں کے جنہیں اللہ اس ہول سے بچالے گا۔ اور سب کان دبائے اس کے حضور حاضر ہو جائیں گے۔''

یہ وہی نفخہ ہے جس کی وجہ سے پوری کائنات بری طرح حرکت کرنے لگے گی اور ایک زبردست زلزلہ آئے گا جس کی وجہ سے سب جوڑ کھل جائیں گے اور وہ سب بند ڈھیلے پڑ جائیں گے جو اس ہم آہنگ کائنات کو مربوط رکھے ہوئے ہیں۔ زمین لرز جائے گی، اس کو جھٹکے لگیں گے۔ پہاڑ گر کر زمین کے ساتھ برابر ہو جائیں گے اور وہ ریزہ ریزہ ہو کر ذروں کی مانند بکھر جائیں گے۔ سمندر پھٹ کر ایک دوسرے میں گر جائیں گے اور بھڑکتی ہوئی آگ میں تبدیل ہو جائیں گے۔ آسمان میں ایک بہت بڑا شگاف پڑ جائے گا جس کی وجہ سے اس کی جاذبیت (Gravitation) جاتی رہے گی۔ سیارے غبار آلود ہو جائیں گے۔ ستارے پے بہ

پے گرنے لگیں گے۔ سورج اور چاند کو جمع کر کے پھینک دیا جائے گا۔ ہر ایک کی روشنی جاتی رہے گی۔ ہر چیز فنا ہو جائے گی۔ کائنات اسی طرح کہر اور بخار میں بدل جائے گی جیسے تخلیق سے پہلے تھی۔

یہ وہی نفخہ ہے جو اس چھوٹے سے مغرور انسان کی عقل غارت کر دے گا جو اپنے خالق سے بھی بڑا بننے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔ اس کی عقل زائل ہو جائے گی' اس کے ہوش وحواس اڑ جائیں گے۔ وہ اپنی کم عقلی' ذہنی اضطراب و ہیجان کے ساتھ روئے زمین پر یوں آوارہ گھومے گا جیسے جل مرنے والے پروانے گھومتے ہیں۔ جو بھی اس نفخہ کو سنے گا وہ گردن موڑ کر اس کی طرف توجہ دے گا۔ ایک کان کو اوپر اٹھا کر اور دوسرے کان کو نیچا کر کے اس خوفناک چیخ کے مرکز کی طرف دھیان دے گا۔

یہ وہی نفخہ ہے جو اچانک اس وقت آئے گا جب وہ غفلت میں مدہوش اور کفر میں غرق ہوں گے۔ ان کی حالت کو اللہ کے رسول ﷺ نے یہ کہہ کر واضح کیا ہے: ''قیامت اُس وقت آئے گی جب دو آدمیوں نے اپنا کپڑا اچھا رکھا ہو گا' نہ ان کو باہمی خرید وفروخت کو ختم کرنے کی مہلت ملے گی اور نہ کپڑا لپیٹنے کی اجازت۔ قیامت اُس وقت آئے گی جب اونٹنی کا دودھ لے جانے والے کو پینے کی بھی مہلت نہیں ملے گی۔ قیامت اُس وقت آئے گی جب آدمی پانی کا حوض تیار کرے گا مگر اسے جانوروں کو پانی پلانے کی مہلت نہ ملے گی۔ اور قیامت اُس وقت آئے گی جب کسی نے اپنا لقمہ منہ تک اٹھایا ہو گا اور اسے اتنی مہلت نہ ملے گی کہ وہ اس کو منہ میں ڈال لے۔''(٤٠) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَآيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ① يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ②﴾ (الحج)

''لوگو! اپنے ربّ کے غضب سے بچو۔ حقیقت یہ ہے کہ قیامت کا زلزلہ بڑی (ہولناک) چیز ہے۔ جس روز تم اسے دیکھو گے حال یہ ہو گا کہ ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے بچے سے غافل ہو جائے گی اور ہر حاملہ کا حمل گر جائے گا اور لوگ تم کو مدہوش نظر آئیں گے حالانکہ وہ نشے میں نہ ہوں گے' بلکہ اللہ کا عذاب ہی کچھ ایسا سخت ہو گا۔''

دوسرا نفخہ: بے ہوشی اور موت کا نفخہ

پھر اللہ تعالیٰ اسرافیل کو دوسری مرتبہ صور پھونکنے کا حکم دیں گے۔ یہ بے ہوشی کا نفخہ ہوگا۔ انبیاء اور شہداء سمیت زمین و آسمان کی ساری مخلوق بے ہوش ہو کر مر جائے گی' سوائے اُن کے جن کو اللہ بچانا چاہے گا۔ وہ آٹھ فرشتے ہیں: جبرائیل' میکائیل' اسرافیل' موت کا فرشتہ اور عرش اٹھانے والے چار فرشتے۔(41) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ۚ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ أُخْرٰى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ﴿٦٨﴾﴾ (الزمر)

''اور صور میں پھونک ماری جائے گی' سو تمام آسمان اور زمین والوں کے ہوش اُڑ جائیں گے سوائے اُن کے جن کو اللہ تعالیٰ بچانا چاہے۔ پھر اس میں دوبارہ پھونک ماری جائے گی تو دفعتاً سب کے سب کھڑے ہو جائیں گے اور (چاروں طرف) دیکھنے لگیں گے۔''

پھر اللہ تعالیٰ حکم دیں گے کہ جبرائیل' میکائیل' اسرافیل اور عرش اٹھانے والے چار فرشتوں کی روح قبض کر لی جائے۔ صرف اللہ تعالیٰ اور موت کا فرشتہ باقی رہ جائیں گے۔ پھر اللہ اس فرشتے سے کہے گا تو میری مخلوق ہے' جب میں نے ارادہ کیا تجھے پیدا کر دیا' اب مر جاؤ۔ چنانچہ ملک الموت مر جائے گا اور سوائے الجبار و تبارک تعالیٰ کے کوئی باقی نہیں رہے گا۔ وہ زندہ ہے' اُسے موت نہیں آئے گی۔ وہ اوّل ہے جس سے پہلے کوئی چیز نہیں' وہ آخر ہے جس کے بعد کوئی چیز نہیں۔ وہ زمین و آسمان کو اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑ کر حرکت دے گا اور فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں' میں جبار ہوں۔ زمین کے بادشاہ کہاں ہیں؟ کہاں ہیں جبر کرنے والے؟ کہاں ہیں فخر کرنے والے؟ آج کے دن کس کی بادشاہی ہے؟ آج کے دن کس کی مہمان داری ہے؟ آج کے دن کس کی بادشاہت ہے؟ ذاتِ الٰہی خود جواب دے گی: بادشاہی صرف اللہ کی ہے جو ایک ہے' جو قہار ہے!

بخاری اور مسلم کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کے مطابق کائنات چالیس (سال یا ماہ یا دن) تک اس عالم میں رہے گی۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دو نفخوں کے درمیان چالیس کا وقفہ ہوگا''۔ لوگوں نے پوچھا: ''اے ابو ہریرہ کیا چالیس روز؟ انہوں نے کہا: مجھے پتہ نہیں' چنانچہ میں جواب سے انکار کرتا ہوں۔ انہوں نے پوچھا چالیس ماہ؟ انہوں نے کہا مجھے علم نہیں۔ انہوں نے پوچھا: کیا چالیس برس؟ انہوں نے کہا مجھے علم نہیں''۔(42)

پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے شبنم یا سائے کی مانند بارش اتارے گا' جس کے باعث مخلوقات کے جسم ایسے اُگ آئیں گے جیسے سبزیاں اگتی ہیں۔ انسان کی دمچی (کمر کے نچلے حصے میں ابھری ہوئی ہڈی) کے سوا سب بوسیدہ ہو چکا ہوگا۔ قیامت کے روز مخلوق اسی ہڈی سے ترکیب پائے گی۔ اے عقل والو! عبرت پکڑو!

جب تخلیق مکمل ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ سب سے پہلے اسرافیل کو زندہ کر کے اسے چیخ مارنے کا حکم دیں گے۔ یعنی وہ یہ کہیں گے: اے گلی سڑی ہڈیو! اے ٹوٹے ہوئے جوڑو! اے متفرق اعضاء! اے پارہ پارہ بالو! اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم سب فیصلے کے لیے اکٹھے ہو جاؤ۔(٤٣) پھر وہ صور پھونکیں گے۔

نمبر ۱ نفخہ: مر کر اٹھنے اور حشر نشر کا نفخہ

صور میں اتنے سوراخ ہیں جتنی مخلوقات کی ارواح ہیں۔ اسرافیل صور پھونکیں گے تو روحیں اڑ کر جسموں میں چلی جائیں گی۔ مؤمنوں کی روحیں روشنی میں دمکتی ہوئی اور کافروں کی روحیں اندھیروں میں بھٹکتی ہوئی اڑ کر جائیں گی۔ اللہ عزوجل فرمائے گا: "مجھے میری عزت و جلال کی قسم' یہ روح اسی جسم میں داخل ہوگی جو دنیا میں اس سے آباد تھا"۔ چنانچہ روحیں جسموں میں سرایت کر جائیں گی۔ جسم قبروں سے اپنے سروں سے مٹی جھاڑتے ہوئے اٹھیں گے۔ کافر کہیں گے: ﴿هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ۞﴾(القمر) "یہ دن تو بڑا سخت ہے"۔ اور مؤمن کہیں گے: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ؕ﴾(فاطر: ٣٤) "شکر ہے اُس اللہ کا جس نے غم کو ہم سے دور کر دیا۔"

حواشی

(١) مسلم نے کتاب الفتن و اشراط الساعۃ میں اور احمد نے مسند میں روایت کیا ہے۔

(٢) اس حساب سے دجال کے زمین پر قیام کی مدت تقریباً ایک سال' دو ماہ اور دس دن بنتی ہے۔

(٣) صحیح حدیث ہے۔ اسے طبرانی نے اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(٤) صحیح حدیث ہے۔ ابوداؤد نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ ناصر الدین الالبانی کی "الصحیحۃ" میں حدیث نمبر ٢١٨٢ ہے۔

(٥) حدیث کا کچھ حصہ مسلم نے کتاب الفتن میں نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(٦) مسلم نے کتاب الفتن میں اور احمد نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(۷) بخاری، مسلم اور احمد نے ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(۸) فتح الباری، کتاب احادیث الانبیاء، ص ۴۹۳۔

(۹) مصدر سابق، ص ۴۹۴۔

(۱۰) بخاری، مسلم، احمد، نسائی اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(۱۱) احمد اور مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور وہ البانی کی الصحیحہ میں نمبر ۲۴۵۷ کے تحت موجود ہے۔

(۱۲) بخاری نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت سے کتاب الانبیاء میں یاجوج ماجوج کے قصہ کے ضمن میں روایت کیا ہے۔

(۱۳) الفتن والملاحم، یاجوج ماجوج کا تذکرہ، ص ۱۳۔

(۱٤) ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس قول کو اکثر مفسرین نے نقل کیا ہے، دیکھئے تفسیر طبری، قرطبی، بیضاوی، اور آلوسی کی روح المعانی۔

(۱۵) کوہِ قاف کے بلند و بالا پہاڑوں کی بلندی ایک ہزار سے تین ہزار میٹر کے درمیان ہے۔

(۱٦) بخاری اور مسلم نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی روایت سے بیان کیا ہے۔

(۱۷) صحیح حدیث ہے۔ احمد، ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(۱۸) صحیح ہے۔ ابن ماجہ نے نواس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ الصحیحة میں نمبر ۱۹۴۰ پر ہے۔

(۱۹) احمد، مسلم اور ترمذی نے نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(۲۰) چوتھے باب کی پہلی فصل (الدجال) میں ہم نے اس موضوع کی تحقیق کی ہے۔

(۲۱) مسلم نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

(۲۲) دیکھئے فتح الباری، کتاب الرقاق، ج: ۱۱ مغرب سے طلوع آفتاب اور دیکھئے الفتن والملاحم، مغرب سے طلوع آفتاب کا تذکرہ۔

(۲۳) بخاری اور مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ احمد، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔

(۲٤) دیکھئے فتح الباری، کتاب الرقاق، ج ۱۱ (مغرب سے طلوع آفتاب)

(۲۵) احمد، مسلم، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

(۲٦) فتح الباری، کتاب الرقاق، ص ۳۵۳، مغرب سے طلوع آفتاب۔

(۲۷) ابوداؤد طیالسی، احمد، ابن ماجہ سب نے حماد بن سلمہ سے اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(۲۸) دیکھئے صحیح مسلم کی شرح نووی۔

(۲۹) ابن جریر نے اسے نقل کیا ہے اور طبرانی نے ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(۳۰) دیکھئے ابن کثیر کی تفسیر قرآن' سورۃ الدخان۔

(۳۱) ابن کثیر کا قول ہے کہ حبر اُمت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف اس کی سند درست ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

(۳۲) احمد' مسلم' ترمذی اور ابن ماجہ نے نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(۳۳) مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔

(۳۴) صحیح حدیث ہے جسے ترمذی نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(۳۵) مسلم اور احمد نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ بخاری کے الفاظ اور ہیں۔

(۳۶) احمد' مسلم' ترمذی اور ابن حبان نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(۳۷) احمد' بخاری اور نسائی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(۳۸) احمد اور مسلم نے حذیفہ بن اُسید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(۳۹) الصور ۔ بہت بڑا بگل ہے جس میں اسرافیل علیہ السلام تین دفعہ پھونک ماریں گے۔

(۴۰) بخاری' مسلم اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(۴۱) رحمٰن کا عرش اٹھانے والے فرشتے چار ہیں۔ جب قیامت آئے گی ان کے ساتھ چار اور مل جائیں گے' چنانچہ ان کی تعداد آٹھ ہو جائے گی۔

(۴۲) بخاری اور مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اَبَیْتُ : یعنی مجھے علم نہیں' میں جواب نہیں دے سکتا۔

(۴۳) جلالین پر صاوی کا حاشیہ دیکھیں (۳۲۸:۳) اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں: ﴿إِنْ كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَإِذَا هُمْ جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ﴿۵۳﴾﴾ (یٰسٓ) ''پس وہ زور کی آواز ہوگی جس سے یکا یک سب جمع ہو کر ہمارے پاس حاضر کر دیے جائیں گے۔''

بابِ ششم

راستے
کی
جھلکیاں

عام واجبات

ذہن میں بہت ہی ضروری سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان فتنوں اور خون ریز معرکوں کی تیاری کے لیے ایک مسلمان کو کیا کرنا چاہیے؟ خاص طور پر جبکہ ان فتنوں نے سر اٹھا لیا ہے اور دفعتاً کسی لمحہ آیا چاہتے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ آنے والے مرحلے کی تیاری کے لیے مسلمانوں کے لیے عام واجبات یہ ہیں:

۱) علم: علم سے ہماری مراد وہ صحیح علم ہے جس کا ثبوت رسول اللہ ﷺ سے ملتا ہو۔ ایسا علم جو خرافات اور ضلالت و گمراہی سے پاک ہو۔ عام طور پر یہاں علم سے مراد قرآن' حدیث' فقہ اور شریعت کا علم ہے۔ اور خاص طور پر اس سے مراد اس مرحلہ کی سوجھ بوجھ ہے جس سے ہم گزر رہے ہیں۔ یعنی پہلا خونریز معرکہ کب ہوگا؟ مہدی کا ظہور کب ہوگا؟ ان کی علامات کیا ہیں؟ دجال کا خروج کب ہوگا؟ اس کے اوصاف کیا ہیں؟ اور اس کے فتنہ کا طول و عرض کیا ہے؟ یہ عالم حاضر و موجود کا علم اور اس مرحلہ کی سوجھ بوجھ ہے۔

آنے والے مرحلے کے واقعات' اس کے فتنوں' اس کے خونچکاں معرکوں سے عدمِ واقفیت ان فتنوں کے جال میں پھنسا کر انسان کو ہلاکت کے گڑھے کی اتھاہ گہرائیوں میں پھینک سکتی ہے۔ جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ کوئی بھی بے خبر دجال کے فتنے میں مبتلا ہوسکتا ہے۔ جب دجال اس سے کہے گا: کیا خیال ہے اگر میں تمہارے والدین کو زندہ کر دوں تو تم مجھ پر ایمان لے آؤ گے؟ تو وہ جواب دے گا؟ ہاں۔ پھر دو شیطان اس کے والدین کی شکل دھار کر سامنے آکھڑے ہوں گے اور کہیں گے: بیٹے جی! اس کی پیروی کرو' یہ تمہارا رب ہے۔ چنانچہ وہ بے خبر اس پر ایمان لے آئے گا' کیونکہ اسے یہ پتہ نہیں ہوگا کہ یہ دجال ہے اور اس کے فتنے کی وسعت (scope) کیا ہے؟ چنانچہ علم کے سوا اس کے لیے کوئی چارۂ کار نہیں۔ یہ علم اللہ کے حضور میں اخلاص' توفیقِ الٰہی اور صحیح فہم سے بارآور ہوگا اور یہ صفات تقویٰ سے حاصل ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۖ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ۗ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٢٨٢﴾﴾ (البقرۃ)

''اور اللہ سے ڈرو! اللہ تعالیٰ (کا تم پر احسان ہے کہ) تم کو تعلیم فرماتا ہے' اور اللہ تعالیٰ سب چیزوں کو جاننے والا ہے۔''

۲) توبہ: دوسری ضروری چیز گناہوں سے توبہ ہے' خواہ گناہ بڑے ہوں یا چھوٹے' خفیہ ہوں یا اعلانیہ۔ کیونکہ فتنوں اور جنگوں کے زمانے میں انسان کے ہوش و حواس اُڑ جائیں گے اور وہ اپنے نفس کی کُنہ تک نہ پہنچ سکے گا۔ اگر اس نے پہلے سے توبہ نہ کی ہوگی تو بھوک و فقر' قحط و خشک سالی اور جنگ و جدال اسے توبہ کی کہاں مہلت دیں گے۔ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں:

''سات باتوں سے پہلے پہلے نیک کام کر لو۔ کیا تم ایسے فقر کے منتظر ہو جو غافل کر دے؟ یا ایسی تونگری کے منتظر ہو جو سرکشی پر آمادہ کر دے؟ یا ایسے مرض کے منتظر ہو جو تباہ و برباد کر دے؟ یا ایسے بڑھاپے کے منتظر ہو جو عقل کو ضعیف کر دے؟ یا ایسی موت کے منتظر ہو جو کام تمام کر دے؟ یا دجال کے منتظر ہو؟ کیونکہ نہ دکھائی دینے والی برائی تمہارا انتظار کر رہی ہے' یا تم قیامت کے آنے کے انتظار میں ہو کہ قیامت کی مصیبت سب سے بڑھ چڑھ کر ہوگی۔'' (۱)

اے اللہ کے بندو! توبہ کر لو پیشتر اس کے کہ فتنے تم پر دھاوا بول دیں اور پیشتر اس کے کہ مغرب سے آفتاب طلوع ہو اور درِ توبہ بند ہو جائے۔

۳) دُنیا سے بے رغبتی: اس کا مقصد دنیا سے روگردانی بالکل نہیں' کیونکہ رسول اللہ ﷺ کھاتے تھے' پیتے تھے' سوتے تھے' عورتوں سے شادی بھی کرتے تھے' بازاروں میں چلتے پھرتے بھی تھے اور دنیاداری کی طرف توجہ بھی دیتے تھے مگر آپ ﷺ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ ((كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ))(۲) ''دنیا میں ایسے رہو جیسے ایک پردیسی یا مسافر رہتا ہے''۔ یعنی دنیا سے اس قدر زادِ راہ لو جو مسافر کو منزل تک پہنچا دے' چنانچہ اپنے ساتھ سوچ سمجھ کر سامانِ سفر لے کر جاؤ۔

مقصد صرف دنیا کی محبت کو ترک کرنا ہے' کیونکہ یہ سب مصیبتوں کی جڑ ہے۔ جو آدمی دنیا سے اس قدر محبت کرتا ہے کہ محبت اس کے دل کی گہرائیوں میں اُتر جائے وہ حسد کرنے لگتا ہے' ظلم کا خوگر بن جاتا ہے' حرص و طمع کا شکار ہو جاتا ہے اور بغاوت و سرکشی پر آمادہ ہو جاتا ہے' وغیرہ وغیرہ۔

٤) آخرت کا توشہ: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿١٩٧﴾﴾ (البقرۃ)

''اور زادِ راہ لے لیا کرو' یقیناً بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے' اور اے عقلمندو! مجھ سے ڈرتے رہو۔''

نیکیوں کا بازار شب و روز لگا ہوا ہے۔ کامیاب اور خوش بخت وہی ہے جو اس میں محنت کر کے نفع کماتا ہے۔ فریب خوردہ اور نقصان میں وہ ہے جو اس میں کوتاہی کرتا ہے اور گھاٹا اٹھاتا ہے۔ نیکی کے دروازے کئی ایک ہیں' آسان بھی ہیں اور سہل بھی۔ قرآن پڑھو' ہر حرف کے بدلے ایک نیکی ملے گی۔ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں:

''جو کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھتا ہے اس کو ایک نیکی ملتی ہے اور ہر نیکی کی جزا دس گنا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ الٓمٓ ایک حرف ہے' بلکہ الف ایک حرف ہے' لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔''(۳)

اللہ کو یاد کرو۔ سبحان اللہ کہو' الحمد للہ کہو' اللہ اکبر کہو اور لا الٰہ الا اللہ پڑھو۔ کم کم ہی اسے ورد زبان بناؤ اور اسے مسلسل پڑھتے رہو' تمہارے نامۂ اعمال میں پہاڑوں جتنی نیکیاں لکھ دی جائیں گی۔

جی نہ چاہتا ہو تو پھر بھی پورا پورا وضو بناؤ۔ مسجدوں کی طرف زیادہ سے زیادہ قدم اٹھاؤ۔ ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرو۔ اس کا اتنا ثواب ملے گا جتنا اس لشکر کو ملتا ہے جو اللہ کی راہ میں سرحدوں کی حفاظت کے لیے قیام کرتا ہے۔

اپنے والدین کی فرمانبرداری کرو' صلہ رحمی کرو' پڑوسی سے اچھا سلوک کرو' مہمان کی مہمان نوازی کرو۔ تمہیں کئی گنا اجر ملے گا اور تمہارے درجات بھی بلند ہوں گے۔

سلام کو پھیلاؤ' کھانا کھلاؤ' مریض کی تیمارداری کرو اور لڑنے والوں کے درمیان مصالحت کرا دو۔ تمہارے درجات بلند ہوں گے اور تمہاری برائیاں جھڑ جائیں گی۔

بیوی اپنے شوہر کی اطاعت کرے' اس کے ساتھ ٹھیک طریقے سے رہے سہے' ساتھ ساتھ دین کے ارکان پر مداومت کرے۔ اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جائیں گے' جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔

چنانچہ نیکی کے دروازے بہت سے ہیں' سب کھلے ہیں۔ اللہ کے بندو! جلدی سے نیکیاں کر لو اور اس جنت میں داخل ہو جاؤ جس کا عرض زمین و آسمان کی وسعتوں کے برابر ہے۔

۵) اللہ کی طرف دعوت : اس سے مراد صرف لیکچر یا خطبہ دینا نہیں ہے' بلکہ مراد یہ ہے کہ اپنے پڑوسی کو دین پر عمل کرنے کی اور اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھنے کی دعوت دو' اور اپنے گھر والوں کو اللہ کی اطاعت اور عبادت کا حکم دو۔ اگر ایسا کرو گے تو اللہ کی طرف دعوت دینے والے کہلاؤ گے اور کسی کی بات اتنی خوبصورت نہیں ہو گی جتنی تمہاری۔ تمہیں بھی اتنا ہی اجر ملے گا جتنا تمہارا کہا ماننے والوں کو۔

٦) تابعداری: مؤمن اللہ کی شریعت کے بارے میں دلیل بازی نہیں کرتا۔ جب اس کے پاس اللہ یا اس کے رسول ﷺ کا کوئی حکم آتا ہے تو یہی کہتا ہے کہ ہم نے سن لیا اور اطاعت کی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝۳۶﴾ (الاحزاب)

''اور کسی ایمان دار مرد اور کسی ایمان دار عورت کو گنجائش نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا حکم دیں تو ان کو اپنے کام کا کوئی اختیار رہو۔ اور جو شخص اللہ کا اور اس کے رسول کا کہنا نہ مانے گا تو وہ کھلی گمراہی میں ہوگا۔''

اللہ انصار کی عورتوں پر رحم کرے' جب اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نازل ہوا: ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۠﴾(النور: ۳۱) ''اور وہ اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں'' اور لوگ اپنے گھروں کو اللہ کی نازل کردہ آیات تلاوت کرتے ہوئے لوٹے تو عورتوں نے ان آیات کی تصدیق کرتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر ایمان لاتے ہوئے اٹھ کر اپنی چادروں کو پھاڑ کر اپنے سر ڈھانپ لیے' اور وہ سروں کو ڈھانپے ہوئے (صبح کی نماز میں) اللہ کے رسول ﷺ کے پیچھے یوں کھڑی ہوگئیں گویا ان کے سروں پر کوے بیٹھے ہوئے ہیں۔(٤)

٧) فرقہ بندی اور اختلاف کو چھوڑنا: اختلاف خواہ کسی قسم کا ہو برا ہے' اس میں کوئی بھلائی نہیں۔ یہ ہم سے پہلے گزرنے والی اُمتوں کی بیماری ہے۔ ایسی لاعلاج بیماری کہ جب بھی کسی اُمت کو لاحق ہوتی ہے اسے تباہ و برباد کر دیتی ہے اور اس کی ہوا اکھڑ جاتی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے —احمد اور ترمذی کی زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں— فرمایا ہے:

''پہلی اُمتوں کی بیماری' حسد اور کینہ تمہارے اندر سرایت کر گئی ہے۔ یہ بیماری حجامت بنا دیتی ہے۔ دین کی نہ کہ بالوں کی۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے' تم اُس وقت تک مؤمن نہیں کہلا سکتے جب تک تم ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔ کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتلا دوں جس کے کرنے سے تم ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو گے: اپنے درمیان سلام کو پھیلاؤ!''

پس مسلمانوں کے درمیان انفرادی اور اجتماعی لحاظ سے اختلاف ترک کرنا فرض اور واجب ہے' خاص طور پر اُن دنوں جبکہ دشمن ان پر دھاوا بول رہے ہیں اور اقوامِ عالم مل جل کر ان پر ایسے ٹوٹ پڑی ہیں جیسا کہ کھانے والے پیالے پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔

دیکھئے! ہر وہ آدمی جو آج کل مسلمانوں کے درمیان فروعی اختلافات کو ہوا دیتا ہے وہ گناہگار ہے' گناہگار ہے' گناہگار ہے۔ ان لوگوں کو اللہ سے ڈرنا چاہیے جو مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کر رہے ہیں اور ان کی جمعیت کو پریشان کر رہے ہیں۔

طوالت کے خوف سے ہم انہی فرائض پر اکتفا کرتے ہیں۔ مقدور بھر ہم نے اس بات کا خیال رکھا ہے کہ صرف ضروری باتیں لکھی جائیں۔ ہمیں یہ بات پسند نہیں کہ ایسی لایعنی باتوں سے صفحوں کو سیاہ کرتے جائیں جن سے قاری اکتا جائے اور اس کا وقت برباد ہو۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ ہمیں علم' عمل اور اخلاص عطا کرے۔ آمین!

فصل دوم

خاص انتباہ اور خاتمہ

فتنوں اور جنگوں کے دوران ہم درج ذیل باتیں مسلمانوں کو ذہن نشین کرانا چاہتے ہیں:

— اے اللہ کے بندے! اس لشکر میں ہرگز شامل نہ ہونا جو بیت اللہ کے قریب مہدی سے لڑنے کے لیے جائے گا۔ وہ لشکر بدنصیب ہوگا جسے زمین میں گاڑ دیا جائے گا۔

— اللہ کے خلیفہ مہدی کے ظہور کا یقین ہونے کے بعد یا تو خود جا کر اُس کے ہاتھ پر بیعت کرنا' اگر ایسا ممکن نہ ہو تو دل سے بیعت کر لینا۔

— اے اللہ کے بندے! بڑے خونریز معرکہ میں پسپا ہونے والے ایک تہائی شکست خوردہ لشکر میں سے نہ ہونا' وگرنہ توبہ سے محروم ہو جاؤ گے' بلکہ ثابت قدم رہنا' تمہیں دو نیکیوں میں سے ایک نیکی (غازی یا شہید) حاصل ہوگی۔

— دجال کے ظہور کے وقت مکہ یا مدینہ کی گود میں رہنا۔ اگر ایسا نہ کر سکو تو اُس کے سامنے ڈٹ کر سورۃ الکہف کی ابتدائی یا آخری آیات پڑھنا' وہ تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

— دجال کی روٹی اور اس کے پانی کے دریا کے قریب نہ پھٹکنا۔ وہ تو بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔ اے اللہ کے بندے! اُس آگ کا قصد کرنا جو اُس کے پاس ہے۔ اپنے سر کو جھکا لینا' اپنی آنکھوں کو نیچا کر لینا اور اس میں سے پی لینا' وہ میٹھا پانی ہو جائے گا۔

— پابندی سے تسبیح' تحمید' تکبیر اور تہلیل کا ورد کرتے رہنا۔ بھوک' قحط اور خشک سالی کے دنوں میں یہی تمہارا کھانا پینا ہوگا۔

— دجال والا دن ایک سال کی مانند ہوگا۔ اس میں اپنی نماز کا اندازہ کر لینا۔ اس دن پانچ نمازیں کافی نہ ہوں گی۔ تمہارے لیے لازمی ہے کہ اس دن سال بھر کی نمازیں پڑھو۔

— عیسیٰ علیہ السلام کو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچانا۔

— ان لوگوں میں سے ہو جانا جو رات کو قیام کرتے ہیں۔ اس طرح اس طویل رات کو بیدار رہو گے جو مغرب سے طلوع آفتاب سے پہلے ہوگی' جس کے بعد درِ توبہ بند ہو جائے گا اور تمہارا خاتمہ بالخیر ہوگا۔

— اللہ کے جانور سے ڈر کر مت بھاگنا کیونکہ وہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ وہ تو تمہارے چہرے پر نشان لگائے گا جس کے باعث اللہ کے حکم سے تمہارا چہرہ دمک اٹھے گا۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمارے علم سے ہمیں نفع پہنچائے۔ اس بات کا علم عطا فرمائے جسے ہم جانتے نہیں اور ظاہری و باطنی ہر قسم کے فتنوں کو ہم سے دور رکھے' وہ ہمیں زندگی اور موت کی آزمائشوں اور مسیح دجال کے فتنے سے بچائے' کیونکہ وہ بہترین کارساز اور بہترین مددگار ہے۔

﴿سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿١٨٠﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٨١﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٨٢﴾﴾ (الصّٰفّٰت)

''آپ کا رب جو بڑی عظمت والا ہے ان باتوں سے پاک ہے جو یہ کافر بیان کرتے ہیں۔ اور سلام ہو پیغمبروں پر۔ اور تمام تر خوبیاں اللہ ہی کے لیے ہیں جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔''

جمعہ کی رات کو اس کتاب سے فراغت ہوئی

القاہرہ' ۱۳ صفر ۱۴۱۷ھ موافق ۵ جولائی ۱۹۹۶ء

امین جمال الدین

حواشی

(۱) ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' ان کا قول ہے کہ حدیث حسن ہے' اس کی سند میں کلام ہے۔

(۲) بخاری' مسلم اور احمد وغیرہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

(۳) ترمذی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور کہا ہے کہ حسن صحیح ہے۔

(٤) اس حدیث کے معانی کو بخاری نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

داعیِ رجوع الی القرآن، بانیِ تنظیم اسلامی

محترم ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

کے شہرۂ آفاق دورۂ ترجمہ قرآن پر مشتمل

بیانُ القرآن

ترجمہ و مختصر تفسیر

حصہ اوّل سورۃ الفاتحہ و سورۃ البقرۃ مع تعارفِ قرآن
صفحات: 360، قیمت 475 روپے

حصہ دوم سورۃ آلِ عمران تا سورۃ المائدہ
صفحات 321، قیمت 425 روپے

حصہ سوم سورۃ الانعام تا سورۃ التوبہ
صفحات 331، قیمت 425 روپے

حصہ چہارم سورۃ یُونس تا سورۃ الکہف
صفحات 394، قیمت 485 روپے

حصہ پنجم سورۃ مریم تا سورۃ السجدۃ
صفحات 480، قیمت 575 روپے

حصہ ششم سورۃ الاحزاب تا سورۃ الحجرات
صفحات 484، قیمت 590 روپے

حصہ ہفتم سورۃ قٓ تا سورۃ النّاس
صفحات 560، قیمت 650 روپے

یکے از مطبوعات: انجمن خدّام القرآن خیبر پختونخوا، پشاور

شائع کردہ: مکتبہ خدّام القرآن لاہور
36-K، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون 3-(042)35869501

مرکزی **انجمن خدّام القرآن** لاہور

کے قیام کا مقصد

منبعِ ایمان — اور — سرچشمۂ یقین

قرآنِ حکیم

کے **علم و حکمت** کی

وسیع پیمانے — اور — اعلیٰ علمی سطح

پر تشہیر و اشاعت ہے

تاکہ اُمّتِ مسلمہ کے فہیم عناصر میں **تجدیدِ ایمان** کی ایک عمومی تحریک برپا ہو جائے

اور اس طرح

اِسلام کی نشأۃِ ثانیہ — اور — غلبۂ دینِ حق کے دورِ ثانی

کی راہ ہموار ہو سکے

وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ